مُسلمان شاہی خاندان

اور ان کے سلسلے

مؤلفہ

اسٹینلی لین پول

ترجمہ مع ترمیم و اضافہ

از

محمد عبد الرحمٰن خان

سلسلۂ مطبوعات ادارۂ ادبیات اردو شمارہ (۱۳۶)

مسلمان شاہی خاندان

(اور)

اُن کے سلسلے

(مؤلفہ)

اسٹینلی لین پول

(ترجمہ معہ ترمیم واضافہ)

مولوی محمد عبدالرحمٰن خاں صاحب اے۔ آر۔ سی۔ ایس
بی۔ ایس۔ سی آنرز لندن۔ سابق صدر کلیۂ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد

(مطبوعہ)

رفیق مشین پریس حیدرآباد دکن

قیمت پانچ روپے

فہرست مضامین

	صفحہ
تمہید منجانب مترجم	۱
آصف جاہی خاندان کے بادشاہان دکن	۱۲
تمہید منجانب اسٹینلی لین پول	۱۵
باب اوّل۔ خلفاء	
(۱) خلافت راشدہ	۲۳
(۲) خاندان بنی امیّہ	۲۸
(۳) خاندان بنی عبّاسیہ	۲۹
باب دوّم اسپین	۳۴
(۴) قرطبہ کے بنی اموی حکمران	۳۴
(۵) حمّودی خاندان ملاغہ	۳۶
(۶) ״ ״ الجزیرہ	۳۶
(۷) عبّادی خاندان اشبیلیہ	۳۷
(۸) زیری خاندان غرناطہ	۳۷
(۹) جہوری خاندان قرطبہ	۳۸
(۱۰) ذوالنون خاندان طلیطلہ	۳۸
(۱۱) عامری خاندان بلنسیہ	۳۹
(۱۲) تجیبی اور ہودی خاندانہا سرقسطہ کے	۴۰
(۱۳) بادشاہان دانیہ	۴۱
المرابط اور موحد خاندان	۴۱
(۱۴) نصری خاندان غرناطہ	۴۲
باب سوم۔ شمالی افریقہ کے حکمران	۴۵
(۱۵) ادریسی خاندان مراکش	۴۷
(۱۶) اغلبیہ خاندان تونس وغیرہ	۴۸
(۱۷) زیری خاندان تونس	۵۱
(۱۸) حمّادی خاندان الجیریہ	۵۲
(۱۹) خاندان المرابطین	۵۳
(۲۰) خاندان الموحّدین	۵۶
(۲۱) حفصی خاندان تونس	۵۹
(۲۲) زیانی خاندان الجیریہ	۶۲
کورسیر اور عثمانی ترک	۶۳
(۲۳) مرینی خاندان مراکش	۶۶
وطّاسی خاندان	۶۸
(۲۴) خاندان شریفان مراکش	۶۹
(الف) حسنی شریف	۷۰
(ب) فللی شریف	۷۱
باب چہارم۔ مصر اور شام	
(۲۵) طولونی خاندان	۷۴
(۲۶) اخشیدی خاندان	۷۶

(۲۷) فاطمی خاندان ۷۷
(۲۸) ایوّبی خاندانِ سلاطین ۸۰
(ا) مصر ۸۳
(ب) دمشق ۸۴
(ج) حلب ۸۵
(د) عراق ۸۵
(ھ) حماۃ ۸۵
(و) حمص ۸۶
(ز) عرب ۸۷
(۲۹) مملوک سلاطین ۸۷
(ا) بحری مملوک ۸۸
(ب) بُرجی مملوک ۹۱
(۳۰) خدیوانِ مصر ۹۳

بابِ پنجم - عرب و یمن

(۳۱) عرب ۹۵
(۳۲) یمن ۹۶
(۳۳) زیادی خاندان ۹۷
وزراء ۹۸
(۳۴) یُعفری خاندان ۹۹
(۳۵) نجاحی خاندان ۱۰۰
(۳۶) صُلیحی خاندان ۱۰۱
(۳۷) ہمدانی خاندان ۱۰۲
(۳۸) خاندانِ مہدئین ۱۰۳
(۳۹) زُریعی خاندان ۱۰۴
ایوّبی خاندان ۱۰۶
(۴۰) رسولی خاندان ۱۰۷
(۴۱) طاہری خاندان ۱۰۹
(۴۲) رسّی امام ۱۱۰
(۴۳) امامانِ صنعا ۱۱۲
VI شام اور عراق عرب ۱۱۴
(۴۴) حمدانی خاندان ۱۱۸
I الموصل کے حمدانی ۱۱۹
II حلب کے حمدانی ۱۲۰
(۴۵) مرداسی خاندان ۱۲۰
(۴۶) عُقیلی خاندان ۱۲۳
(۴۷) مروانی خاندان ۱۲۵
(۴۸) مزیدی ۱۲۷
VII فارس (ایران) اور ماوراء النہر ۱۲۹
VII ایران اور ماوراء النہر ۱۲۹
(۴۹) دُلفی خاندان ۱۳۱

(۵۰) ساجی خاندان ۱۳۲
(۵۱) علوی خاندان ۱۳۳
(۵۲) طاہری خاندان ۱۳۴
(۵۳) صفاری خاندان ۱۳۵
(۵۴) سامانی خاندان ۱۳۷
(۵۵) ترکستان کے ایلک خان ۱۴۰
ایلک خانان ۱۴۱
مغرب میں ۱۴۲
مشرق میں ۱۴۲
(۵۶) زیاری خاندان ۱۴۳
(۵۷) خاندان حسنویہ ۱۴۵
(۵۸) بویہہ ۱۴۶
منقسمہ ممالک
(العراق) ۱۵۰
(کرمان) ۱۵۰
(۵۹) کاکویہہ ۱۵۲
VIII سلجوقی خاندان ۱۵۳
(۶۰) سلجوقی خاندان ۱۵۳
(الف) سلجوقیان کبیر ۱۵۷
(ب) سلجوقیان کرمان ۱۵۸
(ج) سلجوقیان شام ۱۵۹
(د) سلجوقیان العراق و کردستان ۱۶۰
(ہ) سلجوقیان روم ۱۶۱
(۶۰) خاندان دانشمندان ۱۶۳
IX خاندان اتابکان ۱۶۵
اتابکان ۱۶۶
(۶۱) بوری خاندان ۱۶۷
(۶۲) زنگی خاندان ۱۶۸
(الف) اتابکان موصل ۱۶۹
(ب) اتابکان شام ۱۷۱
(ج) اتابکان سنجار ۱۷۱
(د) اتابکانِ الجزیرہ ۱۷۲
(۶۳) بگتگینی خاندان ۱۷۳
(۶۴) ارتقی خاندان ۱۷۴
الف ارتقی خاندان کیفا ۱۷۶
(ب) ارتقی خاندان ماردین ۱۷۷
(۶۵) شاہانِ ارمنستان ۱۷۸
(۶۶) اتابکان آذربائجان ۱۷۹
(۶۷) سلغری خاندان ۱۸۰
(اتابکان فارس)

(۶۸) ہزاراسپی خاندان	۱۸۳
(۶۹) شاہان خوارزم	۱۸۴
(۷۰) قتلغ خانی خاندان	۱۸۷
X سلجوقیوں کے جانشین مغرب میں	۱۸۸
امیران ایشیائے کوچک	۱۸۸
XI مغلوں کا خاندان	۲۰۴
منگول خاندان	۲۰۴
(۸۱) خاندان کبیر	۲۱۱
(۱) اگوتائی کا سلسلہ	
(۲) تولوئی کا سلسلہ	۲۱۴
خانان کبیر	۲۱۹
یوئن خاندان	۲۲۰
خاقانان منگولیا	۲۲۰
منقسمہ قبائل	۲۲۳
ایران کا منگول حکمران خاندان	۲۲۴
رقیب خاندان	۲۲۷
(۸۳) سنہری اُردو کے خانان	۲۲۸
(۱) باتو کا سلسلہ	۲۳۱
سنہری اُردو کے خانان	۲۳۷
(ب) رقیب خاندان	۲۳۹
(۲) مشرقی خفچاق کا سفید اُردو	۲۴۰
(۳) رقیب خاندان	۲۴۱
(۸۴) خانانِ قرم	۲۴۲
ایضاً	۲۴۵
شیبان کا سلسلہ	۲۴۹
(۸۵) جغتائی خاندان	۲۵۳
XII ایران	۲۵۶
ایضاً ایضاً	۲۵۷
(۸۶) جلیئر	۲۵۸
(۸۷) مظفری خاندان	۲۶۱
(۸۸) سربداری خاندان	۲۶۳
(۸۹) قرت کا خاندان	۲۶۵
(۹۰) قراقیونلی	۲۶۶
(۹۱) آق قیونلی	۲۶۸
۹۲-۹۶ شاہان ایران یا فارس	۲۷۰
(۹۲) صفوی خاندان	۲۷۴
(۹۳) افغان خاندان	۲۷۵
(۹۴) افشاری خاندان	ایضاً
(۹۵) زند خاندان	۲۷۶
(۹۶) قاچار	ایضاً

ماوراء النہر ۲۷۷
XIII ایضاً
(۹۷) تیموری خاندان ۲۷۸
(۹۸) شیبانی خاندان ۲۸۳
بخارا کا شکمی یا ذیلی خاندان ۲۸۶
سمرقند کا شکمی خاندان ایضاً
(۹۹) جانی یا استر خانی خاندان ۲۸۷
منگت خاندان کا شجرہ ۲۸۹
(۱۰۰) منگت خاندان ۲۹۰
(۱۰۱) خاندان خیوا ۲۹۲
(۱۰۲) خانانِ خوقند ۲۹۵
XIV ہندوستان و افغانستان ۲۹۷
ایضاً ۲۹۸
(۱۰۳) غزنوی خاندان
(افغانستان و پنجاب) ۳۰۰
(۱۰۴) غوری خاندان ۳۰۷
(۱۰۵) سلاطین دہلی ۳۱۲
(الف) بادشاہان سلسلہ غلاماں ۳۱۶
(ب) خلجی خاندان ۳۱۷
(ج) خاندان تغلق ایضاً
(د) خاندان سید ۳۱۸
(ہ) لودھی خاندان ۳۱۹
(و) افغان خاندان ایضاً

متفرق صوبائی خاندان ۳۲۱

(۱۰۶) گورنران و شاہان بنگال ۳۲۳
(ا) گورنران بنگالہ ۳۲۴
(ب) بادشاہان بنگالہ ۳۲۶
الیاس کا گھرانا ایضاً
راجہ کانس کا گھرانا ۳۲۷
الیاس کا گھرانا (واپس بر سر حکومت) ۳۲۸
حبشی بادشاہاں ایضاً
حسین شاہ کا گھرانا ۳۲۹
محمد سور کا گھرانا ایضاً
سلیمان کرارانی کا گھرانا ۳۳۰

(۱۰۷) شرقی شاہان جونپور ۳۳۱

(۱۰۸) شاہان مالوا ۳۳۴
I غوری خاندان بادشاہان مالوا ۳۳۵
II خلجی خاندان کے شاہان مالوا ایضاً
(۱۰۹) شاہان گجرات ۳۳۶
(۱۱۰) شاہان خاندیش ۳۳۹

دکن یا جنوبی ہندوستان

(۱۱۱) بہمنی خاندان ۳۴۱
(۱۱۲) عماد شاہان برار ۳۴۶
(۱۱۳) نظام شاہان احمد نگر ۳۴۷
(۱۱۴) برید شاہان بیدر ۳۴۸
(۱۱۵) عادل شاہان بیجاپور ۳۴۹
(۱۱۶) قطب شاہان گولکنڈہ ۳۵۰
(۱۱۷) مغلیہ شہنشاہانِ ہندوستان ۳۵۱
(۱۱۸) امیرانِ افغانستان ۳۶۰

اغلاط نامہ

تمہید منجانب مترجم صفحہ ۴ سطر ۹ بجائے
Amara پڑھا جائے Wemyss

صفحہ - سطر - صحیح نام ۔
۴ - ۱۴ - Charles Vere Ferrers – Townshend

۷ - ۱۱ - انگریزی نام Lausanne

۷ - ۱۳ " Dardanelles

۹ - ۴ " Tetuan

(صفحہ ۴ کی عبارت کے نیچے نام مترجم لکھا جائے ۔ محمد عبدالرحمن خاں ۔
(سابق صدر کلیہ جامعہ عثمانیہ)

تمہید منجانب اسٹینلی لین پول ۔ صفحہ ۵ سطر ۱۵
لفظ فہرست کے بعد اضافہ کیا جائے ۔
"کیٹلاگ کی تیاری میں مجھ کو اکثر تاریخ واری فہرستیں نہ ملنے سے دشواریاں پیش آئیں"

صفحہ - سطر
۲۵ - ۱ "۳۶ھ" کے بعد اضافہ کیا جائے "میں"

۲۶ - ۲ بجائے "قیرزان" ہونا چاہئے "قیروان"

۴۷ - ۸ انگریزی لفظ Tadgha

صفحہ - سطر
۲۸ - ۱۴ بجائے "سنہ ۱۳۱ھ" پڑھا جائے "سنہ ۱۳۲ھ"
۳۱ - ۱۰ " المقتضی " المقتفی
۳۳ " ۱۵ " "اس کے" " "اس ملک کے"
۳۴ " ۱۰ انگریزی نام Tojilids اور Saragessa
۳۶ - ۱۴ کے نیچے پڑھا جائے "خاندان المرابطین"
۳۷ - ۹ بجائے "زکیری" پڑھا جائے "زیری"
۳۷ - ۱۰ " سنہ ۳۰ھ " سنہ ۴۳۰ھ
۳۷ - ۱۱ " سنہ ۶۶ھ " سنہ ۴۶۶ھ
۳۹ - ۸ عیسوی سنہ ۱۰۷۴ ہے
۳۹ - ۹ " ۱۰۷۵ ہے
۳۹ - ۱۱ کے شروع میں بڑھایا جائے (۴)
۴۱ - ۴ نام "علی اقبال الدولہ بن مجاہد" پڑھا جائے ۔
۴۱ - ۷ بجائے "لیون کا" پڑھا جائے "لیون کے"
۴۳ سطر آخری "سعد دوبارہ" پڑھا جائے ۔
۴۶ " ۹ بجائے "اقوام کی" پڑھا جائے "اقوام کے"
۴۷ - ۸ انگریزی لفظ Tadgha ہے
۴۸ - ۵ سنہ ۳۱۰ھ اوپر کی سطر کے سنہ ۲۹۲ھ کے نیچے ہونا چاہئے ۔ سنہ ۳۱۰ھ کے
۴۸ - ۶ انگریزی لفظ Miknasa ہے

صفحہ ۔ سطر
۴۸ ۔ ۷ بجائے "اغلبہ" پڑھا جائے "اغلبیہ"
۴۹ ۔ آخری " سنہ ۴۲۱ھ " " سنہ ۴۲۳ھ "
۵۰ ۔ ۱۳ انگریزی لفظ Bulukkin ہے
۵۰ ۔ ۱۶ صحیح لفظ حمّادی ہے
۵۱ ۔ ۳ انگریزی لفظ Maghraba ہے
۵۱ ۔ ۶ بجائے "تصرف میں آنا" پڑھا جائے "تصرف میں لایا"
۵۱ ۔ ۱۵ صحیح تاریخ ۱۰۵ھ ہے۔
۵۳ ۔ ۵ بجائے پینیرا پڑھا جائے پیسا (Pisa)
۵۳ ۔ ۱۲ انگریزی لفظ Lamtuna ہے
۵۳ ۔ آخری " " Masmuda ہے
۵۴ ۔ ۳ " الفاظ Fez اور Miknasa ہیں
۵۴ ۔ ۴ " Ceuta، Mequinez، Tangier ہیں
۵۴ ۔ ۵ انگریزی لفظ Salee
۵۴ ۔ ۱۰ " Cid campeador Rodrigo diaz-de Bivar ہے
۵۴ ۔ ۱۳ انگریزی لفظ Zallaqah اور Sacralias ہیں

صفحہ ۔ سطر صحیح عبارت "ملک میں تین ہزار" ہے۔
۵۴ ۔ ۱۵
۵۴ ۔ ۱۷ سنہ ۱۰۹۰ پڑھا جائے۔
۵۴ ۔ آخری انگریزی لفظ Toledo ہے
۵۵ ۔ ۱۲ " Warkut ہے
۵۶ ۔ ۱۰ انگریزی لفظ Oran اور Salee
۵۶ ۔ ۱۶ بجائے "ازاد" پڑھا جائے "فرد"
۵۷ ۔ ۱ " "کو" " "میں"
۵۷ ۔ ۹ صحیح سنہ ۱۴۹۲ ہے
۵۷ ۔ آخری بجائے "کردایا" پڑھا جائے "کردیا"
۵۸ ۔ ۷ صحیح سنہ ہجری ۶۲۰ ہے
۵۸ ۔ ۹ " لفظ المخلوع ہے
۵۸ ۔ ۱۱ " بن (۳) ہے
۵۸ ۔ ۱۳ " سنہ ۱۲۳۲ء ہے
۵۸ ۔ ۱۴ " بن (۳) ہے
۵۹ ۔ ۱۳ " Guletta ہے
۶۱ ۔ ۵ " محمد دوم بن (۱۱) ہے
۶۱ ۔ ۶ " مرینی قبضہ ہوا
۶۲ ۔ ۱۱ Yagmorasan ہے
۶۴ ۔ ۴ Don pedro ہے
۶۴ ۔ ۶ Penon de Alger
۶۴ ۔ ۱۱ Jijil ہے
۶۴ ۔ ۱۲ Tinnis

صفحہ۔سطر	صحیح لفظ
۶۴-۱۵	Peñon de Alger
۶۴-۱۶	صحیح سنہ ۱۰۷۶ء ہے
۶۴-آخری	″ "حفصیوں کے حوالہ کیا" - کورسیروں۔۔۔
۶۵-۴	Torghud اور Dragut
۶۵-۱۱	ینی چری
۶۶-۶	مرینی
۶۶-۸	مرینیوں
۶۶-۱۲	Watasids
۶۷-۷	ابوالعنان
۶۸-۷	سنہ ؟ ہے
۷۵-۸	القطائع کو
۷۶-۱۴	طنج
۷۹-۴	الآمر
۸۱-۱	مُستقفی
۸۹-آخری	صحیح Aljashankir
۹۲-۱۸	″ Timurbugha
۹۵-۹	″ (۳۱) باب پنجم ہے
۹۵-۱۲	″ جند
۹۵-۱۴	″ صُلیحی
۹۵-آخری	زُریعی

صفحہ۔سطر	صحیح
۹۶-۶	صحیح (۳۲) یمن
۹۷-۱۴	″ Its Early
۹۸-۱	″ ‘Ath Thar
۹۸-۴	″ زیادی
۱۰۰-۵	″ Palace
۱۰۲-۷	″ البِہیار سبا بن
۱۰۳-۶	″ تُبعیّت ؟
۱۰۳-آخری	″ تنقلید
۱۰۵-۴	″ Kays
۱۱۰-۹	″ Sada
۱۱۶-۱۶	″ ضم کرلیا۔ تاہم
۱۳۱-۴	″ "العجلی" ہے
۱۳۴-۱۰	صحیح عدد ۵۲
۱۳۷-۱	*H. Sauvaire Sur un fels
۱۳۷-۲	Suffaride inédit de la collection
۱۳۷-۳	de M. ch. de l'Ecluse (Numismatic chronicle - 1881)
۱۴۱-۱	*From Dorn - Inventaire des

صفحہ - سطر

۱۶۱ - ۲ - Monnaies de L'
Institut des langues -
Orientales du Ministere -
des Affaires

۱۶۱ - ۳ - Etrangèreres -
۱۶۱ - ۴ - Appendice (Peters-
burg 1881)

۱۴۲ - ۱۳ - صحیح الفاظ - قابوس بن (۳)
۱۴۵ - ۱۲ " بڑھاپا
۱۴۹ - ۳ " اور کرمان کے بُویہی
۱۴۹ - ۹ " بن رکن بن بُویہ
۱۵۱ - ۱ " اور اصفہان کے بُویہی
۱۵۱ - ۱۶ " بن رکن بن بُویہ
۱۶۱ - آخری صحیح لفظ (Dorylaeum)
۱۶۳ - ۱ " الفاظ - غیاث الدین مسعود دوم
سنہ - ۶۹۶ھ
۱۶۳ - ۲ " سنہ ۷۰۰ھ ہے
۱۶۳ - ۴ آخری الفاظ - سیواس ارزنجان
۱۶۳ - ۵ " ۶۷۶ھ سے حکومت
۱۶۳ - ۶ " بھائی (یا بنی عم) کیخسرو سوم
۱۶۳ - ۷ " ۶۸۲ھ میں کیخسرو سوم کا
۱۶۳ - ۸ " مسعود اپنے بھتیجے (؟)

صفحہ - سطر

۱۶۳ - ۹ آخری الفاظ اور چار
۱۶۳ - ۱۳ صحیح تاریخیں "ق ۱۰۹۰ء - ۱۱۶۵ء
م ق ۴۹۰ھ - ۵۶۰ھ
۱۶۳ - ۱۴ صحیح عبارت (سیواس، قیساریہ، ملاطیہ
۱۶۶ - ۱۶ " " چھوڑ کر
۱۶۷ - ۷ " " تھے - اور بکتنگینی
۱۶۷ - ۱۶ " " بن بیٹھے، تفتگین
۱۶۷ - آخری " " اس کے بیٹے دُقاق
۱۶۸ - " آقسنقر نامی صاحب کا
۱۷۰ - ۹ صحیح تاریخ سنہ ۶۱۵ھ
۱۷۰ - ۱۳ " " سنہ ۱۲۳۳ء
۱۷۰ - ۱۴ " " عبارت ۱۲۵۹ء بدر الدین لولو
۱۷۱ - ۹ " تاریخیں سنہ ۱۱۷۰ء - ۱۱۹۷ء
۱۷۱ - ۱۲ " نام عماد الدین شاہان شاہ
۱۷۴ - ۲ " عبارت - تاریخ وفات -
۱۷۴ - ۱۱ " " مقرر ہوا
۱۷۴ - ۱۴ " " تا وتفتیکہ
۱۷۴ آخری " نام ایل غازی
۱۷۵ - ۱۵ " " میا فارقین
۱۷۶ - ۸ " الفاظ بن اُرتق
۱۷۶ - آخری " تاریخ سنہ ۱۲۳۱ء
۱۸۸ - ۳ " " سنہ ۱۳۰۳ء

صفحہ سطر

۱۸۸- ۱۵ صحیح عبارت * (صفحہ ۱۸۷) سنہ ۱۵۵۵ء میں

۱۸۸- ۱۵ " " آشوربنیپر

۱۹۲- ۲ " لفظ Journal

۱۹۲- ۸ " نام بائیتھینیہ

۱۹۲- ۱۰ " عبارت بروسہ سنہ ۱۳۲۶ء

۱۹۲- ۱۲ " " مراد اول سنہ ۱۳۸۶ء

۱۹۲- ۱۳ " " بایزید

۱۹۴- ۶ " " تاریخ کتابت انگریزی کتاب سنہ ۱۸۹۳ء

۱۹۴- ۱۱ " نام اپکٹیٹس

۱۹۴- ۱۳ " " Sultanöni

۱۹۵- ۶ " لفظ سپاہ

۱۹۵- ۱۲ " نام Maritza

۱۹۵- ۱۳ " عبارت سنہ ۱۳۹۱ء کی

۱۹۶- ۵ " لفظ وقفہ

۱۹۷- ۱۶ " نام رالے (Raleigh)

۱۹۸- ۷ " " Budapest

۱۹۸- ۱۶ " " Kersztes

۱۹۹- ۵ " عبارت Eugene) نے سنہ ۱۶۹۲ء میں بزمانہ مصطفٰے دوم

۱۹۹- ۷ صحیح نام (Passarovitz

۲۰۰- ۶ " لفظ (Deys)

صفحہ سطر

۲۰۱ - ۲ صحیح نام کرائمیہ

۲۰۱ - ۱۳ " لفظ شمالی

۲۰۲ - ۹ " نام سلیمان اول بن (۹)

۲۰۵ - ۶ " لفظ دودھ

۲۱۰ نقشہ میں دوسرا کالم سطر (۴) صحیح نام کرزک

۲۱۴ - ۲ " لفظ کولوک کو

۲۱۷ - ۲ " عبارت مشتمل ہے

۲۲۰ - ۳ " لفظ Uljaitu

۲۲۲ - ۱ " تاریخ سنہ ۱۳۸۸ء

۲۲۲ - ۶ " عبارت بن (۲)

۲۲۲ - ۹ " " اولجائی تیمور

۲۲۳ - آخری صحیح عبارت سنہ ۱۴۵۳ء۔ سنہ ۱۴۵۳ء

۲۲۵ - ۱۷ " لفظ "بٹھائے"

۲۲۶ - ۱۰ " عبارت "ساتی بیگ ابوسعید کی"

۲۲۶ - ۱۲ " " "منسوب ہوئی بطور رقیب"

۲۲۷ - ۴ " نام "گے خاتو" ؟

۲۲۷ - ۱۴ " " "منگو تیمور"

۲۲۹ - ۳ " عبارت "اور وا جانشین ہوا۔ اس کے ایک چھوٹے بیٹے باتو نے"

۲۲۹ - ۶ صحیح نام "باتو"

صفحہ۔ سطر

۲۲۹-۱۰ صحیح عبارت "یتوال (Teval) قبائل پشینغ یا پیشینگ (Pechenegs)

۲۲۹-۱۱ صحیح عبارت "کہلائے اور یورل Ural

۲۲۹-۱۲ " " اور یمبا (Yemba)

۲۳۱-۲ " " صفاندان۔ ان کے

۲۳۱-۱۳ " لفظ (Volga)

۲۳۱-۱۵ " عبارت۔ یورل (Ural) یا یائک (Yaik)

۲۳۱-۱۶ " لفظ (Dnieper)

۲۳۲-۱۰ " عبارت "پہلو میں ٹیریک اور

۲۳۲-۱۴ " نام "اوردا"

۲۳۲-۱۵ " " "اوزبک"

۲۳۳-۱۷ " " Alexandrovski

۲۳۶-۷ " الفاظ "ٹیریک (Terek)

۲۳۶-۱۳ " لفظ "Vitut"

۲۳۷-۱ " الفاظ (Nogay) کا سردار ایڈیکو (Idiku)

۲۳۸-۵ صحیح نام "منگو تیمور بن توتوکان (Tutukan) ابن ا

۲۳۸-۱۰ صحیح نام "Bartu"

۲۳۹-۴ " " مُردود

صفحہ۔ سطر

۲۳۹-۸ صحیح نام "طولون بیگ"

۲۳۹-۱۰ " " "خاقان" (Khaghan)

۲۴۱-۵ صحیح نام "Koerejak"

۲۴۱-۸ " " Chakra

۲۴۱-۵ " " سید احمد، مرتضیٰ، شیخ احمد

۲۴۳-۱ صحیح الفاظ "خانان قرم" Crimea

۲۴۳-۳ صحیح نام "الغ (Ulugh)

۲۴۳-۶ " الفاظ "آباو اجداد"

۲۴۳-۱۶ " نام "ریازان" (Riazan)

۲۴۳-۱۷ " نام Gorodetz

۲۴۵-۱۴ " تاریخ ۹۹۲ھ

۲۴۵-آخری " نام۔ Countess-Petochi

۲۴۷-۷ صحیح نام کپلان (Kaplan) گرائی اول

۲۴۹-۳ " " (Tiumen)

۲۴۹-۴ " " زار (Tsar)

۲۴۹-۱۲ " " (Sarisu)

صفحہ۔سطر

۲۵۰۔ ۷ صحیح نام کالموک Kalmuk

۲۵۰۔ ۸ " عبارت "برائے نام رہ گئی"

۲۵۱۔ ۵ " " "تیوال" (Teval)

پیش نیغ یا پیشنگ Pecheneg

۲۵۲۔ ۲ صحیح لفظ "اوزبک"

۲۵۳۔ ۴ " نام "بوری"

۲۵۴۔ ۱۳ " " (Buri)

۲۵۴۔ ۱۴ " " (Duwa)

۲۵۴۔ ۱۶ " " (Kunjuk)

۲۵۴۔ ۱۸ " " (Talikuu)

۲۵۴۔ ۱۹ " " (Kibak)

۲۵۵۔ ۹ " " (Jingishay)

۲۵۵۔ ۱۱ " تاریخ ق ۱۳۳۹ء

۲۵۵۔ ۱۲ " یسون (Yisun)

۲۵۶۔ ۱ " نام (Buyan Kuli)

۲۵۶۔ ۱۳ " " (Zand)

۲۵۷۔ ۴ " عبارت "خود مختاری کا"

۲۵۷۔ ۷ " " "محمود شاہ انجو" Inju

۲۵۷۔ ۱۷ " " اویس ۸۲۲ھ۔

۲۶۰۔ ۹ " نام و عبارت (شاہ ولد۔ (Tandu) ۸۱۳ھ ۸۱۴ھ

۲۶۱۔ ۱۰ " " " ابو اسحٰق انجو

صفحہ۔سطر

۲۶۳۔ ۱۴ صحیح نام محمد اے تیمور

۲۶۵۔ ۱ " " قرت کا خاندان (ہرات)

۲۶۵۔ ۱۱ " " بن (ا) کا

۲۷۱۔ ۱۲ " " سنان پاشا

۲۷۴۔ آخری " تاریخ ۱۷۳۶ء

۲۷۶۔ ۱۰ " " ۱۲۰۹ھ

۲۷۶۔ آخری " " ۱۸۴۸ء

۲۷۹۔ ۱ " نام جلبیر

۲۸۰۔ ۶ " " "ہندوکش"

۲۸۰۔ ۸ " عبارت "جا رہی تھی"

۲۸۰۔ ۱۱ " " "ساتھ ٹھہر نہ سکے"

۲۸۳۔ ۶ " لفظ "مزاج"

۲۸۳۔ ۱۰ " عبارت "تومان" (Tuimān) کے

۲۸۴۔ ۱۰ " نام تاشقند

۲۸۴۔ ۱۱ " " اوراٹپہ

۲۸۴۔ ۱۲ " لفظ دُرّانیوں

۲۸۴۔ ۱۶ " نام "بُداغ" (Budagh)

۲۸۵۔ ۱ " " کوخ کونجی (Koch Kunji) کے

۲۸۵۔ ۹ صحیح نام۔ پیر محمد اول بن جہانگیر

۲۸۵۔ ۱۷ " عبارت "حکومت بخارا زمین بھی-"

۲۸۶۔ ۱ " " "بخارا کا شکلی یا ذیلی خاندان"

صفحہ۔سطر۔صحیح عبارت

۲۸۷- ۵ "اور اس کے بیٹے جانی ڈن"

۲۸۷- آخری " "و زہرا خانم شیبانی"

۲۸۸- ۸ " نام "عبید اللہ"

۲۸۸- ۱۲ " تاریخ ۱۱۷۱ھ

۲۸۸- ۱۷ " نام "حکیم خاں"

۲۹۰- ۱۶ " " "حیدر تورا
"Tora

۲۹۱- ۲ " تاریخ ۱۸۶۰ء

۲۹۲- آخری " نام "ایلبرز Elbarz

۲۹۴- ۲ " تاریخ (۱۷) ۱۱۴ء۔ ۱۱۵۳ء

۲۹۴- ۸ " " ق ۱۷۰ء۔ ۱۸۰۴ء

۲۹۴- ۱۳ " " ۱۸۴۵ء۔ ۱۸۵۵ء

۲۹۶- ۲ " نام شیر علی

۳۰۴- ۷ " تاریخ ۔ ۴۴۴ھ

۳۰۴- ۱۱ " نام عبدالرشید عز الدولہ

۳۰۴- ۱۳ " لفظ (غاصب)

۳۰۶- ۶ " عبارت "بن (۱۶)

۳۰۶- ۸ " " "بن (۱۹)

۳۰۶- ۹ " تاریخ ۱۸۶۱ء

۳۰۶ (صفحہ کے ختم پر مندرجۂ ذیل عبارت اضافہ کی جائے:
"غزنویوں کے ابتدائی دور کے متعلق دیکھو
E.E. Oliver سامانیوں کا زوال
Jour: As. Soc. Bengal iv
Part 1 - 1886)

صفحہ۔سطر۔صحیح لفظ

۳۰۸- ۱۴ "حقیقی"

۳۰۸- ۱۶ " " "کئے"

۳۰۹- ۹ " نام "بنار لکھنڈ"

۳۰۹- ۱۰ " لفظ "فرو"

۳۱۰- ۱۱ " عبارت "نامی شہزادے"

۳۱۱- (نقشہ کے تیسرے کالم کی تیسری عبارت
"غزنی ۵۵۰ھ" ہے۔ نقشہ کے چھٹے
کالم کی چھٹی عبارت "غزنی واپس ۶۱۰ھ" ہے)

۳۱۲- ۶ صحیح تاریخ (۱۲۰۶ء م ۶۰۲ھ) ہے

۳۱۲- ۱۳ " نام ناصر الدین قباچہ

۳۱۳- ۴ " لفظ "منتخب"

۳۱۵- ۱۸ " " "اس قدر"

۳۱۶- ۹ " نام "سلطانہ رضیہ"

۳۲۱- ۵ " لفظ "بننے"

۳۲۳- ۳ " عبارت "فاتح اور پہلے گورنر"

۳۲۶- ۴ " " " ۱۳۳۸ء۔ ۱۵۷۶ء
م ۷۳۹ھ۔ ۹۸۴ھ

۳۲۷- ۱۰ " نام "راجہ کانس"

صفحہ - سطر	صحیح
۳۲۸ - ۳	صحیح نام "رکن الدین باربک شاہ بن محمود اوّل"
۳۳۰ - ۸	" تاریخ سنہ ۹۸۰ھ ہے
۳۳۱ - ۱	(۱۰۷) شرقی شاہان جونپور
۳۳۱ - ۳	" عبارت (تغلق کے گھرانے کے)
۳۳۳ - ۳	" " مالوا کی سب سے قدیم
۳۳۸ - ۱۰	" تاریخ سنہ ۱۵۲۶ء
۳۳۸ - ۱۸	" نام مظفر شاہ سوم حبیب بن (۱۲)
۳۳۹ - ۸	" " برہان پور
۳۴۰ - ۱	" تاریخ سنہ ۸۶۱ھ ہے
۳۴۰ - ۴	" " سنہ ۹۲۶ھ ہے
۳۴۳ - ۱	" لفظ سرکار
۳۵۰ - ۳	" تاریخ سنہ ۱۵۱۲ء ہے
۳۵۱ - ۱۲	" لفظ "لے لیا"
۳۶۰ - ۴	" تاریخ سنہ ۱۷۴۷ء

نوٹ

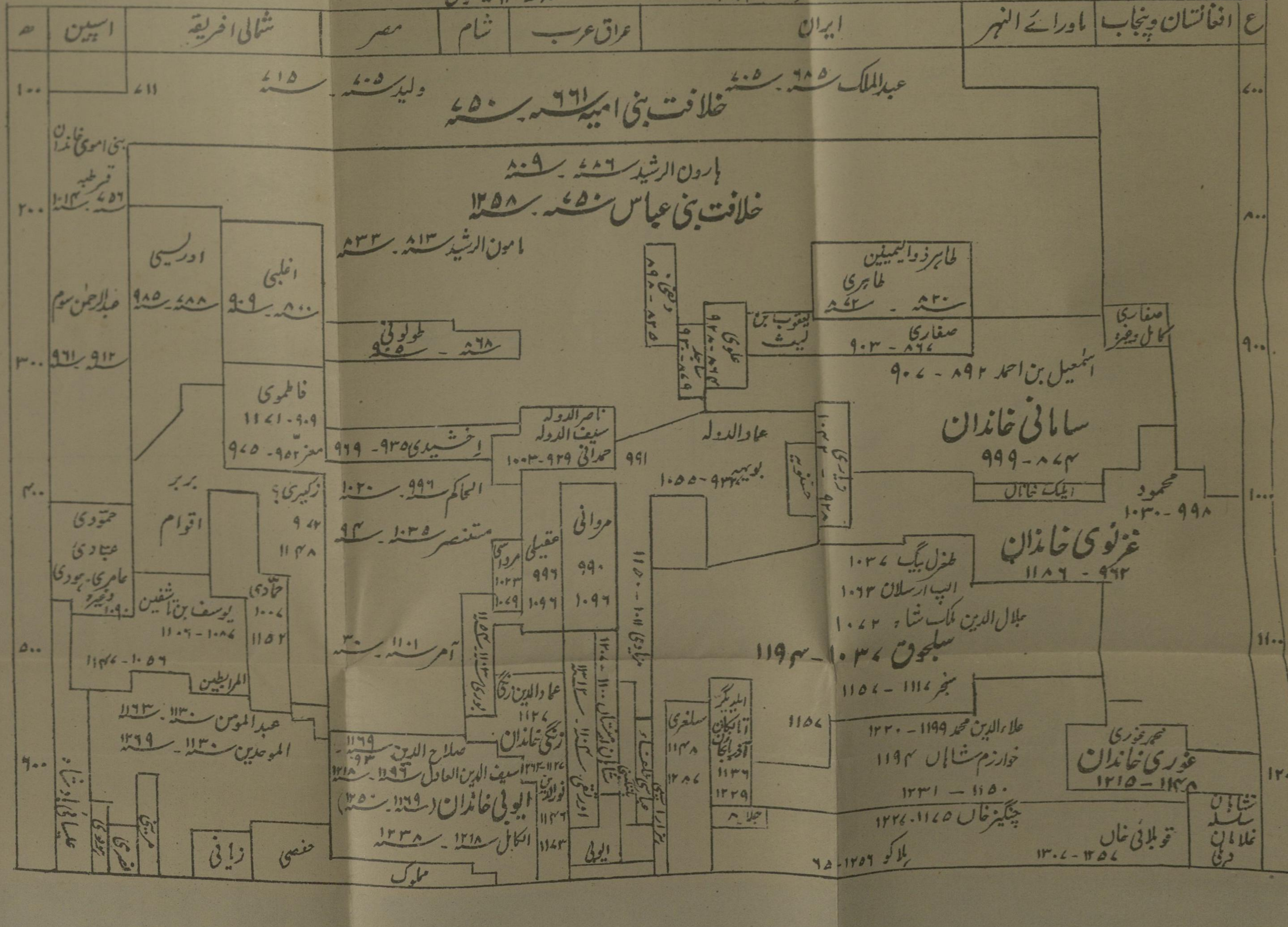
نقشوں میں صرف دو خفیف غلطیوں کی تصحیح کی جائے :-

(۱) نقشہ مسلمان حکمران خاندان - دوران عہد خلافت بائیں جانب کے نصف حصے میں نیچے سے اوپر کو تیسری سطر میں پڑھا جائے " ایوبی خاندان ۱۱۶۹ سنہ ۱۲۵۰ء

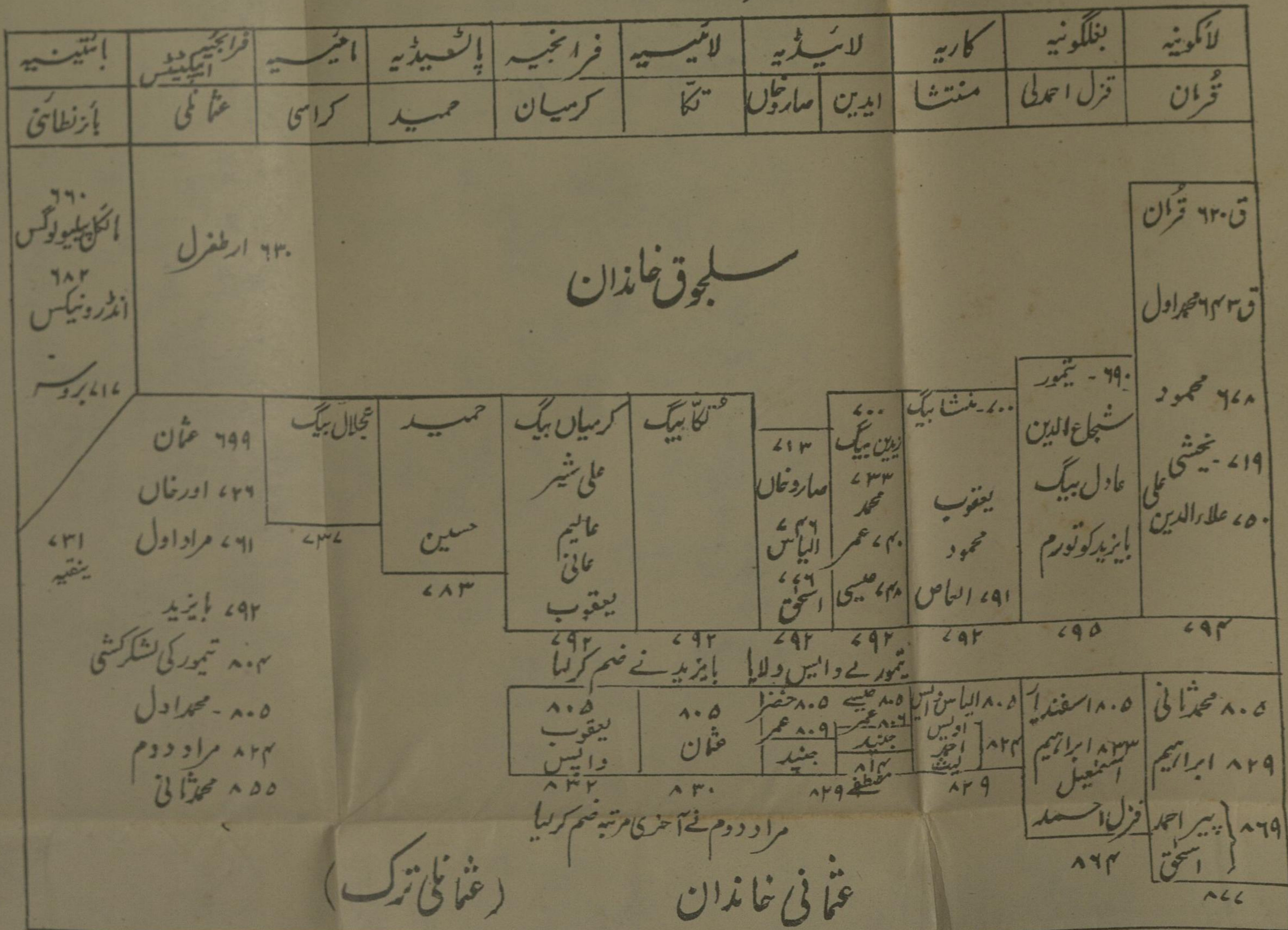
(۲) نقشہ مسلمان حکمران بعد خلافت سیدھے جانب کے نصف حصے میں تیسرے کالم میں پڑھا جائے "۷۰۰ منتشا بیگ"

مسلمان حکمران خاندان دوران عہد خلافت

۶۶۱ ۱۲۵۸ عیسوی



مسلمان حکمران خاندان بعدِ خلافت



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

منجانب مترجم

یہ کتاب اسٹینلی لین پول کی انگریزی تصنیف دی محمڈن ڈائنسٹیز کا ترجمہ ہے جس کے ناشر آرچیبالڈ کونسٹیبل کمپنی لندن ہیں اور جو سنہ ۱۸۹۳ء میں پہلی مرتبہ شائع ہوئی۔ اس کی نقل بطور اشاعت ثانی سنہ ۱۹۲۵ء میں طبع ہوئی۔ جیسا کہ مصنف نے انگریزی کتاب کی تمہید میں بیان کیا ہے اُس کے پیشِ نظر مستشرقین کو مسلمان شاہی خاندانوں کے حکمرانوں کی تاریخوار فہرستوں اور سرسری حالات سے آگاہ کرانا تھا۔ اس لحاظ سے کتاب انتہا درجہ مفید ہے۔ صحتِ تامہ کا کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا تاہم جہاں تک غور کیا گیا تاریخیں بڑی محنت سے فراہم کی گئیں اور قابل اعتبار ہیں۔

لین پول جامعہ آکسفورڈ کے شعبۂ تاریخ کا طیلسانی تھا۔ اسلامی

تاریخوں سے اس کو خاص لگاؤ تھا۔ چنانچہ اسی اُنس کی بدولت اس کے قلم سے متعدد دلچسپ کتابیں انگریزی زبان میں لکھی گئیں۔ جن میں ٹرکی، مورز۔ ان۔ اسپین، باربری کورسیرز اور (رولرز آف انڈیا سیریز میں) اورنگ زیب مشہور کتابیں ہیں۔ اس کے علاوہ اس نے سلطان صلاح الدین کے سوانح حیات بھی لکھے۔

لین پول کی تحریرات میں بمقابل دیگر عیسائی مورخین کے بہت کم تعصب پایا جاتا ہے۔ ہندوستانی مسلم طلباء کو جو مغربی تعلیم کی کشمکش میں عربی سے بے بہرہ ہو رہے ہیں لین پول کا ممنون احسان ہونا چاہیے کہ اُن کے بھولے ہوئے عز و وقار کو اس نے تازہ کیا۔ راقم الحروف اوائل عمر میں (جامعاتی تعلیم سے پہلے) ان تمام کتب سے استفادہ کر چکا تھا۔ جب سے مسلمانوں کی علمی و تمدنی خدمات پر ایک جامع کتاب کی تیاری کا خیال پیدا ہوا اسلامی تاریخ کا مکرر مطالعہ شروع کیا گیا۔ یہ ترجمہ اسی کا نتیجہ ہے۔ مسلم شاہی خاندانوں پر ۱۹۲۷ء میں E. de Zambaur نے بھی ایک مستند کتاب موسوم بہ

Manuel de Genealogie et Chronologie
pour de l' Islam.

مطبوعہ (Hanover) لکھی ہے۔

لین پول کی اصل انگریزی کتاب میں ۱۸۹۳ء تک کے واقعات قلمبند ہیں۔ بعد کے حالات منجانب مترجم یہاں مختصراً بیان کیے

جاتے ہیں۔ اسلامی بادشاہتیں عرصہ دراز سے زوال اور شکست و ریخت کی طرف مائل ہو گئی ہیں۔ ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء کی عالمگیر جنگ سے ان کو مزید نقصان پہنچا ہے۔ اگرچہ چند جدید عرب و غیر عرب بادشاہتیں اور امارتیں قائم ہوئی ہیں لیکن ان کی حقیقی کامل خود مختاری ہنوز مشتبہ ہی ہے۔

(ا) سب سے پہلے مصر ۱۹۲۲ء میں برطانوی شاہنشاہی کا ایک محفوظ علاقہ قرار دیا گیا۔ فواد اوّل (۱۸۶۸ء - ۱۹۳۶ء) اس عالمگیر جنگ کے دوران میں (۱۹۱۷ء میں) مصر کا سلطان حکومت ترکی سے بالکلیہ آزاد قرار دیا گیا۔ ۱۹۲۲ء میں انگلستان نے اس کو بادشاہی اعزاز کے ساتھ حکمراں تسلیم کیا۔

اس کے عہد میں قومی جماعت کو تقویت ہوئی اور اس جماعت نے مصر کی حقیقی کامل آزادی کی کوشش کی چنانچہ مصر لیگ آف نیشنز میں داخل ہو گیا۔ فواد کے انتقال پر اس کا بیٹا فاروق ۱۹۳۶ء میں تخت نشیں ہوا۔

[اس سے پہلے محمد علی پاشا البانی ۱۷۶۹ء - ۱۸۴۹ء) سلطان روم کی طرف سے ۱۷۹۹ء میں مصر بھیجا گیا تاکہ انگریزوں کی مدد سے فرانسیسیوں کو وہاں سے نکال دے۔ وہ ۱۸۰۵ء میں مصر کا گورنر مقرر ہوا۔ ۱۸۱۸ء میں اس نے عربستان میں وہابیوں کی بغاوت فرد کی۔ ۱۸۲۰ء سے ۱۸۲۲ء تک نوبیہ، سنار اور خوردوفان فتح،

کر لیا۔ سنہ ۱۸۳۰ء میں ترکی سلطان سے بغاوت کر کے شام پر چڑھائی کی
لیکن دول یورپ نے اس کو سنہ ۱۸۴۰ء میں وہاں سے نکال دیا۔ بعد کو
سنہ ۱۸۶۹ء میں نہر سوئیز کھولا گیا اور اس کے ذریعہ میڈیٹرینین کو بحیرہ
قلزم کے ساتھ جہاز رانی کے لئے ملا دیا گیا۔ جس سے مصر کی سیاسی اہمیت
اور بھی بڑھ گئی۔]

(ب) عراق عرب۔ یہ سنہ ۱۶۳۸ء سے عثمانی سلطنت میں شامل
تھا۔ عالمگیر جنگ (سنہ ۱۹۱۴ء۔ سنہ ۱۹۱۸ء کے دوران میں ہوگارتھ
اور لارنس دو عربی داں انگریزوں نے اسٹورز (Storrs) نامی
اورینٹل سکریٹری برطانوی ہائی کمشنر اور امیر البحر ومیس (Ammdza
کی اعانت سے عربستان کو سرگرداں حسین شریف مکہ ترکوں سے آزاد
کرانے کی کوشش کی۔ شریف حسین کے بیٹے فیصل اور عبد اللہ بھی
اس میں شریک تھے۔ اگرچہ ترکوں نے اپریل سنہ ۱۹۱۶ء میں برطانوی
اور ہندوستانی چھٹی ڈویژن کو جنرل ٹاونشینڈ (Sir
Charles Vere Ferrers Townshend
سمیت بمقام قوت الامارہ (Kut-al-[illegible]
گھیر کر اسیر کر لیا۔ مئے سنہ ۱۹۱۶ء میں حسین نے ترکوں سے بغاوت کی
اور اپنے آپ کو خلیفہ قرار دیا۔ انگریزی فوج نے قوت پر سنہ ۱۹۱۷ء میں
دوبارہ قبضہ کر لیا۔ عرب سازشی، جنرل الینبی (Edmund
H. H. Allenby) (سنہ ۱۸۶۱ء۔ سنہ ۱۹۳۶ء) سے مل گئے جو فلسطین پر

فوج کشی کر رہا تھا۔ ۱۹۱۷ء میں ایلنبی نے ترکوں سے یروشلم چھین لیا۔ اس اثناء میں عربوں نے فیصل کو اس کے دمشق پہنچنے سے پہلے ہی تمام عرب کا بادشاہ مقرر کر دیا۔ لیکن شام کی طرف زمانہ دراز سے فرانس کی نظر جمی ہوئی تھی۔ فرانسیسی سپاہ نے فیصل کو ۱۹۲۰ء میں دمشق سے باہر کر دیا اور شام پر بشمول حلب و بیروت فرانسیسی قیادت اور نگرانی قائم کر لی۔

(ج) ادھر انگریزوں نے **فلسطین** پر پورا تصرف حاصل کیا اور (جرمن یہودی ڈاکٹر وائسمان کے کیمیائی خدمات کے صلہ میں) اس کو یہودیوں کا مسکن مالوف بنانے کا عزم کر لیا۔ فیصل کو بطور معاوضہ شام انگریزی تحفظ میں عراق کا بادشاہ بنایا۔ شریف حسین حجاز کی بادشاہت پر متمکن ہونا چاہتا تھا لیکن ابن سعود نے نجدی فوج لیکر اس کو وہاں سے بھگا دیا اور نجد اور عسیر کے علاوہ حجاز پر بھی اپنی حکمرانی قائم کر دی۔ یہ حصۂ ملک اب سعودی عربستان کہلاتا ہے۔ حسین مایوسی کی حالت میں بمقام یروشلم ۱۹۳۱ء میں مر گیا۔

(د) حسین کا دوسرا بیٹا عبداللہ برطانوی قیادت میں شرق اُردن (Transjordania) کا حکمراں بنایا گیا جس کا پایہ تخت عُمّان مقرر ہوا۔

(ھ) اصل سلطنت ترکی میں یہ تغیرات ہوئے کہ سیوَر (Sevres) کے عہد نامہ (۱۰ اگست ۱۹۲۰ء) کے ذریعہ

لائیڈ جارج وزیر اعظم انگلستان اور دیگر سیاسیان یورپ نے ادرنہ (Adrianople) اور مشرقی تھریس کو یونان کے حوالہ کردیا جو اس وقت وینی زیلوس (Venizelos) کی آمریت میں تھا۔ اس پر بھی اس کی حرص نہ مٹی وہ ہومر (Homer) کے زمانہ کی یونانی و قدیم ایونی مقبوضات کا خواب دیکھ رہا تھا۔ یونانی سپاہ کا ازمیر (Smyrna) پر پہلے ہی سے قبضہ ہو چکا تھا۔ برطانوی قرضہ کی مدد سے وینی زیلوس نے عثمانی ترکوں کے وطن مالوف اناطولیہ پر چڑھائی کی اور بروسہ فتح کر لیا۔ اس اثناء میں سابق بادشاہ یونان کانسٹانٹائین جلا وطنی سے واپس آگیا اور وینی زیلوس یونان سے بھاگ گیا۔

۱۹۱۴ء - ۱۹۱۸ء کی عالمگیر جنگ کے بعد سلطان ترکی وحیدالدین کو نہ دولِ یورپ کی طرف سے کوئی مدد ملی اور نہ قوم پرست جماعت سے اس لئے انھیں اپنے کمسن لڑکے ارطغرل کے ساتھ ۱۷ نومبر ۱۹۲۲ء کو انگریزی جہاز ملایا میں سوار ہو کر مالٹ چلا جانا پڑا۔ انکا انتقال ۱۹۲۶ء میں ہوا۔ قوم پرست ترکوں نے پہلے عہدہ سلطان کو حذف کر کے عبدالمجید خاں فرزند دوم سلطان عبدالعزیز خاں مرحوم (تاریخ ولادت ۱۸۶۸ء بمقام بشکتاش، باسفورس) ۲ نومبر ۱۹۲۲ء کو خلیفہ منتخب کیا۔ مگر ۲۳ مارچ ۱۹۲۴ء کو یہ عہدہ بھی حذف کر دیا گیا۔ ان کو بھی قسطنطنیہ چھوڑ کر نیس (Nice) جانا پڑا۔

ترکوں کی حالت بد سے بدتر ہوتی جا رہی تھی۔ اِدھر دولِ یورپ کا دباؤ اُدھر یونانی فوج کشی۔ بالآخر جنرل مصطفےٰ کمال (۱۸۸۰ء تا ۱۹۳۸ء)، سپہ سالار افواج گیلیپولی و فلسطین بزمانہ ۱۹۱۵ء نے بتاریخ ۲۳ اپریل ۱۹۲۰ء انقرہ میں ایک قومی مجلس (نیشنل اسمبلی) طلب کرکے ترکوں کی کامل آزادی اور تمام اصلی ترکی سرزمینوں کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ آگسٹ ۱۹۲۲ء میں قوم پرست ترکی افواج کو لیکر اس نے یونانیوں کو دریائے سکاریہ پر شکست فاش دی اور ماہ ستمبر میں ازمیر (سمرنا) لے لیا۔ وہاں جتنے یونانی خواہ فوجی ہوں کہ غیر فوجی تھے ان سبھوں کو ۱۹۲۳ء میں شہر سے باہر نکال دیا۔ اس فتح کے بعد یورپ کا دباؤ ترکوں پر کم ہو گیا۔

عہدنامہ دوم لوسان (۲۴ جولائی ۱۹۲۳ء) میں ان کو بڑی کامیابی ہوئی۔ انھیں ادرنہ اور مشرقی تھریس واپس مل گیا، دردانیال (Dardanelles) کو غیر مسلح اور ناقابل مقاومت جنگ بنا کر کچھ حصۂ ارمنستان کے ساتھ ترکی کے حوالہ کر دیا گیا۔ کمال نے انقرہ کو دارالحکومت بنایا اور جیسا کہ ابھی بیان ہوا ہے رائے عامہ حاصل کرکے ۱۹۲۴ء میں سلطان اور خلیفہ کے نام نہاد مناصب برخاست کر دئے اور ترکی کو جمہوری دستور کا پابند کر دیا۔ اس جمہور کا پہلا صدر کمال منتخب ہوا۔ جزائر ڈوڈیکانیز جو ۱۹۱۲ء تک ترکوں کے قبضہ میں تھے اطالیہ کے سپرد کر دئے گئے۔

کمال کے انتقال پر ۱۹۳۸ء میں عصمت ایونو صدر جمہوریہ ترکی منتخب ہوا۔

(و) ترکی کے افریقی ممالک پہلے ہی سے دول یورپ میں تقسیم ہو چکے تھے۔ چنانچہ تونیسیہ (دارالخلافہ تونس) عرصہ دراز سے فرانس کے تحفظ میں تھا اب اس کی گرفت اور بھی مستحکم ہو گئی۔

(ز) **لیبیہ** (Libya) اطالیہ کی نوآبادی بن چکا تھا۔ ۱۹۱۱ء میں دول یورپ کی اجازت یا چشم پوشی سے اطالوی افواج نے طرابلس (Tripolitania) پر اچانک قبضہ کر لیا۔ ترک اور عرب اقوام بغیر بحری قوت کے کیا کر سکتے تھے۔ عارضی مقاومت کے بعد ۱۸ر اکتوبر ۱۹۱۲ء کے معاہدۂ اول لوسان کی رو سے ترکوں کو طرابلس چھوڑنا پڑا۔ اب وہ لیبیہ کا مغربی صوبہ قرار دیا جاتا ہے۔

(ح) **الجزائر** (Algeria) ۱۸۳۰ء سے فرانس کی نوآبادی تصور کیا جا رہا ہے۔ عبدالقادر عرب شہزادۂ مسکارا (ولادت ۱۸۰۸ء) بڑی بہادری سے فرانس کا ۱۸۳۲ء سے مقابلہ کرتا رہا۔ آخر ۱۸۸۳ء میں انتقال کر گیا۔

(ط) **مراکش** دول یورپ کی فیاضی سے ۱۹۱۲ء سے فرانسیسی ہسپانوی اور طنجہ (Tangier) کے منطقوں میں تقسیم ہو چکا ہے۔ فرانسیسی منطقہ میں تمام مراکش باستثناء شمالی ساحل فرانس کے قبضہ میں ہے۔ اس کے چار دارالحکومت ہیں:—

فاس (Fez) رباط، مراکش اور مقنس۔ سب سے بڑا شہر مراکش ہے۔ رباط عرب و بربر نژاد نام نہاد سلطان کی قیام گاہ ہے۔ سب سے بڑی بندرگاہ کاسابلانکا ہے۔

ہسپانی منطقہ شمالی ساحل قطع ریف پر مشتمل ہے۔ طیطوان ( ) میلیلا (Melilla) اور سبتہ ( ) کی بندرگاہیں جُداگانہ ہسپانوی علاقے ہیں۔ طنجہ کا علاقہ بین الاقوامی قرار دیا گیا تھا۔

عبدالعزیز چہارم سلطان مراکش ۱۸۹۴ء سے ۱۹۰۸ء تک حکمراں رہا۔ فرانسیسی سازش سے اس کے بھائی مولائی حفیظ نے اس کو تخت سے اتار دیا اور خود سلطان بن بیٹھا۔

جانباز قوم پرست عبدالکریم نے ۱۹۲۱ء سے ۱۹۲۶ء تک بڑی بہادری کے ساتھ ہسپانوی افواج سے ریف کی قیادت کے لئے جنگ کی ۱۹۲۱ء میں اس نے ان کو بری طرح شکست دی۔ بالآخر اپنے آپ کو ۱۹۲۶ء میں فرانس کے حوالہ کر دیا۔ بادشاہ اسپین الفونسو سیزدہم کو ۱۹۳۱ء میں انہی ناکامیوں کی وجہ سے تخت چھوڑنا پڑا۔

(ی) خاندان قاجار ایران میں ۱۷۹۴ء سے ۱۹۲۵ء تک حکمراں رہا۔ انگلو رشین کنونشن ۱۹۰۷ء کی رو سے ایک طرف ایران کی خود مختاری کی ذمہ داری قبول کی گئی اور دوسری طرف اس کو اپنے اپنے دائرۂ اثر میں بانٹ لیا گیا۔ ایران کی پارلیمنٹ نے اس سمجھوتے کو ۱۹ اگست ۱۹۱۹ء میں مسترد کر دیا۔ اس کے بعد شاہ ایران نے

۱۹۲۱ء میں روس سے دفاعی اغراض کے تحت علیحدہ معاہدہ کیا۔ روس کی بولشیویسٹ حکومت نے ۱۹۲۱ء کے اوایل میں ایران سے اپنی تمام افواج اٹھالی بلکہ سابقہ سیاسی و معاشی ریشہ دوانیوں سے بھی کنارہ کشی اختیار کرلی۔ ان معاملات میں رضاخاں پہلوی نے بڑی جرأت اور فراست دکھائی اور اپنے آپ کو ۱۹۲۵ء میں پہلوی خاندان کا پہلا بادشاہ ایران تسلیم کرایا۔ اس نے ۱۹۲۶ء میں افغانستان سے دوستانہ معاہدہ کیا بعد کو مصر سے بھی۔ اب اس دوسری عالمگیر لڑائی میں اس کو تخت سے کنارہ کش ہونا پڑا۔ اس کی جگہ اس کا نوجوان بیٹا محمد رضا تخت نشین ہے۔

(ک) ترکستان دورِ حاضر میں سوویٹ روس کا ایک جزو بن گیا ہے۔ اس میں قزاق، ازبک، ترکمان اور خرگیز کی حکومتیں شامل ہیں۔ سن کیانگ کا چین کا علاقہ بھی ۱۸۶۵ء سے روس میں داخل کرلیا گیا تھا۔ اب یہ تمام ممالک سوویٹ روس میں بحیثیت خودحکمراں جمہوریتیں شریک ہیں۔
ترکمانستان ۱۹۲۴ء سے ایشیائی روس کی سوویٹ جمہوری حکومت میں داخل ہے۔

(ل) افغانستان۔ دوست محمد خاں کا پوتا عبدالرحمن خاں ۱۸۳۰ء میں پیدا ہوا۔ ۱۸۸۰ء سے ۱۹۰۱ء تک اس نے افغانستان میں بادشاہت کی۔ اس سے پہلے اس کو ۱۸۶۴ء کی خانہ جنگیوں میں حصہ لینا

پڑا۔ بعد کو بلخ کا گورنر مقرر ہوا۔ پھر ترکی بھاگ گیا۔ آخر ۱۸۸۰ء میں امیر منتخب ہوا۔ برطانوی ہند اور افغانستان کی سرحد کا مسئلہ ۱۸۹۳ء میں سر ہنری ڈرمنڈ کے مشن کے ذریعہ طے ہوا۔

عبدالرحمٰن خاں کے انتقال پر اس کا بیٹا حبیب اللہ خاں بادشاہ ہوا۔ برطانوی گورنمنٹ سے تجدید معاہدہ کیا گیا اور افغانستان کی کامل آزادی تسلیم کرلی گئی۔ چنانچہ سرکاری مراسلت میں بادشاہ کو انڈیپنڈنٹ کنگ آف افغانستان اینڈ اٹس ڈیپنڈنسیز بہ لقب ہز مجسٹی تحریر کیا جانے لگا۔ حبیب اللہ خاں کے زمانہ میں ملک بتدریج ترقی کرنے لگا۔ اس کے انتقال کے بعد ۱۹۱۹ء میں امان اللہ خاں تخت نشین ہوا۔ اس نے ملک کی عام تعلیمی و معاشی حالت پر اچھی طرح غور کیے بغیر یک لخت مغربی تہذیب و تمدن رائج کرنے کی کوشش کی۔ ملک میں بغاوت پھیل گئی اور وہ ۱۹۲۸ء میں معزول کردیا گیا کچھ دنوں طوائف الملوکی رہی مگر بالآخر سردار نادر خاں کو نادر شاہ کے لقب کے ساتھ بادشاہ بنایا گیا۔ اب اس کا نوجوان لڑکا ظاہر شاہ حکمراں ہے۔

(ھ) ہندوستان میں اب بھی چند مسلمان بادشاہی خاندان حکمراں ہیں۔ سب سے اہم بلحاظ دولت و ثروت حیدرآباد و برار کی سلطنت ہے جو برطانوی شہنشاہیت کی حلیف ہے۔ میر قمرالدین خاں (چین قلیچ خاں) نظام الملک آصفجاہ اوّل

۱۱۰۲ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور دربار دہلی کی طرف سے صوبہ دار دکن مقرر ہوئے۔ مغلیہ دربار کی بدنظمی دیکھ کر انھوں نے ۱۷۲۴ء میں خود مختاری کا اعلان کیا اور تاریخ وفات ۱۷۴۸ء تک دکن کے حکمراں رہے۔

آصف جاہی خاندان کے بادشاہانِ دکن

(۱)

(۱) نواب نظام الملک آصفجاہ اول	۱۷۲۴ء تا ۱۷۴۸ء
نواب ناصر جنگ فرزند دوم (۱)	۱۷۴۸ء تا ۱۷۵۱ء
نواب مظفر جنگ نبسہ (۱)	۱۷۵۱ء صرف دو ماہ
نواب صلابت جنگ فرزند سوم (۱)	۱۷۵۱ء تا ۱۷۶۱ء
(۲) نظام علیخاں آصف جاہ ثانی فرزند چہارم (۱) (تاریخ ولادت یکم شوال ۱۱۴۶ھ (۱۷۳۳ء)	۱۷۶۱ء تا ۱۸۰۳ء
(۳) نواب سکندر جاہ آصفجاہ ثالث	۱۸۰۳ء تا ۱۸۲۹ء
(۴) نواب ناصر الدولہ آصفجاہ رابع	۱۸۲۹ء تا ۱۸۵۷ء

[ہندوستان کی بغاوت ۱۸۵۷ء کے زمانہ میں سرکار حیدر آباد کی طرف سے انگریزی حکومت کو بڑی مدد ملی اور بغاوت جلد فرو کی گئی۔ اسی وجہ سے شاہان حیدر آباد

برطانوی تاج کے یار وفادار اور حلیف تسلیم کئے جاتے ہیں]

(۵) نواب افضل الدولہ آصفجاہ خامس ۱۸۵۷ء تا ۱۸۶۹ء

(۶) نواب میر محبوب علیخاں آصفجاہ سادس ۱۸۶۹ء تا ۱۹۱۱ء

(۷) ہز اگزالٹڈ ہائنس دی نظام آف حیدرآباد و برار نواب سر میر عثمان علیخاں بہادر آصف جاہ سابع ۱۹۱۱ء سے سریر آرائے سلطنت ہیں۔ آپ کے عہد میں ملک برار جو جنگی ضروریات کے تحت عارضی طور پر برطانوی حکومت کے حوالہ کیا گیا تھا سلطنت حیدرآباد کا حقیقی جزو تسلیم کیا گیا۔ چنانچہ شہزادہ ولیعہد ہز ہائنس والا شان نواب اعظم جاہ بہادر کا سرکاری لقب پرنس آف برار ہے۔

آصف جاہ سابع کے عہد میں ملک کا ہر شعبہ ترقی کر رہا ہے۔ ہر طرح کے رفاہی کام جاری ہیں۔ بڑے بڑے تالاب بنائے گئے جن سے زراعت کو روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔ ریل، موٹر اور ایروپلین کے استعمال سے نقل و حرکت آسان سے آسان تر ہوتی جا رہی ہے۔ صنعت و حرفت اور تجارت کو غیر معمولی فروغ ہو رہا ہے۔ قیام جامعۂ عثمانیہ سے بذریعہ زبان اردو تعلیم کو جو ترقی ہو رہی ہے اس کا اندازہ بیرون از قیاس ہے۔ دربار و حکومت کی طرف سے ملک کے باہر بھی ہر مستحسن کام میں بقدر اہمیت و مناسبت فیاضانہ مدد دی جاتی ہے۔ موجودہ عالمگیر جنگ میں سلطنت حیدرآباد

ہر طرح سے پوری قوت کے ساتھ اپنے حلیفوں کی مدد و معاون ہے۔

(۲) **بھوپال** بھی برطانوی شہنشاہیت کے تحفظ میں ایک ترقی پذیر اسلامی حکومت ہے۔ **بیگم** بھوپال سابق فرمانروا بڑی روشن خیال اور مخیر تھیں۔ اب ان کے چھوٹے فرزند (ہز ہائنس حمید اللہ خاں) حکمراں ہیں اور ملک کے قدیم روایات کے بموجب تعلیمی و دیگر رفاہی کاموں سے پوری دلچسپی رکھتے ہیں۔

تمہید

منجانب اسٹینلی لین پول

اس کتاب کی مسلم خاندانوں کی جدولیں میرے بیس سالہ کام کا نتیجہ ہیں جو میں نے برٹش میوزیم میں عربی سکّوں سے متعلق انجام دیا۔ مشرقی اور ہندوستانی سکوں کی فہرست یا پرنسپ (Prinsep) کی مفید جدولیں ہی جو ایڈورڈ تھامس کی ادارت میں تیار کی گئیں مجھکو دستیاب ہو سکیں اور وہ بھی غلطیوں سے مبرّا نہ تھیں۔ صحیح ناموں اور تاریخوں کے لئے مجھے عموماً عرب مورخین کی تصانیف میں پتہ چلانا پڑتا تھا۔ میرے کیٹلاگ میں مسلم خاندانوں کے سکّوں کی تفصیل کے ساتھ جو فہرستیں شامل کی گئیں وہ میری ہی تلاش کا نتیجہ تھیں جو میں نے بہت سے مشرقی مصنفین کی کتابوں سے ڈھونڈ کر فراہم کیں۔ مجھ کو بارہا مشورہ دیا گیا کہ ان فہرستوں کو ایک جگہ جمع کر کے شائع کرنے سے اس فن کے طالب علموں کو فائدہ پہنچیگا۔ اسی بنا پر میں نے ان جدولوں اور نسب ناموں کو اس کتاب میں جمع کیا ہے۔

یہ کتاب محض ان جدولوں کی نقل نہیں ہے۔ میں نے عرب مصنفین کی کتابوں سے نہ صرف تاریخوں اور نسب ناموں کی تصدیق کی ہے اور سکوں کے کٹلاگ میں بعض خاندان جو چھوٹ گئے تھے ان کا اضافہ کیا ہے، بلکہ ہر فہرست سے پہلے ایک تاریخی تمہید لکھ کر ان فہرستوں اور جدولوں کے مفہوم و افادیت میں اضافہ کیا ہے۔ ان تمہیدوں کا یہ مقصد نہیں ہے کہ ہر خاندان کی اندرونی تاریخ بیان ہو۔ ان سے پتہ چل سکتا ہے کہ ہر ایک خاندان کا دوسرے خاندانوں کے ساتھ کیسا تعلق اور ربط رہا ہے، وہ کیسے شروع ہوا، اس میں کیا نمایاں توسیعات ہوئیں اور ان خاندانوں کو بالآخر کیسے زوال پہنچا۔ ان تمہیدوں میں کوشش کی گئی ہے کہ ہر خاندان کے ممالک کے حدود بتائے جائیں، اس کی ترقی کے اہم مدارج اور زوال کے اسباب بھی ظاہر کئے جائیں۔ ان کیلئے کتاب میں جو جگہ نکالی جا سکی اس کی کمی کے مدنظر انتہائی اختصار سے کام لینا پڑا۔ مگر چونکہ اب تک ایسی کوئی تالیف موجود نہیں ہے جس میں تمام مسلم خاندانوں کی ترتیب ان کے اضافی مواقع اور جانشینوں کی تفصیل درج ہو اس لئے امید کی جاتی ہے کہ یہ مختصر تصنیف تاریخ کے طالب علموں کے مفید اور کارآمد ثابت ہوگی۔ عربی سکوں اور قدیم اشیاء کے جمع کرنے والے کے لئے میں اپنے ذاتی تجربہ سے کہہ سکتا ہوں کہ اس کتاب کا مطالعہ ہر لحاظ سے ناگزیر و لازمی ہوگا۔

اس کتاب میں تمام خاندان جغرافی لحاظ سے مرتب کئے گئے ہیں۔

اسپین سے اس لئے شروع کیا گیا ہے کہ وہ ملک سب سے پہلے خلافت بنی عباسیہ سے منحرف ہوا۔ اسلامی ممالک کے انتہائی مغربی جانب سے یکے بعد دیگرے مشرق کی طرف خامہ فرسائی کی گئی ہے یہاں تک کہ ہندوستان اور افغانستان پر چل کر بیان ختم ہوتا ہے۔ کہیں کہیں مجبوراً اس طریقۂ عمل کی خلاف ورزی بھی کی گئی ہے اس کے اسباب اپنے اپنے مقام پر واضح کر دئے گئے ہیں۔ مثلاً شام اور عراق کے عربی عہد سے متعلق۔ ہر خاندان کی مختصر تاریخ بطور تمہید درج کر دی گئی ہے بادشاہوں اور حکمرانوں کی تاریخ وار فہرست اور جہاں ضرورت محسوس ہوئی حسب ونسب کا شجرہ بھی دیا گیا ہے۔ [1] ہجری اور عیسوی دونوں سنہ دئے گئے ہیں۔ جب کبھی ہجری سنہ تمہیدی بیانوں میں شریک ہوا ہے وہاں (اصل کتاب انگریزی میں) اٹالک ٹائپ میں ظاہر

---

[1] واضح رہے کہ ہجری سنہ وتاریخ ہی یہاں زیادہ صحیح ہے کیونکہ عرب مورخین سے ان کو نقل کیا ہے۔ عیسوی سنہ محض وہ سال ہے جس میں متعلقہ ہجری سال شروع ہوا ہے اور بالالتزام اس سے منطبق صرف چند ماہ کی حد تک ہوتا ہے لیکن معمولی اغراض کے لئے یہ مطابقت کافی قریبی ہے۔ اگر اس سے زیادہ صحت مطلوب ہو تو میرے کیٹلاگ آف انڈین کائنز سے مدد لی جا سکتی ہے۔ جہاں کہیں عیسوی سنہ کے ختم پر ہجری سال شروع ہوا ہے وہاں اس کے بعد کا عیسوی سنہ درج کیا گیا ہے۔

کیا گیا ہے۔ ہر تاریخواری فہرست اسمار سلاطین کے بیچے مربع قوسین میں آنے والے خاندان کی نشاندہی کی گئی ہے۔

مسلمان خاندانوں کے دو عام جدولی نقشے دئے گئے ہیں (۱) دوران خلافت کے (۲) بعد خلافت کے۔ ان کے مطالعہ سے ان خاندانوں کے اضافی وقوع اور سرسری طور پر باہمد گر تناسب وسعت ممالک کا اندازہ مل جاتا ہے۔ معینہ حدود زماں کے اندر ان نقشوں میں ان تمام خاندانوں کے نام درج ہیں جنھوں نے اپنے اپنے سکے رائج کئے تھے۔ مشرقی تاریخ کے طالب علم کو ان اسلامی بادشاہتوں کے نقشوں سے مختلف خاندانوں کی اضافی عرضی وسعت، جغرافی محل وقوع اور مختلف گھرانوں کا آپس میں رشتہ اور بادشاہتوں اور حکومتوں کا باہم دیگر خروج و ورود بیک نظر معلوم ہو سکتا ہے۔ خلفائے اسلام کی عالمگیر سلطنت کا بتدریج افریقہ اور جیحونی صوبہ جات کی طرف سے چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تبدیل ہونا ایک ایسا واقعہ ہے جس کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہیں۔ سب سے پہلے قرطبہ کے بنی اموی، بنی عباس کی مذہبی پیشوائی سے منحرف ہوئے۔ پھر ادریسی اغلبی۔ طولونی۔ اخشیدی۔ فاطمی اور بہت سے خاندانوں نے خلافت بغداد کے مغربی صوبہ جات کو مرکزی حکومت سے علیحدہ کردیا اس اثنار میں دریائے جیحوں کی جانب سے طاہری۔ صفاری، سامانی، زیاری اور بویہہ خاندانوں نے بھی یہی عمل جاری رکھا۔

حتیٰ کہ جب بویہ ۱۹ار دسمبر ۹۴۵ء کو بغداد کے اندر داخل ہوگئے تو خلیفۂ بغداد کی حکومت صرف اس کے محل ہی پر باقی رہ گئی اور اکثر اوقات وہاں بھی نہ رہی۔ اس کے بعد ایک نیا منظر صورت پذیر ہوتا ہے۔ ترکی اقوام اسلامی شہنشاہیت پر خروج کرنے لگتے ہیں۔ غزنوی افغانستان میں حکومت قائم کرتے ہیں اور سلجوقی ہرات سے لے کر بحیرۂ میڈیٹرینین تک اور بخارا سے مصر کی سرحد تک فتح کر لیتے ہیں۔ جب سلجوقیوں کی حکومت ان کے خاندان کے مختلف شعبوں میں تقسیم ہوتی ہے اور تقسیم کے ساتھ اس کا ناگزیر نتیجہ کمزوری رونما ہوتی ہے تو شام، دیار بکر اور العراق کے زیادہ مغربی صوبہ جات میں آتابکوں (یعنی سلجوقی افواج کے سپہ سالاروں) کے خاندان منصۂ ظہور پر آتے ہیں۔ بعید تر مشرق میں بادشاہ خوارزم ایک وسیع سلطنت کی بنا قائم کرتا ہے جو غیر معمولی سرعت کے ساتھ ترقی کرتی ہے اور بالآخر سلجوقیوں کے مفتوحہ ممالک اور افغانستان کا وہ حصہ جو غزنویوں اور ان کے بعد غوریوں نے اپنے حیطۂ اقتدار میں شریک کر لیا تھا سب کو اپنے اندر شامل کر لیتی ہے پھر ایک نہایت زبردست انقلاب آتا ہے۔ مغل اقوام اپنے ریگستانوں سے نکل کر تمام مسلمانی شہنشاہیت کو تہ تیغ اور نظر آتش کرتے ہیں مگر سلطان صلاح الدین کے غلام یا مملوک بعد کو مصر میں ایک مشہور شاندار اسلامی خاندان قائم کرتے ہیں۔ افریقہ کے شمالی ساحل پر مرین۔ زیان اور حفص کے

بربر گھرانے حکومت کرنے لگتے ہیں۔ ساتھ ہی اسپین کے عیسائی اندلوسیہ کو عربوں سے جنھوں نے اس کو زیب وزینت سے آراستہ کرکے تمام دنیا میں مشہور کردیا تھا واپس لیتے ہیں۔ اس واقعہ کو دوسرے جدولی نقشہ کی تیاری کے لئے منتخب کیا جاتا ہے جو منغلوں کے خروج سے شروع ہوکر موجودہ زمانہ (یعنے سنہ ۱۸۹۳ء) تک کی اسلامی تاریخ کو ظاہر کرتا ہے۔

انتصاباً یہ جدولیں مسلم شہنشاہیت کے بڑے بڑے حصوں کے عنوانات کے تحت تقسیم کی گئی ہیں۔ مختلف خاندان حتی الامکان نہ صرف اپنے اپنے مناسب جغرافی عنوان کے تحت مندرج ہیں بلکہ اس عنوان کے لئے جتنی جگہ مقرر کی گئی ہے اس کے مناسب حصے میں بتائے گئے ہیں مگر ترتیب کی دقت اور جگہ کی قلت کی وجہ سے بعض استثنائی صورتیں بھی پیش آئی ہیں۔ ترکی اور منغل قبائل جو سائبیریا۔ ترکستان۔ خفچاق وغیرہ میں گشت کرتے پھرتے تھے ان کو بالکلیہ ترک کردینا پڑا اس لئے کہ کسی بھی طریقہ سے ان کے لئے نقشہ میں مناسب وموزوں جگہ تجویز کرنا ممکن نہ تھا۔

ان جدولوں کی افقی سمت میں بھی اس طرح تقسیم ہوئی ہے کہ ایک انچ فاصلہ ایک سو سال کی مدت تعبیر کرتا ہے۔ اگرچہ یہ خطوط نقشے کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بکمل نہیں کھنچے گئے ہیں۔ سنہ ۴۱ھ سے آغاز کیا گیا ہے جو بنی اموی خلافت کے قیام کا

سال تھا۔ اس سے پہلے مسلمانوں میں شہنشاہت شروع نہیں ہوئی تھی اور خاطر خواہ طریقہ پر مسلمانوں کے فتوحات کی بڑھتی گھٹتی رفتار کا اظہار بہت مشکل تھا۔ جہاں کہیں جگہ اجازت دے سکی سربرآوردہ خلفا اور بادشاہوں کے نام بھی ان کے خاندان کے لئے مقرر کردہ مقام پر درج کئے گئے ہیں۔

(مصنّف کتاب کی تمہید یہاں ختم کر دی جاتی ہے اس لئے کہ اس کا باقی حصّہ اہل یورپ کو عربی ناموں کے تلفظ طریق کتابت، اختصار و معانی القاب و کنیت وغیرہ سے مطلع کراتا ہے جو اردو دانوں کے لئے تحصیل حاصل ہے)

باب اوّل

خلفاء

(۱) خلافت راشدہ

سنہ ۶۳۲ء سے سنہ ۶۶۱ء تک —— یعنی سنہ ۱۱ھ سے سنہ ۴۰ھ تک

خلفائے راشدین کا انتخاب رائے عامہ سے ہوا۔ آنحضرت صلعم کی وفات سنہ ۶۳۲ء م سنہ ۱۱ھ) کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی خلیفہ منتخب ہوئے ان کی صرف دو سالہ مدتِ خلافت میں ارتداد کو تشدد رہا۔ لیکن ان کے عزم بالجزم نے بہادرانِ اسلام خصوصاً خالد رضی بن ولید کی شجاعت سے مرتدوں اور جھوٹے منہ بولے پیغمبروں کو فرو کرکے مذہب اسلام کو مضبوط بنیادوں پر قائم کیا عرب پر قابو پالینے کے بعد تبلیغ اسلام کی غرض سے عرب قبائل مسلح کئے گئے اور ملک کے باہر بھجوائے گئے۔

حضرت عمر فاروق رض (سنہ ۶۳۴ء م سنہ ۱۳ھ) تا سنہ ۶۴۴ء
(م سنہ ۲۳ھ) کے عہد خلافت میں عربوں کی تنظیم اور عدل و انصاف
کے ساتھ متمدن حکومت اپنے کمال کو پہنچ گئی۔ ایران اور شام فتح
کیا گیا۔ بصرہ کی طرح مفتوح ممالک میں فوجی چھاؤنیاں اور
نوآبادیاں قائم کی گئیں۔ ان کی شہادت کے بعد حضرت عثمان غنی رض
خلیفہ ہوئے۔ ان کے زمانے میں بھی ملک گیری جاری رہی
لیکن اندرونی اختلافات شدت کے ساتھ پھیلنے لگے۔ بالآخر ۶۵۶ء
(م سنہ ۳۵ھ) میں باغیوں نے ان کو بھی شہید کر ڈالا۔ حضرت علی المرتضیٰ
کی خلافت تقریباً پانچ سال رہی۔ آپ کی شہادت (سنہ ۶۶۱ء
م سنہ ۴۱ھ) میں واقع ہوئی۔ اس کے بعد امیر معاویہ بن ابوسفیان
نے بنی امیہ کی بادشاہت قائم کی اور دمشق کو پایہ تخت بنایا۔

(۱) سنہ ۶۳۲ - سنہ ۶۳۴ء خلافت حضرت ابوبکر صدیق رض سنہ ۱۱ھ - سنہ ۱۳ھ
(۲) سنہ ۶۳۴ - سنہ ۶۴۴ء " " عمر فاروق رض سنہ ۱۳ھ - سنہ ۲۳ھ
(۳) سنہ ۶۴۴ - سنہ ۶۵۶ء " " عثمان غنی رض سنہ ۲۳ - سنہ ۳۵ھ
(۴) سنہ ۶۵۶ - سنہ ۶۶۱ء " " علی المرتضیٰ رض سنہ ۳۵ - سنہ ۴۱ھ

زنجیروں کی جنگ (جنگ سلاسل سنہ ۶۳۳ء م سنہ ۱۲ھ) اور دیگر
فتوحات کے بعد عرب خالدیہ (عراق عربی) میں داخل ہوگئے۔
شہر حیرہ فتح ہوا۔ (سنہ ۶۳۴ء (سنہ ۱۳ھ) میں جنگ یرموک
جیتنے کے بعد عرب سریا (ملک شام) میں داخل ہوگئے۔

سنہ ۶۳۵ء (سنہ ۱۴ھ) میں دمشق فتح کیا گیا۔ سنہ ۶۳۶ء حمص، انطاکیہ اور یروشلم فتح ہوئے قیساریہ کے ملنے سے شام پر سنہ ۶۳۸ء (سنہ ۱۷ھ) میں پورا تسلط ہو گیا۔ ایران کی طرف جو فوجیں بڑھی تھیں انہوں نے سنہ ۶۳۵ء میں قادسیہ کی جنگ جیتی اس کے بعد سنہ ۶۳۷ء (سنہ ۱۶ھ) میں مدائن (Ctesiphon Seleucia) فتح ہوا۔ اور عراق عجم پر تسلط قائم ہو کر بصرہ اور کوفہ کی فوجی چھاؤنیاں آباد کی گئیں۔

سنہ ۶۳۸ء سے سنہ ۶۴۱ء تک خوزستان اور تُستر پر قبضہ ہو گیا قطعی فیصلہ کن لڑائی نہاوند کی سنہ ۶۴۲ء میں ساسانی خاندان کو ایران سے بے دخل کر دی اور عرب سارے ایران کے مالک بن گئے۔ سنہ ۶۶۱ء (سنہ ۴۱ھ) تک ہرات کو فتح کر کے مسلمان افغانستان ہوتے ہوئے ہندوستان میں دریائے سندھ تک پہنچ گئے اور سندھ کی حکومت قائم کی گئی۔

سنہ ۶۷۴ء (سنہ ۵۴ھ) میں بخارا پر قبضہ ہو گیا اور سنہ ۶۷۷ء تک سمرقند پر۔ ان ابتدائی حملوں میں ماوراءالنہر پر صرف سرسری تسلط ہو سکا۔ کامل قبضہ کے لئے سنہ ۷۱۱ء (سنہ ۹۳ھ) تک لڑائیاں لڑنی پڑیں۔ اسلامی حکومت اب مشرق کی طرف انتہائی وسعت کو پہنچ گئی

مغرب میں ترقی اس قدر جلد نہ ہو سکی۔ سنہ ۶۴۱ء (سنہ ۲۰ھ) میں مصر

فتح ہوا۔ اور ۶۴۷ء (سنہ ۲۶ھ) تک عرب سمندر کے بربری ساحل پر قرطاجینہ
کے قریب پہنچ گئے۔ ۶۷۰ء (سنہ ۵۰ھ) میں قیروان (افریقی علاقہ کا صدر شہر)
بنایا گیا۔ ۶۹۳ء (سنہ ۷۴ھ) میں قرطاجینہ پر قبضہ ہوگیا اور عرب پھر
بحر ظلمات (اٹلینٹک) کے ساحل پر بکھر گئے طنجہ سے اسپین میں ۷۱۰ء (سنہ ۹۱ھ)
میں سرایت کرگئے۔ اور طلیطلہ (Toledo) کو ۷۱۲ء میں فتح
کرکے وہاں کی قوطی (Gothic) بادشاہت کو ختم کردیا۔
۷۲۵ء میں جنوبی فرانس پر حملہ کیا گیا۔ اور باوجود چارلس مارٹل
سے بمقام ٹور (۷۳۲ء) (سنہ ۱۱۴ھ) شکست کھانے کے مسلمانوں
نے ناربون پر اپنا قبضہ برقرار رکھا اور برگنڈی اور ڈوفینے پر تاخت
و تاراج کرتے رہے۔ یہ انتہائی پھیلاؤ مغرب میں آنحضرت کی وفات
سے ایک صدی کے اندر وقوع میں آیا۔

شمال میں اگرچہ اناطولیہ بازنطائنی حکومت ہی کے تابع رہا
عربوں نے ارمنستان پر چڑھائی کرکے ارض روم تک ۷۰۰ء میں
پہنچ گئے۔ اس سے پہلے ۶۴۹ء (سنہ ۲۸ھ) میں قبرص (Cyprus)
فتح ہوچکا تھا اور ۶۷۰ء (سنہ ۵۰ھ) سے شروع کرکے کئی مرتبہ
قیصر روم کے پایہ تخت پر حملے کئے گئے۔

بنی امیہ کی حکومت میں عرب بحر ظلمات سے دریائے سندھ
تک اور بحر کیسپین سے دریائے نیل کے آبشاروں تک حکمران
ہوگئے۔

اب یہاں سے انتشار شروع ہوتا ہے۔ بنی امیہ اور بنی عباس کی آپس کی لڑائیوں کا بالآخر نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت و خلافت بنی عباس کے ہاتھ آئی۔ لیکن انتظام درہم برہم ہو گیا۔ بنی امیہ کا ایک فرد دسویں فرمانروائے دمشق ہشام کا پوتا عبدالرحمٰن اول جس کی ماں بربری خاندان سے تھی بھاگ کر افریقہ ہوتے ہوئے اسپین پہنچ گیا اور وہاں خودمختار اموی حکومت قائم کر دی (۷۵۵ء م ۱۳۸ھ)۔ اس کے تیس سال بعد حضرت حسنؓ کے پڑپوتے ادریس بن عبداللہ نے مراکش میں تدغہ (Tudaghah.) کو پایہ تخت بنا کر (۷۸۸ء م ۱۷۲ھ) عباسیوں سے علیحدہ ایک دوسری خودمختار ریاست کی بنا ڈالی۔ اغلبیوں نے (۸۰۰ء م ۱۸۴ھ) میں قیروان کو بغداد سے بے نیاز بنا کر عباسیوں سے رشتہ توڑا۔ ۸۷۷ء (۲۶۴ھ) تک مصر و شام ابن طولون کے زیر حکومت علیحدہ ہو گئے اگرچہ طولونیوں کے اتلاف کے بعد تقریباً تیس برس تک عباسیوں کا ان ملکوں پر تسلط قائم رہا مگر ۹۳۴ء (۳۲۳ھ) میں اخشیدی خاندان وہاں حکومت کرنے لگا۔

اس کے بعد مغرب کا کوئی خطہ بنی عباس کے سیاسی اقتدار میں نہ رہا۔ البتہ چند خطے برائے نام ان کی مذہبی پیشوائی مان لیتے تھے۔ مراکش کو اس سے بھی انکار تھا۔

اب مشرق میں بھی یہ انتشار سرعت کے ساتھ شروع ہو گیا

المامون کا ایرانی سپہ سالار طاہر ذو الیمینین جب سنہ ۸۱۹ء (سنہ ۲۰۴ھ)
میں بلاد مشرق کا حاکم مقرر ہوا تو چند ہی سال بعد خود مختار بن بیٹھا
طاہری خاندان کے جانشین صفاری۔ سامانی۔ بویہی۔ غزنوی
وغیرہ بنی عباس کی صرف برائے نام مذہبی پیشوائی مانتے تھے سیاسی
نقطۂ نظر سے اپنے آپ کو بالکلیہ خود مختار سمجھتے تھے۔ دسویں صدی
کے آغاز سے خلفاء بنی عباسیہ بویہہ اور پھر ترکی نژاد حاجب اور
امیر الامراء (Maires du palais) کے پنجوں
میں گرفتار ہونے لگے۔ بعد کے بویہہ سلطانوں نے سنہ ۹۴۵ء (سنہ ۳۳۴ھ)
میں خود شہر بغداد میں سکونت قائم کر کے خلیفہ کا رہا سہا سیاسی اثر
مٹا ڈالا۔ اگرچہ خلیفہ الناصر باللہ نے کچھ مدت کے لئے پورے
عراق عرب پر اپنا اثر جمایا۔ آخرکار سنہ ۱۲۵۸ء (سنہ ۶۵۶ھ) میں
خاندان و خلافت بنی عباس ہلاکو تاتاری کے دست ستم سے
ہمیشہ کے لئے تباہ ہو گئے۔

(۲) خاندان بنی امیہ م سنہ ۴۱ھ - سنہ ۱۳۲ھ سنہ ۶۶۱ - سنہ ۷۵۰ء

(۱) سنہ ۶۶۱ - سنہ ۶۸۰ء معاویہ اول — سنہ ۴۱ھ - سنہ ۶۰ھ

(۲) سنہ ۶۸۰ - سنہ ۶۸۳ء یزید اول بن (۱) — سنہ ۶۰ - سنہ ۶۴ھ

(۳) صرف چند ماہ معاویہ دوم بن (۲)

(۴) سنہ ۶۸۳ - سنہ ۶۸۵ء مروان اول بن الحکم بن ابو العاص بن امیہ سنہ ۶۴ - سنہ ۶۵ھ

(۵) سنہ ۶۸۵ء ۔ سنہ ۷۰۵ء عبدالملک بن (۴) سنہ ۶۵ ۔ سنہ ۸۶ھ

(۶) سنہ ۷۰۵ء ۔ سنہ ۷۱۵ء الولید اول بن (۵) سنہ ۸۶ ۔ سنہ ۹۶

(۷) سنہ ۷۱۵ء ۔ سنہ ۷۱۷ء سلیمان بن (۵) سنہ ۹۶ ۔ سنہ ۹۹

(۸) سنہ ۷۱۷ء ۔ سنہ ۷۲۰ء عمر بن عبدالعزیز بن (۴) سنہ ۹۹ ۔ سنہ ۱۰۱

(۹) سنہ ۷۲۰ء ۔ سنہ ۷۲۴ء یزید ثانی بن (۵) سنہ ۱۰۱ ۔ سنہ ۱۰۵

(۱۰) سنہ ۷۲۴ء ۔ سنہ ۷۴۳ء ہشام بن (۵) سنہ ۱۰۵ ۔ سنہ ۱۲۵

(۱۱) سنہ ۷۴۳ء ۔ سنہ ۷۴۴ء الولید ثانی بن (۹) سنہ ۱۲۵ ۔ سنہ ۱۲۶

(۱۲) صرف چند ماہ یزید ثالث بن (۶)

(۱۳) سنہ ۷۴۴ء ۔ سنہ ۷۴۴ء ابراہیم بن (۶) سنہ ۱۲۶ ۔ سنہ ۱۲۷

(۱۴) سنہ ۷۴۴ء ۔ سنہ ۷۵۰ء مروان ثانی بن محمد بن (۴) سنہ ۱۲۷ ۔ سنہ ۱۳۲

(ان کی جگہ خاندان بنی عباسیہ حکمران ہوا)

---

(۳) خاندان بنی عبّاسیہ

سنہ ۷۵۰ء ۔ سنہ ۱۲۵۸ء ——— سنہ ۱۳۲ ۔ سنہ ۶۵۶ھ

(۱) سنہ ۷۵۰ء ۔ سنہ ۷۵۴ء محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس السفّاح سنہ ۱۳۲ ۔ سنہ ۱۳۶ھ

(۲) سنہ ۷۵۴ء ۔ سنہ ۷۷۵ء ۔ المنصور برادر (۱) سنہ ۱۳۶ ۔ سنہ ۱۵۸ھ

(۳) سنہ ۷۷۵ء - سنہ ۷۸۵ء المہدی بن (۲) سنہ ۱۵۸ - سنہ ۱۶۹
(۴) سنہ ۷۸۵ء - سنہ ۷۸۶ء الہادی بن (۳) سنہ ۱۶۹ - سنہ ۱۷۰
(۵) سنہ ۷۸۶ء - سنہ ۸۰۹ء ہارون الرشید بن (۳) سنہ ۱۷۰ - سنہ ۱۹۳
(۶) سنہ ۸۰۹ء - سنہ ۸۱۳ء الامین بن (۵) سنہ ۱۹۳ - سنہ ۱۹۸
(۷) سنہ ۸۱۳ء - سنہ ۸۳۳ء المامون بن (۵) سنہ ۱۹۸ - سنہ ۲۱۸
(۸) سنہ ۸۳۳ء - سنہ ۸۴۲ء المعتصم بن (۵) سنہ ۲۱۸ - سنہ ۲۲۷
(۹) سنہ ۸۴۲ء - سنہ ۸۴۷ء الواثق بن (۸) سنہ ۲۲۷ - سنہ ۲۳۲
(۱۰) سنہ ۸۴۷ء - سنہ ۸۶۱ء المتوکل بن (۸) سنہ ۲۳۲ - سنہ ۲۴۷
(۱۱) سنہ ۸۶۱ء - سنہ ۸۶۲ء المنتصر بن (۱۰) سنہ ۲۴۷ - سنہ ۲۴۸
(۱۲) سنہ ۸۶۲ء - سنہ ۸۶۶ء المستعین بن محمد بن (۸) سنہ ۲۴۸ - سنہ ۲۵۱
(۱۳) سنہ ۸۶۶ء - سنہ ۸۶۹ء المعتز بن (۱۰) سنہ ۲۵۱ - سنہ ۲۵۵
(۱۴) سنہ ۸۶۹ء - سنہ ۸۷۰ء المہتدی بن (۹) سنہ ۲۵۵ - سنہ ۲۵۶
(۱۵) سنہ ۸۷۰ء - سنہ ۸۹۲ء المعتمد بن (۱۰) سنہ ۲۵۶ - سنہ ۲۷۹
(۱۶) سنہ ۸۹۲ء - سنہ ۹۰۲ء المعتضد بن موفق بن (۱۰) سنہ ۲۷۹ - سنہ ۲۸۹
(۱۷) سنہ ۹۰۲ء - سنہ ۹۰۸ء المکتفی بن (۱۶) سنہ ۲۸۹ - سنہ ۲۹۵
(۱۸) سنہ ۹۰۸ء - سنہ ۹۳۲ء المقتدر بن (۱۶) سنہ ۲۹۵ - سنہ ۳۲۰
(۱۹) سنہ ۹۳۲ء - سنہ ۹۳۴ء القاہر بن (۱۶) سنہ ۳۲۰ - سنہ ۳۲۲
(۲۰) سنہ ۹۳۴ء - سنہ ۹۴۰ء الراضی بن (۱۸) سنہ ۳۲۲ - سنہ ۳۲۹
(۲۱) سنہ ۹۴۰ء - سنہ ۹۴۴ء المتقی بن (۱۸) سنہ ۳۲۹ - سنہ ۳۳۳

(۲۲) سنہ ۹۴۴ ـ سنہ ۹۴۶ المستکفی بن (۱۷) سنہ ۳۳۳ ـ سنہ ۳۳۴

(۲۳) سنہ ۹۴۶ ـ سنہ ۹۷۴ المطیع بن (۱۸) سنہ ۳۳۴ ـ سنہ ۳۶۳

(۲۴) سنہ ۹۷۴ ـ سنہ ۹۹۱ الطائع بن (۲۳) سنہ ۳۶۳ ـ سنہ ۳۸۱

(۲۵) سنہ ۹۹۱ ـ سنہ ۱۰۳۱ القادر بن (۲۱) سنہ ۳۸۱ ـ سنہ ۴۲۲

(۲۶) سنہ ۱۰۳۱ ـ سنہ ۱۰۷۵ القائم بن (۲۵) سنہ ۴۲۲ ـ سنہ ۴۶۷

(۲۷) سنہ ۱۰۷۵ ـ سنہ ۱۰۹۴ المقتدی بن محمد بن (۲۶) سنہ ۴۶۷ ـ سنہ ۴۸۷

(۲۸) سنہ ۱۰۹۴ ـ سنہ ۱۱۱۸ المستظہر بن (۲۷) سنہ ۴۸۷ ـ سنہ ۵۱۲

(۲۹) سنہ ۱۱۱۸ ـ سنہ ۱۱۳۵ المسترشد بن (۲۸) سنہ ۵۱۲ ـ سنہ ۵۲۹

(۳۰) سنہ ۱۱۳۵ ـ سنہ ۱۱۳۶ الراشد بن (۲۹) سنہ ۵۲۹ ـ سنہ ۵۳۰

(۳۱) سنہ ۱۱۳۶ ـ سنہ ۱۱۶۰ المقتفی بن (۲۸) سنہ ۵۳۰ ـ سنہ ۵۵۵

(۳۲) سنہ ۱۱۶۰ ـ سنہ ۱۱۷۰ المستنجد بن (۳۱) سنہ ۵۵۵ ـ سنہ ۵۶۶

(۳۳) سنہ ۱۱۷۰ ـ سنہ ۱۱۸۰ المستضئ بن (۳۲) سنہ ۵۶۶ ـ سنہ ۵۷۵

(۳۴) سنہ ۱۱۸۰ ـ سنہ ۱۲۲۵ الناصر بن (۳۳) سنہ ۵۷۵ ـ سنہ ۶۲۲

(۳۵) سنہ ۱۲۲۵ ـ سنہ ۱۲۲۶ الظاہر بن (۳۴) سنہ ۶۲۲ ـ سنہ ۶۲۳

(۳۶) سنہ ۱۲۲۶ ـ سنہ ۱۲۴۲ المستنصر بن (۳۵) سنہ ۶۲۳ ـ سنہ ۶۴۰

(۳۷) سنہ ۱۲۴۲ ـ سنہ ۱۲۵۸ المستعصم بن (۳۶) سنہ ۶۴۰ ـ سنہ ۶۵۶

(سقوط بغداد کے بعد مملوک سلطان رکن الدین بیبرس نے خلیفہ نمبر ۳۵) کے ایک لڑکے کو جو قتل عام تاتاری سے بچ گیا تھا مصر میں بغداد کا خلیفہ مقرر کیا۔)

(دوم) اسپین

بزمانہ حکومت بنی امیہ مسلمانوں نے اسپین سنہ ۷۱۰ء سے
سنہ ۷۱۲ء تک فتح کیا (م سنہ ۹۱ھ۔ سنہ ۹۳ھ) دوسرے اسلامی ممالک
کی طرح اسپین پر بھی دمشق کی مرکزی حکومت اپنے مقرر کردہ
حاکموں یا گورنروں کے ذریعہ سنہ ۷۵۶ء (م سنہ ۱۳۸ھ) تک اپنا اقتدار
قائم رکھی تھی بنی عباس کی فتح کے بعد بنی امیہ
خاندان سے معدودے چند جو سربرآوردہ اشخاص بچ
رہے تھے ان میں سے عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام
(دسواں خلیفہ) ایک نوجوان شہزادہ تھا جو اپنے
بربری ننھیال کی مدد سے شمالی افریقہ ہوتا ہوا سنہ ۷۵۵ء
میں اندلس پہنچا اور وہاں کی اس وقت کی بدنظمی
سے فائدہ اٹھاکر خود حکمران بن بیٹھا۔ مسلم اسپین نے
سنہ ۷۵۶ء میں اس کی اطاعت قبول کرلی اور وہ خلفاء بنی
عباسیہ کی بھیجی ہوئی فوج کو شکست دے کر خود مختار

بن گیا۔ اس کی نسل کے حکمرانوں نے قرطبہ کو اپنا پایہ تخت بنایا اور شمالی اسپین کے عیسائیوں اور خود مسلمان عربوں اور بربروں کی بغاوتوں کو فرو کرتے ہوئے تقریباً ڈھائی سو برس تک اسپین کے بڑے حصہ پر حکومت کی۔ پہلے پہل وہ صرف امیر کہلاتے تھے لیکن عبدالرحمٰن سوم نے ۹۲۹ء (م ۳۱۷ھ) میں اپنے آپ کو خلیفہ قرار دیا اور اسپین کا امیرالمومنین کہلانے لگا۔ اس کے عہد حکومت میں اسپین تہذیب و تمدن کے معراج کو پہنچ گیا۔ اس نے نہ صرف لیون (Leon) قستیلیہ (Castile) اور ناوار (Navarre) کے عیسائی بادشاہوں کو شکست دے کر سر اٹھانے نہ دیا بلکہ افریقہ کو بھی مرعوب رکھا اور بحر میڈیٹرینین پر اپنے بحری بیڑوں سے پورا تسلط قائم کیا۔ اس کے بعد اس کی نسل کے جملہ افراد مثلاً الحکم ثانی وغیرہ نے ایک عرصہ تک قرطبہ کی شان و شوکت جاری رکھی۔ المنصور کی وزارت (الحکم کے بعد) بھی بڑی تزک و احتشام کے ساتھ قائم رہی اور حکومت میں پھوٹ پڑنے نہ پائی۔ لیکن اس کے مرنے پر گیارھویں صدی عیسوی سے اس کے مسلمانوں میں بھی خانہ جنگیاں ہونے لگیں اور طوائف الملوکی شروع ہوئی۔ چھوٹی چھوٹی اسلامی ریاستیں آپس میں لڑ کر تباہ ہوئیں۔ کبھی کسی علاقہ کے حکمراں کو تفوق حاصل ہوتا تھا اور کبھی کسی اور کو۔ باہمی جنگوں میں عیسائی بادشاہوں سے بھی مدد لی جاتی تھی اس طرح عیسائی ریاستوں کا زور بڑھتا گیا۔ اگرچہ کچھ عرصہ تک

اشبیلیہ کے عبادی حکمراں اِن پر حاوی رہے اور علم و ہنر کی پرورش کرتے رہے۔ لیکن بعد کو مجبور ہو کر افریقہ کے المرابط سے مدد مانگی۔ المرابطین نے پہلے انکی مدد کی لیکن تھوڑے ہی سال بعد خود اسپین پر قابض ہو گئے اور ان کو ملک سے باہر کر دیا۔

خاندان قرطبہ کے بنی اموی حکمرانوں کے بعد ذیل کے خاندانوں کی حکومت اسپین میں قابل ذکر ہے:۔ حمّودی ملاغہ کے اور بعد کو الجزیرہ (Algeciras) کے۔ عبّادی (اشبیلیہ Seville کے)۔ زیری (غرناطہ کے)۔ جہوری (قرطبہ کے)۔ ذوالنونی (طلیطلہ Toledo کے)۔ عامری (بلنسیہ Valencia کے)۔ تُجیبی اور ہودی (سرقسطہ Saragossa کے)۔ دینیہ Denia کے بادشاہ۔ المرابط (افریقہ کے)۔ الموحد (ایضاً) نصری (غرناطہ کے)۔

(۴) قرطبہ کے بنی اموی حکمران

۷۵۶ء - ۱۰۳۱ء مطابق ۱۳۸ھ - ۴۲۲ھ

(۱) ۷۵۶ء	- ۷۸۸ء	عبدالرحمٰن اول	م ۱۳۸ھ - ۱۷۲ھ
(۲)	- ۷۹۶ء	ہشام اول بن (۱)	- ۱۸۰ھ
(۳)	- ۸۲۲ء	الحکم اول بن (۲)	- ۲۰۶ھ
(۴)	- ۸۵۲ء	عبدالرحمٰن دوم بن (۳)	- ۲۳۸ھ

(۵)	۸۸۶ء	محمد اول بن (۴)	۲۷۳ھ
(۶)	۸۸۸ء	المنذر بن (۵)	۲۷۵ھ
(۷)	۹۱۲ء	عبد اللہ بن (۵)	۳۰۰ھ
(۸)	۹۶۱ء	عبد الرحمن سوم بن محمد بن (۷) الخلیفہ الناصر	۳۵۰ھ
(۹)	۹۷۶ء	الحکم ثانی المستنصر بن (۸)	۳۶۶ھ
(۱۰)	۱۰۰۰ء	ہشام دوم المؤید بیا (۹)	۳۹۹ھ
(۱۱)	۱۰۰۹ء	محمد دوم المہدی بن ہشام بن عبد الجبار بن (۸)	۴۰۰ھ
(۱۲)	۱۰۱۰ء	سلیمان المستعین بن الحکم بن سلیمان ابن (۸)	۴۰۰ھ
	۱۰۱۰ء	محمد دوم (دوبارہ)	۴۰۰ھ
	۱۰۱۳ء	ہشام دوم (دوبارہ)	۴۰۳ھ
	۱۰۱۶ء	سلیمان (دوبارہ)	۴۰۷ھ
	۱۰۱۸ء	[علی بن حمود حمودی خاندان کا]	۴۰۸ھ
(۱۳)	۱۰۱۸ء	عبد الرحمن چہارم المرتضی بن محمد بن عبد الملک بن (۸)	۴۰۸ھ
	۱۰۲۱ء	[قاسم بن حمود]	۴۱۲ھ
	۱۰۲۲ء	[یحییٰ بن علی]	۴۱۳ھ
	۱۰۲۳ء	[قاسم (دوبارہ)]	۴۱۴ھ
(۱۴)	۱۰۲۴ء	عبد الرحمن پنجم المستظہر بن ہشام بن عبد الجبار بن (۸)	۴۱۴ھ
(۱۵)	۱۰۲۵ء	محمد سوم المستکفی بن عبد الرحمن بن عبید اللہ بن (۸)	۴۱۶ھ
	۱۰۲۷ء	یحییٰ (دوبارہ)	۴۱۸ھ
(۱۶)	۱۰۳۱ء	ہشام سوم المعتد بن (۱۳)	۴۲۲ھ

[چھوٹے خاندانوں کی طوائف الملوکی]

(۵) حمّودی خاندان ملاغہ

۱۰۱۶ء - ۱۰۵۷ء م ۴۰۷ھ - ۴۴۹ھ

(۱)	۱۰۱۶ء - ۱۰۱۸ء	علی الناصر بن حمّود	م ۴۰۷ھ - ۴۰۸ھ
(۲)	- ۱۰۲۱ء	القاسم المامون بن حمّود	- ۴۱۲ھ
(۳)	- ۱۰۲۲ء	یحییٰ معتلی (؟) بن (۱)	- ۴۱۳ھ
	- ۱۰۲۵ء	القاسم (دوبارہ)	- ۴۱۶ھ
	- ۱۰۳۵ء	یحییٰ (دوبارہ)	- ۴۲۷ھ
(۴)	- ۱۰۳۹ء	ادریس اول المتعید بن (۱)	- ۴۳۱ھ
(۵)	- ۱۰۴۲ء	حسن المستنصر بن (۳)	- ۴۳۴ھ
(۶)	- ۱۰۴۶ء	ادریس دوم المعالی بن (۳)	- ۴۳۸ھ
(۷)	- ۱۰۵۲ء	محمد اول المہدی بن (۴)	- ۴۴۴ھ
(۸)	- ۱۰۵۳ء	ادریس سوم الموفق بن (۳)	- ۴۴۵ھ
	- ۱۰۵۴ء	ادریس دوم (دوبارہ)	- ۴۴۶ھ
(۹)	- ۱۰۵۷ء	محمد دوم المستعلی بن (؟)(۶)	- ۴۴۹ھ

(۶) حمّودی خاندان الجزیرہ

۱۰۳۹ء - ۱۰۵۸ء مطابق ۴۳۱ھ - ۴۵۰ھ

۱۰۳۹ء - ۱۰۴۸ء	محمد المہدی بن قاسم بن حمود	- ۴۴۰ھ
- ۱۰۵۸ء	قاسم الواثق بن (۱)	- ۴۵۰ھ

(۷) عبادی خاندان اشبیلیہ

۱۰۲۳ء ۔ ۱۰۹۱ء م ۴۱۴ھ ۔ ۴۸۴ھ

(۱)	۱۰۲۳ء ۔ ۱۰۴۲ء	ابوالقاسم محمد اول بن اسمٰعیل	م ۴۱۴ھ ۔ ۴۳۴ھ
(۲)	۔ ۱۰۶۸ء	ابو عمرو عبّاد المعتضد بن (۱)	۔ ۴۶۱ھ
(۳)	۔ ۱۰۹۱ء	ابوالقاسم محمد دوم المعتمد بن (۲)	۔ ۴۸۴ھ

اس کے بعد المرابط خاندان نے ان سے حکومت چھینی

(۸) زیری خاندان غرناطہ

۱۰۱۲ء ۔ ۱۰۹۰ء م ۴۰۳ھ ۔ ۴۸۳ھ

(۱)	۱۰۱۲ء ۔ ۱۰۱۹ء	زاوی بن زیری	م ۴۰۳ھ ۔ ۴۱۰ھ
(۲)	۔ ۱۰۳۸ء	حبّوس	۔ ۳۰ھ
(۳)	۔ ۱۰۷۳ء	بادیس بن حبّوس المظفر الناصر	۔ ۶۶ھ
(۴)	۔ ۱۰۹۰ء	عبداللہ بن سیف الدولہ بلکّین بن بادیس	۔ ۴۸۳ھ

(۵) ۱۰۹۰ء تمیم بن بُلکّین ۴۸۳ھ

المرابط خاندان ان پر حاوی ہوگیا

(۹) جہوری خاندان قرطبہ

۱۰۳۱ء - ۱۰۶۸ء م ۴۲۲ھ - ۴۶۱ھ

(۱) ۱۰۳۱ء - ۱۰۴۳ء ابوالحزم جَہور م ۴۲۲ھ - ۴۳۵ھ

(۲) ۱۰۵۸ء ابوالولید محمد بن جَہور ۴۵۰ھ

(۳) ۱۰۶۸ء عبدالملک بن محمد ۴۶۱ھ

اِس کے بعد عبادی خاندان اشبیلیہ اِن پر حاوی ہوگیا

(۱۰) ذُوالنون خاندان طلیطلہ

۱۰۳۵ء - ۱۰۸۵ء م ۴۲۷ھ - ۴۷۸ھ

(۱) ۱۰۳۵ء - ۱۰۳۷ء اسمٰعیل ظافر م ۴۲۷ھ - ۴۲۹ھ

(۲)	۱۰۷۴ء	یحییٰ المامون بن اسمٰعیل	۴۶۷ھ
(۳)	۱۰۸۵ء	یحییٰ القادر بن اسمٰعیل بن المامون	۴۷۸ھ

الفانسو ششم لیون نے ان کی جگہ لے لی

(۱۱) عامری خاندان بلنسیہ

۱۰۲۱ء ۱۰۸۵ء م ۴۱۲ھ ۔ ۴۷۸ھ

(۱)	۱۰۲۱ء ۔ ۱۰۶۱ء	عبدالعزیز المنصور	م	۴۱۲ھ ۔ ۴۵۳ھ
(۲)	۶۵ء	عبدالملک المظفر		۴۵۷ھ
	"	[المامون طلیطلی]		۴۶۷ھ
	۱۰۷ء	[القادر "]		۴۶۸ھ
(۳)	۱۰۸۵ء	ابوبکر بن عبدالملک		۴۷۸ھ
( )	۱۰۸۵ء	القاضی عثمان بن ابوبکر القادر طلیطلی		۴۷۸ھ

اسکے بعد ([illegible]) کی سرکردگی میں عیسائی حکمراں ہوئے پھر المرابط

(۱۲) توجیبی (Tojibi) اور ہودی خاندانہائے سرغوسّا

۱۰۱۹ء سے ۱۱۴۱ء م ۴۱۰ھ سے ۵۳۶ھ

(۱)	۱۰۱۹ء سے ۱۰۲۳ء	منذر المنصور بن یحییٰ بن توجیبی	م ۴۱۰ھ سے ۴۱۴ھ
(۲)	سے ۱۰۲۹ء	یحییٰ المظفر بن منذر	سے ۴۲۰ھ
(۳)	۱۰۳۹ء سے ۱۰۴۶ء	سلیمان مستعین بن ہود	۴۳۱ھ سے ۴۳۸ھ
(۴)	سے ۱۰۸۱ء	احمد سیف الدولہ المقتدر بن سلیمان	سے ۴۷۴ھ
(۵)	سے ۱۰۸۵ء	یوسف موتمن بن احمد	سے ۴۷۸ھ
(۶)	سے ۱۱۰۹ء	احمد مستعین بن یوسف	سے ۵۰۳ھ
(۷)	سے ۱۱۱۹ء	عبدالملک عماد الدولہ بن احمد	سے ۵۱۳ھ
(۸)	سے ۱۱۴۱ء	احمد سیف الدولہ بن عبدالملک	سے ۵۳۶ھ

اس کے بعد عیسائیوں کا تسلط شروع ہوا

(۱۳) دنیہ کے پادشاہ

۱۰۱۷ء - ۱۰۷۵ء م ۴۰۸ھ - ۴۶۸ھ

(۱)	۱۰۱۷ء - ۱۰۴۴ء	مجاہد بن یوسف	م ۴۰۸ھ - ۴۳۶ھ
(۲)	- ۱۰۷۵ء	علی اقبال الدولہ ابن مجاہد	- ۴۶۸ھ

اِس کے بعد ہودی خاندان سرغوسہ مسلط ہوا

المرابط اور الموحد خاندان

۱۰۸۶ء میں المرابطیوں کا عیسائی بادشاہ الفونسو کے مقابلہ میں عبادیوں کی مدد کے لئے (ان کے طلب کرنے پر) اسپین آئے اور مدد کر کے چلے گئے لیکن چار سال بعد خود ملک گیری کے لالچ میں بے بلائے وہاں پہنچے اور سارے عرب اسپین پر قابض ہو گئے اس طرح اسپین اب افریقی مسلم سلطنت کا ایک صوبہ بن کر رہ گیا۔ المرابط کے بعد ان کے جانشیں الموحّد نے بھی (۱۱۴۵ء - ۱۱۵۰ء) اسپین کو اپنا صوبہ بنا لیا۔ اِن دو حملوں کے مابین بلنیا ور مُرشیہ (۱۱۴۵ء تا ۱۱۷۲ء) میں چند چھوٹے خاندان حکمرانی کرنے لگے لیکن ان دو حملوں کے مابین غرناطہ

بنو نصر خاندان کو ان کی روشن خیالی اور علم و ہنر پروری کی وجہ سے دیر پا امتیاز حاصل رہا۔ اور اسپین میں عبدالرحمٰن سوم کے مبارک عہد کی تھوڑی سی جھلک بھی دکھائی دی۔ لیکن لیون اور قسطلیہ کے الحاق کے بعد فرڈینڈ اور آئزابیلا نے ۱۴۹۲ء میں سب سے آخر بادشاہ غرناطہ ابو عبداللہ کو حکومت سے دست بردار ہونے پر مجبور کر کے عرب حکومت کا ہمیشہ کے لئے اسپین میں خاتمہ کر دیا۔

(۱۴) نصری خاندان غرناطہ

سنہ ۱۲۳۲ء - سنہ ۱۴۹۲ء م سنہ ۶۲۹ھ - سنہ ۸۹۷ھ

(۱)	سنہ ۱۲۳۲ - سنہ ۱۲۷۳	محمد اول الغالب بن یوسف بن نصر	سنہ ۶۲۹ - سنہ ۶۷۱
(۲)	- سنہ ۱۳۰۲	محمد دوم الفقیہ بن (۱)	- سنہ ۷۰۱
(۳)	- سنہ ۱۳۰۹	محمد سوم بن (۲)	- سنہ ۷۰۸
(۴)	- سنہ ۱۳۱۴	نصر ابو الجیوش بن (۲)	- سنہ ۷۱۳
(۵)	- سنہ ۱۳۲۵	اسمٰعیل اول ابو الولید بن فرج بن اسمٰعیل بن یوسف	- سنہ ۷۲۵
(۶)	- سنہ ۱۳۳۳	محمد چہارم بن (۵)	- سنہ ۷۳۳

(۷)	۱۳۵۴ء	یوسف اول ابوالحجاج بن (۵)	۷۵۵ھ
(۸)	۱۳۵۹ء	محمد پنجم الغانی (۶) بن (۷)	۷۶۰ھ
(۹)	۱۳۶۰ء	اسمٰعیل دوم بن (۷)	۷۶۱ھ
(۱۰)	۱۳۶۲ء	محمد ششم ابوسعید بن اسمٰعیل بن محمد برادر (۵)	۷۶۳ھ
	۱۳۹۱ء	محمد پنجم (دوبارہ)	۷۹۳ھ
(۱۱)	۱۳۹۲ء	یوسف دوم بن (۸)	۷۹۴ھ
(۱۲)	۱۴۰۷ء	محمد ہفتم بن (۱۱)	۸۱۰ھ
(۱۳)	۱۴۱۷ء	یوسف سوم ابوالحجاج الناصر بن (۱۱)	۸۲۰ھ
(۱۴)	۱۴۲۷ء	محمد ہشتم المتمسک بن (۱۳)	۸۳۱ھ
(۱۵)	۱۴۲۹ء	محمد نہم الصغیر بن نصر بن (۸)	۸۳۳ھ
	۱۴۳۲ء	محمد ہشتم (دوبارہ)	۸۳۵ھ
(۱۶)	۱۴۳۲ء	یوسف چہارم بن (۱۰)	۸۳۵ھ
	۱۴۴۴ء	محمد ہشتم (تیسرے مرتبہ)	۸۴۸ھ
(۱۷)	۱۴۴۵ء	محمد دہم بن عثمان بن (۱۳)	۸۴۹ھ
(۱۸)	۱۴۴۶ء	سعد المستعین بن علی بن (۱۱)	۸۵۰ھ
	۱۴۵۳ء	محمد دہم (دوبارہ)	۸۵۷ھ
	۱۴۶۱ء	سعد (دوبارہ)	۸۶۶ھ

(۱۹)	۱۴۸۲ء	علی ابوالحسن بن (۱۸)	۸۸۷ھ
(۲۰)	۱۴۸۳ء	محمد یازدہم (ابوعبداللہ) بن (۱۹)	۸۸۸ھ
	۱۴۸۵ء	علی ابوالحسن (دوبارہ)	۸۹۰ھ
(۲۱)	۱۴۸۶ء	محمد دوازدہم (زغال) بن (۱۸)	۸۹۲ھ
	۱۴۹۲ء	محمد یازدہم (ابوعبداللہ دوبارہ)	۸۹۷ھ

اسکے بعد فرڈیننڈ اور ازابیلا حکمراں ہوئے

باب سوم

شمالی افریقہ کے حکمراں

ادریسی خاندان مراکش ۔ اغلبی خاندان تونس وغیرہ ۔ فاطمی خاندان (مصر) ۔ زیری خاندان تونس ۔ حمادی (الجیریہ Algeria) مرابط (مراکش، الجیریہ، اسپین) ۔ الموحّد (شمالی افریقہ، اسپین) مرینی (مراکش) ۔ زیانی (الجیریہ) ۔ حفصی (تونس) ۔ شریف (مراکش) ۔

بحر میڈیٹرینین اور شمالی افریقہ کے صحارا کی سرزمین زمانۂ قدیم سے متمدن اقوام کا مسکن اور ان کے نشو و نما کا گہوارہ رہی ہے ۔ فنیقی رومن اور بازنطینی حکومتوں نے یہاں نو آبادیاں قائم کی تھیں ۔ ان کی تباہی کے بعد حامی نسل کے افریقی بربروں وغیرہ نے اس پر

تسلط حاصل کیا۔ یہ قوم کسیقدر توہم پرست تھی اور ان کے اعتقادات عموماً عیسائیت اور اسلام کے مسلمہ اعتقادات سے کسیقدر مختلف رہے ہیں۔ اشاعت اسلام کے بعد یہ لوگ ابتداء میں اموی اور پھر بنی عباس کی خلافتوں کے تابع رہے لیکن مرکزی دارالحکومت سے دور ہونے کی وجہ سے حکومت کی کمزوری کے ساتھ جلد خود مختار ہونے لگے۔ اس طرح شمالی افریقہ میں ابتداءً خارجی اور علوی خاندان مثلاً ادریسی اور فاطمی وغیرہ کا تسلط شروع ہوا۔ یہ کیفیت زمانہ حال تک بھی جاری رہی چنانچہ انیسویں صدی کے آخر میں شیخ سنوسی وغیرہ کی مذہبی اور سیاسی سرگرمیاں شمالی افریقی اقوام کی اسی ذہنی ارتقاء کا نتیجہ ہیں۔

عربوں کا شمالی افریقہ پر قبضہ ۶۴۷ء (۲۶ھ) اور ۸۰۰ء کے مابین بڑی محنت و مشقت کے بعد ہوا۔ جب تک یزید بن حاتم بنی عباس کی طرف سے قیروان کا متعمد اور ہر دلعزیز حاکم بقید حیات رہا بربروں کی سازشیں اور فرقہ بندیاں رکی رہیں۔ اس کے انتقال بعد (۷۸۷ء م ۱۷۰ھ) شمالی افریقہ میں بغاوت و فساد کا بازار گرم ہوا اور مرکزی حکومت ٹوٹ کر مقامی خاندانوں میں تقسیم ہوگئی۔ ۸۰۰ء کے بعد مصر کی سرحد کے مغرب میں خلفائے بنی عباس کا کوئی اثر باقی نہ رہا۔

(۱۵) ادریسی خاندان مراکش

۷۸۸ء۔ ۹۸۵ءم ۱۷۲ھ۔ ۳۷۵ھ

۷۸۵ء (۱۶۸ھ) میں مدینہ منورہ میں حضرت علیؑ کی اولاد کے حامیوں نے بنی امیہ کی حکومت کے خلاف قدم اٹھایا۔ ان میں ادریس بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علیؑ بھی شامل تھے۔ مخالفت فرو ہونے پر ادریس مصر بھاگ گئے اور پھر وہاں سے مراکش پہنچکر علوی خاندان کی حکومت سبتہ کے گرد و نواح میں قائم کی۔ اپنے نام کا سکہ جاری کیا جس پر تدغہ (Tudghah) اور الولیلہ شہروں کے نام مسکوک ہیں۔ ۸۰۶ء کے قریب ادریسیوں کی حکومت چوٹی کے مقام پر پہنچ گئی۔ اس کے بعد تنزل شروع ہوا اور بالآخر یہ خاندان ۹۸۵ءم ۳۷۵ھ میں مٹ گیا۔ ابن خلدون نے اس خاندان کے بعض افراد کی تاریخیں نہیں دیں۔

(۱)	۷۸۸ء۔ ۷۹۳ء	ادریس اول	م ۱۷۲ھ۔ ۱۷۷ھ
(۲)	۔ ۸۲۸ء	ادریس دوم بن ادریس اول	۔ ۲۱۳ھ
(۳)	۔ ۸۳۶ء	محمد بن ادریس دوم	۔ ۲۲۱ھ
(۴)	۔ ۸۴۹ء	علی اول بن محمد	۔ ۲۳۴ھ
(۵)		یحیٰی اول بن محمد	

(۶) یحییٰ دوم بن یحییٰ
(۷) علی دوم بن عمر بن ادریس دوم
(۸) یحییٰ سوم بن قاسم بن ادریس دوم
(۹) سنہ ۹۰۴ - سنہ ۹۲۲ یحییٰ چہارم بن ادریس بن عمر سنہ ۲۹۲ - سنہ ۳۱۰
(۱۰) سنہ ۹۲۲ الحسن (المکنسہ) - سنہ ۳۱۰

(Meknasa) المکنسہ بربروں کی حکومت شروع ہوئی

(۱۶) اغلبیہ خاندان تونس وغیرہ

سنہ ۸۰۰ء - سنہ ۹۰۹ء م سنہ ۱۸۴ - سنہ ۲۹۶ھ

یزید بن حاتم حاکم (گورنر جنرل) افریقہ (یعنی تونس وغیرہ) (بزمانہ خلافت بنی عباس) کا جب انتقال سنہ ۷۸۷ء میں ہوا تو خلیفہ ہارون الرشید نے سنہ ۸۰۰ء (م سنہ ۱۸۴) میں ابراہیم بن اغلب حاکم زاب (Sub. Z) کو سارے افریقہ کا حاکم اعلیٰ مقرر کیا باستثناء اس بعید مغربی علاقہ کے جو ادریسیوں کے قبضہ میں چلا گیا تھا۔ بعد کو اغلبیہ خاندان بھی تقریباً خود مختار بن بیٹھا یہاں تک کہ خطبوں میں تک خلیفہ بغداد کا نام بمشکل لیا جانے لگا۔

اس خاندان کے حکمراں بڑے روشن خیال اولوالعزم سے تھے انھوں نے برّی و بحری دونوں قوتوں کو ترقی دی۔ بحر میڈیٹرینین میں ان کے سفینے دور دور تک چھاپے مارتے تھے۔ اطالیہ فرانس کورسیکا اور سارڈینیا کے سواحل ان کے حملوں سے بچ نہ سکے۔ انھوں نے ۸۲۷ء سے ۸۷۸ء تک صقلیہ کو فتح کر لیا اور یہ جزیرہ مسلمانوں ہی کے قبضہ میں رہا تا آنکہ نارمنوں نے بالآخر اس پر اپنا تسلط قائم کیا۔ جب تک افریقہ پر اغلبی حکومت رہی بحر میڈیٹرینین میں مسلمانوں کی قوت معراج کو پہنچ گئی۔ عیسائی اقوام ان کے حملہ آور جہازوں سے لرزہ براندام رہتے تھے۔ صقلیہ کے علاوہ مالٹا اور سارڈینیا پر بھی ان ہی کا قبضہ تھا۔ روما کا شہر بھی ان کے حملوں کی زد میں آیا۔ لیکن بعد کو آنے والے اغلبی حکمرانوں کی غفلت اور نااہلی اور اس سے بڑھ کر ادریسیوں کے مذہبی اختلاف کی وجہ سے بالآخر ان کو فاطمی خاندان سے ۹۰۹ء (م ۲۹۶ھ) شکست کھانا پڑا۔ اس کے بعد وہ سر نہ اٹھا سکے :۔

(۱)	۸۰۰ء - ۸۱۱ء	ابراہیم اول بن الاغلب	م ۱۸۴ھ - ۱۹۶ھ
(۲)	۸۱۶ء	عبداللہ اول بن (۱)	۲۰۱ھ
(۳)	۸۳۶ء	زیادۃ اللہ اول بن (۱)	۲۲۳ھ
(۴)	۸۴۰ء	ابو العقال الاغلب بن (۱)	۲۲۶ھ
(۵)	۸۵۶ء	محمد اول بن (۴)	۲۴۲ھ

(۶)	۸۶۳ء	احمد بن (۵)	۲۴۹ھ
(۷)	۸۶۴ء	زیادت اللہ دوم بن (۵)	۲۵۰ھ
(۸)	۸۷۴ء	محمد دوم بن (۶)	۲۶۱ھ
(۹)	۹۰۲ء	ابراہیم دوم بن (۶)	۲۸۹ھ
(۱۰)	۹۰۳ء	عبداللہ دوم بن (۹)	۲۹۰ھ
(۱۱)	۹۰۹ء	زیادت اللہ سوم بن (۱۰)	۲۹۶ھ

اب فاطمی خاندان کا تسلط شروع ہوا

اغلبیوں کا جانشین فاطمی خاندان ہوا جس کی شہنشاہی ایک زمانہ میں تمام شمالی افریقی ساحل پر مصر سے لیکر بحر اٹلانٹک تک بشمول صقلیہ و سارڈینیہ قائم تھی۔ لیکن جب دار السلطنت ۹۷۲ء (م ۳۶۲ھ) میں قاہرہ قرار دیا گیا تو زیادہ مغربی ممالک پر اسکے حکمرانوں کی گرفت کمزور ہونے لگی۔ ان کا قائم مقام یا وائسرائے افریقہ پر یوسف بلکین (Bulukkin) جو صنہاجہ (Sanhajah) قبیلہ کے بربروں کا سردار تھا بہت جلد اپنے آپ کو خود مختار بنا لیا اور زیری (Zayri) خاندان کا سلسلہ شروع کیا۔ پھر ایک دوسرا خاندان حمادی نام سے الجیریہ میں بمقام بجایہ ([illegible]) قائم ہوا جس کی وجہ سے

زیریوں کا حیطہ اقتدار صرف تونس تک ہی محدود رہا۔ اس سے بعید تر مغربی افریقہ یعنے مراکش میں بربروں کے مختلف قبیلے مثلاً المکنسہ مغربہ (Maghrawa) وغیرہ بھی خود مختار ہو کر ادریسیوں کے جانشین بن گئے لیکن کوئی شاہی خاندان قائم نہ کر سکے۔ اگرچہ بعد کو المرابطہ نے ان سبھوں کو زیر کر لیا اور البجریہ کے حمادیوں کا بھی کچھ ملک اپنے تصرف میں لایا۔ لیکن حمادیوں اور زیریوں پر کامل تسلط اور ان کے دارالسلطنتوں پر بیٹھ کر حکومت کرنا الموحد خاندان ہی کو نصیب ہو سکا۔

(۱۷) زیری خاندان تونس

سنہ ۹۷۲ء - سنہ ۱۱۴۸ء م سنہ ۳۶۲ھ - سنہ ۵۴۳ھ

(۱)	سنہ ۹۷۲ء - ۹۸۳ء	یوسف بلکّین بن زیری	سنہ ۳۶۲ھ - سنہ ۳۷۳ھ
(۲)	سنہ ۹۹۶ء	منصور بن یوسف	سنہ ۳۸۶ھ
(۳)	سنہ ۱۰۱۵ء	([illegible]) بادیس بن منصور	سنہ ۴۰۶ھ
(۴)	سنہ ۱۰۶۱ء	المعزّ بن بادیس	سنہ ۴۵۳ھ
(۵)	سنہ ۱۱۰۷ء	تمیم بن معزّ	سنہ ۵۰۱ھ
(۶)	سنہ ۱۱۱۵ء	یحیی بن تمیم	سنہ ۵۰۹ھ
(۷)	سنہ ۱۱۲۱ء	علی بن یحیی	سنہ ۵۱۵ھ

(۸)	۱۱۴۸ء	الحسن بن علی	۵۴۳ھ

صقلیہ کے نارمن بادشاہ روجر اور اس کے بعد الموحّد خاندان

(۱۸) حمّادی خاندان الجیریہ

۱۰۰۷ء - ۱۱۵۲ء م ۳۹۸ھ - ۵۴۷ھ

(۱)	۱۰۰۷ء - ۱۰۲۸ء	حمّاد	م ۳۹۸ھ - ۴۱۹ھ
(۲)	۱۰۵۴ء	القائد بن حماد	۴۴۶ھ
(۳)	۱۰۵۵ء	محسّن بن القائد	۴۴۷ھ
(۴)	۱۰۶۲ء	(؟) بُلکّین بن محمد بن حماد	(؟) ۴۵۴ھ
(۵)	۱۰۸۸ء	الناصر بن علناس بن محمد	۴۸۱ھ
(۶)	۱۱۰۴ء	المنصور بن ناصر	۴۹۸ھ
(۷)	۱۱۰۶ء	بادیس	۵۰۰ھ
(۸)	؟	العزیز	؟
؟ (۹)	۱۱۵۲ء	یحییٰ بن العزیز	؟ ۵۴۷ھ

الموحد خاندان جانشین ہوا

(۱۹) خاندان المرابطین

[مراکش، الجیریہ کا کچھ حصہ اور اسپین]

۱۰۵۶ء - ۱۱۴۷ء م ۴۴۸ھ - ۵۴۱ھ

گیارھویں صدی کے وسط میں عیسائیوں نے اسپین میں زور پکڑا۔ جنوؔا اور پیزا کی اطالوی حکومتوں نے کورسیکا اور سارڈینیا کو مسلمانوں سے چھین لیا اور نارمنوں نے جنوبی اطالیہ میں اپنا سکہ جما لیا۔ اس طرح مسلمانوں کا زور بحر میڈیٹرینین میں بہت کم ہو گیا۔ صرف مصر کے فاطمی ہی عربی وقار کو قائم رکھ سکے۔ تونس کا زیری (Zayrid) خاندان اپنے محدود ملک کی مسلسل بغاوتوں ہی سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا تھا۔ زیریوں حمادیوں اور فاطمیوں کی باہمی مخالفت و رقابت کی وجہ سے عیسائی اقوام کے مقابلہ میں مسلمان متفقہ کوشش کر نہیں سکتے تھے۔ اس انحطاط کے زمانہ میں لمتونا (Lamtuna) کا نامی بربری قبیلہ کے سرگروہ عبداللہ بن تاشفین نے افریقہ میں جہاد کا علم بلند کیا اور بقیہ تمام بربری قبیلے اس کے ساتھ ہو گئے۔ عبداللہ کے پیرو اپنے آپ کو المرابطین کہنے لگے۔ انھوں نے خلافت بنی عباس کی اطاعت اختیار کر لی۔ لمتونا قبیلہ کے ساتھ مصمودا (Masmuda) بربری قبیلہ نے ابوبکر اور اس کے بنی عم

یوسف بن تاشفین کی قیادت میں سجلماسہ اور اغمات پر سنہ ۱۰۶۹ء
(سنہ ۴۶۱ھ) تک قبضہ کر کے شہر مراکش کی بنیاد ڈالی۔ اور بعد کے
۱۵ سال میں فاس (Fez) مکناسہ (Miknasa)
(Mequinez) سبتہ (Ceuta) طنجہ (Tangier)
سلی (Salle) اور مراکش کے مغربی خط پر پھیل گئے۔ سنہ ۱۰۸۶ء
میں یوسف بن تاشفین کو (جو اپنی سپہ سالاری اور انتظام مملکت
کی وجہ سے اپنے تابعین میں بہت ہر دلعزیز تھا) اسپین کے
عبادیوں نے عیسائی بادشاہوں الفونسو ششم سینکوئے اراگون
(Sancho of Aragon) اور مشہور لٹیرے
روڈریگو دیاز ڈی بیوار (Rodrigo diaz de Bivar)
کے حملوں سے تنگ آ کر مدد کرنے کی دعوت دی۔ یوسف نے
عیسائیوں کی قسطیلہ (Castile) کی فوج کو مقام زلاقہ
(Zallaqa) ہسپانی زبان میں (Sacralias)
قریب بیداجوز (Badajoz) ۲۳ اکتوبر سنہ ۱۰۸۶ء کو
شکست فاش دی۔ لیکن دشمن کا تعاقب کئے بغیر ملک [illegible] تین ہزار
بربروں کو اندلسیوں کی مدد کے لئے چھوڑ کر افریقہ واپس ہو گیا۔
سنہ ۱۰۹۰ء میں اشبیلیہ کے بادشاہ نے اس کو پھر عیسائیوں کے خلاف
اپنی مدد کے لئے بلایا۔ اب کی دفعہ جو یوسف اسپین میں قدم رکھا
سارے ملک کو باستثنا طلیطلہ (Toledo) جو عیسائیوں کے

علاقہ میں رہ گیا اور سرغوسہ جس میں بنی ہود کو اپنی امارت بحال رکھنے کی اجازت دی گئی اپنے قبضہ تصرف میں لالیا۔ لیکن اس فتح کے اثرات دیرپا ثابت نہیں ہوئے، اندلس آکر المرابطین آرام طلب اور عیش پرست بن گئے اور عیسائیوں کو آگے بڑھنے سے روک نہ سکے۔ انھوں نے بحر میڈٹرینین پر از سر نو مسلم اقتدار قائم کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اور الجیریا تونس اور طرابلس کے بیشتر حصوں کو حمادیوں اور زیریوں کے قبضہ میں چھوڑ دیا۔ المرابط خاندان ایک صدی تک بھی برسر اقتدار نہ رہ سکا۔ مذہبی جوشیلے الموحدین نے شمالی افریقہ اور جنوبی اسپین پر اچانک حملہ کرکے سبھوں کو بالکلیہ بیدخل کر دیا۔

(۱) ۱۰۵۶ء تا ۱۰۸۷ء — ابوبکر بن عمر بن ورکوت (یا Warkut) بن ورتنتک (یا Wartantak) — ۴۴۸ھ تا ۴۸۰ھ

(۲) تا ۱۱۰۶ء — یوسف بن تاشفین بن ابراہیم برادر عمر — تا ۵۰۰ھ

(۳) تا ۱۱۴۳ء — علی بن (۲) — تا ۵۳۷ھ

(۴) تا ۱۱۴۶ء — تاشفین بن (۳) — تا ۵۴۱ھ

(۵) تا ۱۱۴۷ء — ابراہیم بن (۴) — تا ۵۴۱ھ

(۶) تا ۱۱۴۷ء — اسحٰق بن (۳) — تا ۵۴۱ھ

(٢٠) الموحدین (تمام شمالی افریقہ پر حکمران)

۱۱۳۰ء - ۱۲۶۹ء م ۵۲۴ھ - ۶۶۷ھ

شمالی افریقہ کے مسلمانوں کی توہم پرستی کے خلاف بربر کے مسمودا قبیلہ
کے سردار ابو عبداللہ محمد بن تومرت نے اپنے آپ کو مہدی قرار دیکر
بارھویں صدی کے شروع میں توحید کی تبلیغ شروع کی۔ اس کے پیرو
الموحدین کے نام سے مشہور ہوئے۔ ۱۱۲۸ء (م ۵۲۲ھ) میں اس کا
انتقال ہوا اس کی جگہ اس کا دوست اور سپہ سالار عبدالمومن ۱۱۴۰ء
(م ۵۳۴ھ) میں برسر اقتدار ہوکر اطراف و جوانب کے ملک فتح کرنے
شروع کئے۔ چار برس کے اندر اس نے المرابط کی فوج کو منتشر کردیا۔
اوران (Oran) تلمسان، فاس، سبتہ اغماط اور سیلی (Salee)
لے لینے کے بعد اس نے ۱۱۴۶ء (م ۵۴۱ھ) میں مراکش کا محاصرہ کرکے
خاندان المرابط کا استیصال کردیا۔ ۱۱۴۵ء میں اسپین پر چڑھائی کرکے
پانچ سال کے اندر مسلم اسپین پر کامل تسلط حاصل کیا۔ پھر ۱۱۵۲ء
(م ۵۴۷ھ) میں مشرقی افریقہ کی طرف بڑھکر الجیریا سے حمودیوں کو
بیدخل کیا۔ ۱۱۵۸ء (م ۵۵۳ھ) میں نارمن افواج کو جو زیریوں کو
آزاد کرکے تونس پر قابض ہوگئی تھی اس علاقہ سے نکال باہر کیا۔ اور
طرابلس پر قبضہ کرکے افریقہ کے سارے شمالی ساحل کو مصر سے لے کر

بحر اٹلانٹک تک اپنی حکومت کو متحد کیا۔
عبدالمومن کے بعد اس کے جانشین ہسپانی عیسائیوں سے جہاد میں مشغول ہوئے لیکن ان سے بالآخر ۱۲۳۵ء (۶۳۲ھ) میں بمقام لاس ناواس بری طرح شکست کھائے۔ اب الموحدین کے قدم اسپین سے اکھڑ گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسپین عیسائی بادشاہوں اور مقامی مسلم خاندانوں میں منقسم ہو گیا۔ عیسائیوں کی قوت دن بدن بڑھنے لگی اور یکے بعد دیگرے مسلم خاندان مٹنے لگے۔ سب جاکر آخر میں صرف نصری خاندان غرناطہ باقی رہ گیا جو خودمختاری سے باج گزاری پر مجبور ہو کر عرصۂ دراز تک مقاومت کرتا رہا آخرکار ۱۳۹۲ء میں فرڈینڈ و آیزابیلا کی فوجوں نے غرناطہ کی حکومت کا بھی خاتمہ کر دیا۔

الموحدین سے اسپین نکل جانے کے بعد ان کا زور افریقہ میں بھی گھٹنے لگا۔ سلطان صلاح الدین نے پہلے ہی (۱۱۷۲ء) میں طرابلس لے لیا تھا۔ اس کے مقرر کردہ حکمراں بالآخر خودمختار بن بیٹھے اور ۱۲۲۸ء میں حفصی خاندان کے نام سے حکومت کرنے لگے۔ مغربی الجیریا میں ۱۲۳۵ء میں زمانیوں نے تمام ان پر اپنی علیحدہ حکومت قائم کر لی۔ مراکش کے تخت کے لئے مختلف دعویدار لڑتے رہے بالآخر مرینی (Marinis) قبیلہ کی پہاڑی قوم کے سرداروں کو عروج حاصل ہوا اور انھوں نے مراکش کو اپنا پایۂ تخت بنا کر الموحدین کے خاندان کا خاتمہ کر دیا۔

(۱)	سنہ ۱۱۳۰ – سنہ ۱۱۶۳ء	عبدالمومن بن علی	سنہ ۵۲۴ھ – سنہ ۵۵۸ھ
(۲)	سنہ ۱۱۸۴	ابو یعقوب یوسف اول بن (۱)	سنہ ۵۸۰
(۳)	سنہ ۱۱۹۹	ابو یوسف یعقوب المنصور بن (۲)	سنہ ۵۹۵
(۴)	سنہ ۱۲۱۴	محمد الناصر بن (۳)	سنہ ۶۱۱
(۵)	سنہ ۱۲۲۳	ابو یعقوب یوسف دوم المستنصر بن (۴)	سنہ ۶۲۰
(۶)	سنہ ۱۲۲۴	عبدالواحد المخلوع بن (۲)	سنہ ۶۲۱
(۷)	سنہ ۱۲۲۷	ابو محمد عبداللہ العادل بن (۱)	سنہ ۶۲۴
(۸)	سنہ ۱۲۲۹	یحییٰ المعتصم بن (۴)	سنہ ۶۲۶
(۹)	سنہ ۱۲۲۲	ابو العلیٰ ادریس المومن بن (۲)	سنہ ۶۳۰
(۱۰)	سنہ ۱۲۴۳	عبدا واحد الرشید بن (۹)	سنہ ۶۴۰
(۱۱)	سنہ ۱۲۴۸	ابو الحسن علی السعید بن (۹)	سنہ ۶۴۶
(۱۲)	سنہ ۱۲۶۶	ابو الحفص عمر المرتضیٰ بن اسحٰق بن (۲)	سنہ ۶۶۵
(۱۳)	سنہ ۱۲۶۹	ابو العلیٰ الواثق بن محمد بن	سنہ ۶۶۷

ابو الحفص عمر بن (۱)

اس کے بعد مرینی، زیانی اور حفصی خاندانوں کا عروج شروع ہوا

(۲۱) حفصی خاندان تونس

۱۲۲۸ء ۔ ۱۵۳۴ء م ۶۲۵ھ ۔ ۹۴۱ھ

حفصی خاندان کے حکمراں پہلے صوبہ تونس میں الموحدین کے نائب تھے۔ باپ سے بیٹے کو نیابت ملتی گئی اور بالآخر خاندان خود مختار بن گیا۔ تین صدیوں تک اس خاندان نے تونس میں انصاف اور مروت کے ساتھ حکمرانی کی اور اطالیہ کی تاجر پیشہ جمہوری حکومتوں (جنوا اور پیزا وغیرہ) کے ساتھ دوستانہ تجارتی تعلقات قائم رکھے۔ ۱۵۳۴ء میں آزادہ رو جہازراں (کورسیر) خیر الدین بربروسہ نے دولت عثمانیہ کے نام سے تونس فتح کیا اور اگرچہ شہنشاہ چارلس پنجم نے ۱۵۳۵ء میں حفصی خاندان کے بادشاہ کو دوبارہ تونس کی حکمرانی دلائی اور شہر کے قلعہ (Goletta) میں ہسپانی فوجی دستہ حفاظت کے لئے چھوڑا یہ صوبہ زیادہ تر کورسیروں ہی کے پنجہ میں رہا۔ انھوں نے شہر تونس ہی پر ۱۵۶۸ء میں قبضہ کرلیا اور ۱۵۷۴ء میں گولیٹا پر۔

اس کے بعد سے ۱۸۸۱ء تک تونس دولت عثمانیہ ترکی کا ایک صوبہ بنا رہا۔ اُس سال فرانس نے اس پر جابرانہ تسلط حاصل کیا۔ ہسپانی قوم نے طرابلس کو تونس سے چھین کر ۱۵۱۰ء میں اپنے تصرف میں لا لیا تھا لیکن ۱۵۵۱ء میں اس کو کورسیروں نے سلطنت ترکی کی مقبوضات میں داخل کر دیا۔

(۱)	۱۲۲۸ء - ۱۲۴۹ء	ابو زکریا یحییٰ اول بن م عبد الواحد بن ابو حفص	۶۲۵ھ - ۶۴۷ھ
(۲)	۱۲۷۷ء	ابو عبد اللہ محمد اول مستنصر بن (۱)	۶۷۵ھ
(۳)	۱۲۷۹ء	ابو زکریا یحییٰ دوم بن (۲)	۶۷۸ھ
(۴)	۱۲۸۴ء	ابو اسحٰق ابراہیم اول بن (۱)	۶۸۳ھ
(۵)	۱۲۹۵ء	ابو حفص عمر اول بن (۱)	۶۹۴ھ
(۶)	۱۳۰۹ء	ابو عبد اللہ محمد دوم مستنصر بن (۳)	۷۰۹ھ
(۷)	۱۳۰۹ء	ابو بکر اول شدید بن (۱)	۷۰۹ھ
(۸)	۱۳۱۱ء	ابو البقاء خالد اول بن یحییٰ بن (۴)	۷۱۱ھ
(۹)	۱۳۱۷ء	ابو یحییٰ زکریا بن احمد بن محمد بن عبد الواحد بن ابو حفص	۷۱۷ھ

(۱۰)	۱۳۱۸ء	ابو العزبہ (یا ابو ضربہ) محمد سوم مستنصر بن (۹)	۷۱۸ھ
(۱۱)	۱۳۴۶ء	ابو یحییٰ ابو بکر دوم المتوکل بن یحییٰ بن (۴)	۷۴۷ھ
(۱۲)	۱۳۴۶ء	ابو حفص عمر دوم بن (۱)	۷۴۷ھ
[	۱۳۴۹ء	مرینی قبضہ ہوا	۷۵۰ھ]
(۱۳)	۱۳۵۰ء	ابو العباس احمد اول الفضل بن (۱۱)	۷۵۱ھ
(۱۴)	۱۳۶۸ء	ابو اسحٰق ابراہیم دوم المستنصر بن (۱۳)	۷۷۰ھ
(۱۵)	۱۳۷۰ء	ابو البقا خالد دوم بن (۱۴)	۷۷۲ھ
(۱۶)	۱۳۹۴ء	ابو العباس احمد دوم المستنصر بن محمد بن (۱۱)	۷۹۶ھ
(۱۷)	۱۴۳۳ء	ابو فارس عبد العزیز بن (۱۶)	۸۳۷ھ
(۱۸)	۱۴۳۵ء	محمد چہارم المستنصر بن المنصور بن (۱۷)	۸۳۹ھ
(۱۹)	۱۴۸۸ء	ابو عمرو عثمان بن (۱۸)	۸۹۳ھ
(۲۰)	۱۴۹۳ء	ابو زکریا یحییٰ سوم بن المسعود بن (۱۹)	۸۹۹ھ

(۲۱)	۱۵۲۵ء	ابوعبداللہ محمد پنجم بن الحسن برادر (۲۰)	۹۳۲ھ
(۲۲)	۱۵۳۴ء	الحسن بن (۲۱)	۹۴۱ھ

اس کے بعد کورسیر پاشا اور بے ترکی سلطانوں کی طرف سے حکومت کرنے لگے

(۲۲) زیانی خاندان (الجیریا)

۱۲۳۵ء - ۱۳۹۳ء م ۶۳۳ھ - ۷۹۶ھ

زیانی حکمران الموحدین کی طرف سے الجیریا میں نائب تھے انھوں نے بھی وہی طریقہ اختیار کیا جو ان کے پڑوسی حفصیوں نے کیا یعنے اقتدار اعلیٰ کمزور ہوتے ہی خود مختار بن گئے۔ ان کا پایہ تخت تلمسان تھا۔ زیانی بالآخر ۱۳۹۳ء میں مراکش کے مرینیوں سے مغلوب ہو گئے۔

(۱)	۱۲۳۵ء	۱۲۸۲ء	یغموراسن (Yagmorasan) بن زیان	۶۳۳ھ ۶۸۱ھ
(۲)		۱۳۰۳ء	عثمان اول بن (۱)	۷۰۳ھ
(۳)		۱۳۰۷ء	ابوزیان اول بن (۲)	۷۰۷ھ
(۴)		۱۳۱۸ء	ابوحمو موسےٰ اول بن (۲)	۷۱۸ھ

(۵)	۱۳۴۸ء	ابو تاشفین عبدالرحمن اول بن (۴)	۷۴۹ھ
(۶)	۱۳۵۲ء	(الف) ابوسعید عثمان دوم بن عبدالرحمن بن ابوزکریا یحییٰ بن (۱) (ب) ابوثابت زائم (الزائم) برادر عثمان دوم	۷۵۳ھ
(۷)	۱۳۸۶ء	ابوحمو موسےٰ دوم بن یوسف برادر (۶)	۷۸۸ھ
(۸)	۱۳۹۳ء	ابو تاشفین عبدالرحمن دوم بن (۷)	۷۹۶ھ
(۹)	۱۳۹۴ء	ابوزیان دوم بن (۷)	۷۹۶ھ

مراکش کے مرینیوں کا تسلط شروع ہوا

کورسیر اور عثمانی ترک

سولھویں صدی سے انیسویں صدی کے آخر تک شمالی افریقہ کے

صوبہ جات الجیریا تونس و طرابلس عثمانی سلاطین ترکی کے واقعی یا برائے نام تابع رہے۔ ان فتوحات کا باعث بربری کورسیروں (انبشتہ آزاد جنگجو جہاز رانوں) کی جدّ و جہد تھی۔ بربروسہ کے بحری لڑائیاں شروع کرنے سے پہلے ہسپانی عیسائیوں نے ڈان پیڈرو نوارّو (Pon pedro Navarro) کے تحت افریقی ساحل پر متعدد مضبوط ناکہ بندیاں قائم کرلی تھیں جیسے Penon de Alger بُجایا (Bujaya) وہران (Oran) طرابلس وغیرہ تاکہ الجیرز (Algiers) کے ادنیٰ درجہ کے قزاقوں کو مرعوب کیا جائے۔ ۱۵۰۹ء میں عروج بربروسہ لبیبہ کے ایک جانباز قسمت آزمانے جزیرہ جربہ پر طرابلس کے ساحل کے پرے قبضہ کرلیا اور ہسپانیوں کے خلاف کارروائی شروع کی۔ ۱۵۱۴ء میں اس نے ججل (Jigeli) ۱۵۱۶ء میں الجیرز ۱۵۱۷ء میں مرینیوں سے تنس (Tinnis) اور تلمسان چھین لیا۔ ۱۵۱۹ء میں اس کے بھائی خیرالدین بربروسہ کو ترکی سلطان نے بلربیے یا گورنر جنرل الجیرزہ (جو حالیہ الجیریا سے تقریباً منطبق ہے) تسلیم کرلیا۔ اگرچہ ہسپانیوں نے اپنا قبضہ Pann de Alger کے قلعہ پر ۱۵۳۰ء تک اور وہران پر ۱۷۰۶ء تک برقرار رکھا۔ ۱۵۳۴ء میں خیرالدین نے حفصی حکمرانوں سے تونس چھین لیا لیکن چارلس پنجم نے اس شہر کو پھر اس کے بعد ہی کے سال واپس لے کر حفصیون کے حوالہ کیا گئے۔ ہیروں نے مکرر اس پر ۱۵۶۸ء میں

اپنا قبضہ جمایا۔ ڈان جان شہنشاہ آسٹریا نے اگرچہ اس کو پھر ۱۵۷۳ء میں
فتح کیا (Ochi' Ali) (الوج علی (Ulug' Ali) نے اس کو
۱۵۷۴ء میں سلطنت عثمانی میں داخل کر دیا۔ اس اثناء میں ایک دوسرے
کورسیر (Tharagut) (تورغود (Toeghind) نے طرابلس کو
۱۵۵۱ء میں فتح کر کے عثمانی حکومت کے حوالہ کیا اور سنٹ جان کے
نائٹس کو وہاں سے نکال باہر کیا۔ جن پر ان کا قبضہ ۱۵۲۲ء سے تھا
جب سے کہ وہ رہوڈز سے بھگا دئے گئے تھے۔

الجیرز، تونس اور طرابلس کے یہ تین صوبے ترکی اقتدار میں علی الترتیب
۱۵۱۹ء، ۱۵۶۸ء اور ۱۵۵۱ء میں شامل ہوئے۔ الجیرز پر پہلے ۲۶ پاشاؤں
کا سلسلہ حکمراں رہا جو قسطنطنیہ سے نامزد کئے جاتے تھے۔ لیکن ۱۶۷۱ء میں
الجیرز کے ینی چری محافظ دستہ فوج نے خود اپنے زمرہ میں سے ایک حاکم
بنام ڈے منتخب کیا جس کا اثر پاشا کے اثر پر سبقت لے گیا۔ ۱۷۱۰ء میں
ایک علیحدہ پاشا کے تقرر کی ضرورت نہ سمجھی گئی اور دونوں خدمتیں ایک
ہی شخص کے سپرد کی جانے لگیں۔ یہ عمل ۱۸۳۰ء تک جاری رہا جبکہ فرانسیسیوں
نے ملک کو فتح کر لیا۔ تونس کی حکومت بھی ۱۷۰۵ء تک بابِ عالی ترکی کے
مقرر کردہ ڈے ہی کے سپرد رہی۔ لیکن اس کے بعد مقامی ترکی فوج نے
اپنے زمرہ ہی میں سے ڈے منتخب کرنا شروع کیا۔ تونس پر اگرچہ
۱۸۸۱ء سے فرانس کا قبضہ ہو چکا تھا تاہم ترکی ڈے پہلے کی طرح
حال حال تک ترکی فوج سے منتخب ہوا کرتا تھا۔ ۱۹۱۱ء تک طرابلس

ترکی صوبہ تھا جس کا حاکم ترکی سلطان کی طرف سے بلقب پاشائے شمالی افریقہ مقرر ہوتا تھا۔ مراکش ہی ایک ایسا خطہ ہے جو عیسائی حکومت سے بچ رہا اگرچہ ہسپانی ایک ساحل پر اپنے کئی قلعے قائم کر رکھے ہیں اور اب بھی سبتہ ان ہی کے قبضہ میں ہے۔ انگریزوں نے کچھ دنوں کے لئے طنجہ پر چھاپا مارا تھا لیکن سنبھال نہ سکے۔

(۲۳) مرینی خاندان مراکش

۱۱۹۵ء - ۱۴۷۰ء م ۵۹۱ھ - ۸۷۵ھ

مرینیوں کا خاندان ۱۱۹۵ء (م ۵۹۱ھ) سے مراکش کے مرتفع پہاڑی میدانوں پر مسلط تھا لیکن الموحدین کا پایہ تخت مراکش ان کے قبضہ میں صرف ۱۲۶۹ء (م ۶۶۷ھ) میں آیا۔ ۱۳۹۳ء (م ۷۹۶ھ) کے بعد ہی انھوں نے زیانیوں کا علاقہ مغربی الجیریا اپنی سلطنت میں ضم کر دیا۔ ۱۴۷۱ء میں ان کے بنی عم وتعیسوں (Wat'asids) نے ان کی جگہ چھین لی۔

(۱)	۱۱۹۵ء - ۱۲۱۷ء	عبدالحق	م ۵۹۱ھ	- ۶۱۴ھ
(۲)	- ۱۲۳۹ء	عثمان اول بن (۱)		- ۶۳۷ھ
(۳)	- ۱۲۴۴ء	محمد اول بن (۱)		- ۶۴۲ھ
(۴)	- ۱۲۵۸ء	ابو یحییٰ ابوبکر بن (۱)		- ۶۵۶ھ
(۵)	- ۱۲۸۶ء	ابو یوسف یعقوب بن (۱)		- ۶۸۵ھ

(۶)	۱۳۰۶ء	ابو یعقوب یوسف بن (۵)	۷۰۶ھ
(۷)	۱۳۰۸ء	ابو ثابت عامر بن ابو عامر بن (۶)	۷۰۸ھ
(۸)	۱۳۱۰ء	ابو الربیع سلیمان برادر (۷)	۷۱۰ھ
(۹)	۱۳۳۱ء	ابو سعید عثمان دوم بن (۵)	۷۳۱ھ
(۱۰)	۱۳۴۸ء	ابو الحسن علی بن (۹)	۷۴۹ھ
(۱۱)	۱۳۵۸ء	ابو العنان بن (۱۰)	۷۵۹ھ
(۱۲)	۱۳۵۹ء	السعید بن (۱۱)	۷۶۰ھ
(۱۳)	۱۳۶۱ء	ابو سالم ابراہیم بن (۱۰)	۷۶۲ھ
(۱۴)	۱۳۶۱ء	ابو عمر تاشفین بن (۱۰)	۷۶۳ھ
(۱۵)	۱۳۶۱ء	عبد الحلیم بن ابو العلی عمر بن (۹)	۷۶۳ھ
(۱۶)	۱۳۶۶ء	ابو الزیان محمد دوم بن عبد الرحمن بن (۱۰)	۷۶۸ھ
(۱۷)	۱۳۷۲ء	عبد العزیز بن (۱۰)	۷۷۴ھ
(۱۸)	۱۳۷۴ء	محمد سوم السعید بن (۱۷)	۷۷۶ھ
(۱۹)	۱۳۸۴ء	(الف) ابو العباس احمد المستنصر بن (۱۳) (ب) عبد الرحمن بن ابو الافلوسن برادر (۱۵)	۷۸۶ھ

(۲۰)	۱۳۸۴ء	موسیٰ بن (۱۱)	۷۸۶ھ
(۲۱)	۱۳۸۶ء	المستنصر (۱۹ الف)	۷۸۸ھ
(۲۲)	۱۳۸۷ء	محمد چہارم الواثق بن ابوالفضل بن (۱۰)	۷۸۹ھ
	۱۳۹۳ء	ابوالعباس احمد المستنصر دوبارہ	۷۹۶ھ
(۲۳)	؟ھ	ابوفارس بن (۱۹ الف)	؟ھ
(۲۴) ؟	۱۴۰۸ء	فارس المتوکل	۸۱۱ھ
(۲۵)	۱۴۱۶ء	ابوسعید	۸۱۹ھ
(۲۶)	۱۴۲۴ء	(ا) سعید (ب) یعقوب	۸۲۷ھ
(۲۷)	۱۴۷۰ء	عبداللہ	۸۷۵ھ
(۲۸)	۱۴۷۰ء	شریف	۸۷۵ھ

وتّسی خاندان

(۱)	۱۴۷۰ء – ۱۵۰۰ء	سعید شیخ وتّس	۸۷۵ھ – ۹۰۶ھ
(۲)	۱۵۳۰ء	محمد اول بن سعید	۹۳۶ھ
(۳)	۱۵۵۰ء	احمد بن محمد	۹۵۷ھ

(۴) ۱۵۵۰ء - محمد دوم بن احمد ۹۵۷ھ -

ابـ مراکش کے شریفوں کی حکومت شروع

(۲۴) خاندانِ شریفانِ مراکش

۱۵۴۴ء - تاحال برسر حکومت م ۹۵۱ھ - تاحال برسر حکومت

شریفانِ مراکش اپنی نسل حضرت امام حسنؓ سے بتاتے ہیں۔ انھوں نے (Tarudant) پر ۱۵۱۵ء میں قبضہ کیا اور تھوڑے ہی عرصہ بعد مراکش اور فاس پر۔ لیکن ان کی خودمختارانہ پادشاہت کا اعلان ۱۵۴۴ء (م ۹۵۱ھ) میں کیا گیا۔ اس خاندان کی دو سلسلوں میں تقسیم ہوئی ہے جو حسنی اور فِلالی (Filali) شریف کہلاتے ہیں۔ ان دو سلسلوں کے مابین چھ برس تک کسی قسم کی باضابطہ حکومت نہ رہی۔ گویا نراج کا زمانہ سمجھنا چاہیے۔ اہل مملکت کے حدود ہمیشہ تقریباً وہی رہے جواب ہیں لیکن اکثر اوقات مراکش کے شریف کی ضد میں (یا مخالفت میں) فاس کا بھی ایک شریف چلا آیا ہے۔ شریفانِ مراکش کا دعویٰ ہے کہ وہ وراثتاً خلافت نبوی اور امیر المومنین کے مستحق ہیں۔

(الف) حسنی شریف

۱۵۴۴ء ـ ۱۶۵۸ء م ۹۵۱ھ ـ ۱۰۶۹ھ

(۱)	۱۵۴۴ء ـ ۱۵۵۷ء	محمد اول الشیخ	م ۹۵۱ھ ـ ۹۶۵ھ
(۲)	۱۵۷۳ء	عبداللہ بن (۱)	۹۸۱ھ
(۳)	۱۵۷۵ء	محمد دوم بن (۲)	۹۸۳ھ
(۴)	۱۵۷۸ء	ابو مروان عبد الملک اول بن (۱)	۹۸۶ھ
(۵)	۱۶۰۳ء	ابو العباس احمد اول المنصور بن (۱)	۱۰۱۲ھ
(۶)	۱۶۰۸ء	شیخ بن (۵) ابو فارس باہمدیگر رقیب ـ بن (۵) زیدان بن (۵)	۱۰۱۶ھ
(۷)	۱۶۲۸ء	زیدان (مجرد) بن (۵)	۱۰۳۸ھ
(۸)	۱۶۳۰ء	ابو مروان عبد الملک دوم بن (۷)	۱۰۴۰ھ
(۹)	۱۶۳۵ء	الولید بن (۷)	۱۰۴۵ھ
(۱۰)	۱۶۵۴ء	محمد سوم	۱۰۶۴ھ

(۱۱) ۱۶۵۸ء احمد دوم بن (۸) ۱۰۶۹ھ

(ب) فِلِلی شریف

۱۶۶۴ء - ۱۸۹۳ء م ۱۰۷۵ھ - ۱۳۱۱ھ

(۱) ۱۶۶۴ء ۱۶۷۲ء الرشید بن الشریف بن علی م ۱۰۷۵ھ ۱۰۸۳ھ

(۲) ۱۷۲۷ء اسمٰعیل السمین برادر (۱) ۱۱۳۹ھ

(۳) ۱۷۲۹ء احمد الذہبی بن (۲) ۱۱۴۱ھ

(۴) ۱۷۵۷ء عبداللہ بن (۳) ۱۱۷۱ھ

[علی بن اسمٰعیل نے ۱۱۴۷ھ سے ۴۹ھ تک مداخلت کی المستضی بن اسمٰعیل نے ۱۱۵۱ھ سے ۵۳ھ تک اور زین العابدین نے ۱۱۵۸ھ میں مداخلت کی۔]

(۵) ۱۷۸۹ء محمد اول بن (۴) ۱۲۰۴ھ

(۶) ۱۷۹۲ء الیزید بن (۵) ۱۲۰۶ھ

(۷) ۱۷۹۵ء ہشام بن (۵) ۱۲۰۹ھ

(۸) ۱۸۲۲ء سلیمان بن (۵) ۱۲۳۸ھ

(۹) ۱۸۵۹ء عبدالرحمٰن بن (۷) ۱۲۷۶ھ

(۱۰) ۱۸۷۳ء محمد دوم بن (۹) ۱۲۹۰ھ

(۱۱) ۱۸۷۳ء - حسن بن (۱۰) ۱۲۹۰ھ -

باب چہارم

مصر اور شام

(میں)

نویں سے انیسویں صدی تک حسب ذیل خاندان حکمراں رہے:۔

طولونی ۔ اخشیدی ۔ فاطمی ۔ ایوّبی ۔ مملوک ۔ عثمانی ترک کے تحت خدیوان مصر

تاریخ اسلام میں مصر اور شام عموماً ایک ہی حکومت کے تابع رہے ہیں۔ عربوں نے شام کو ۶۳۵ء ۔ ۶۳۸ء (م ۱۴ھ ۔ ۱۷ھ) میں فتح کیا اور مصر کو ۶۴۱ء (۲۱ھ) میں۔ فتح کے بعد سے ۸۶۸ء (۲۵۴ھ) تک مصر پر بحیثیت ایک علیٰحدہ صوبہ کے ۹۸ گورنر منجانب اموی وعباسی خلفاء حکمراں رہے۔ لیکن ۸۶۸ء میں احمد بن طولون نے

خود مختارانہ حیثیت سے اپنے خاندان میں ۳۷ سال تک مصر کی حکومت قائم کی۔

کچھ وقفہ کے بعد طولونی خاندان کی جگہ اخشیدی خاندان برسرِ اقتدار ہوا۔ اس کے بعد قرونِ وسطیٰ کی سب سے زیادہ اولوالعزم مصری خود مختارانہ سلطنت بنی فاطمینؓ نے قائم کی۔ لیکن ان کے عہد میں شام کی حکومت علیحدہ ہو گئی۔ اس پر دوسرے خود مختار خاندان (مرداسی، بوری، زنگی) قائز ہو گئے۔ سلطان صلاح الدین (بانی ایوبی خاندان) نے شام کو دوبارہ مصر سے ملحق کیا۔ یہ الحاق عثمانی ترکوں کی فتح تک برقرار رہا۔ ترکوں نے بالآخر مصر اور شام دونوں کو سلطنت ترکی کے صوبے بنا لئے۔ ۱۸۳۱ء میں مصر کے نائب محمد علی پاشا (البانی) کے بڑے بیٹے ابراہیم پاشا نے شام کو مصر کی حکومت کے تابع کیا لیکن دول یورپ نے مصلحتاً ۱۸۴۱ء میں مداخلت کر کے شام کو باب عالی (حکومت ترکیہ) ہی کے سپرد کر دیا۔ اور گزشتہ جنگ عظیم تک اس کی حیثیت ایک ترکی ولایت ہی کی رہی۔

(۲۵) طولونی خاندان

۸۶۸ء - ۹۰۵ء م ۲۵۴ھ - ۲۹۲ھ

طولون ایک ترکی غلام تھا جس کو سامانی حاکم بخارا نے خلیفہ

المامون کے پاس تحفتہً بھیجا تھا۔ حسن خدمت کی بدولت اس نے بغداد اور سامرہ کے دربار میں اعلیٰ درجہ تک ترقی کی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا احمد ۲۴۰ھ میں اس کی جگہ مقرر ہوا اور ۸۶۸ء م (۲۵۴ھ) میں مصر کا نائب حاکم بنایا گیا۔ جلد اس نے اپنے آپ کو عملاً خود مختار گردانا۔ ۸۷۷ء (۲۶۴ھ) میں اس نے شام پر بھی حکومت شروع کر دی۔ اور مصر و شام دونوں ممالک اس کے خاندان کے قبضہ میں رہے جب کہ (۹۰۵ء م ۲۹۲ھ) میں اس خاندان سے حکومت جاتی رہی۔ طولونیوں نے اپنے پایہ تخت القطائع (فسطاط اور بعد کو آنے والے قاہرہ کے مابین) بہت آراستہ کیا اور اس پر دولت کثیر صرف کی۔

	۸۶۸ء - ۸۸۳ء	احمد بن طولون	م ۲۵۴ھ - ۲۷۰ھ
	- ۸۹۵ء	خمارویہ بن احمد	- ۲۸۲ھ
(۳)	- ۸۹۶ء	جیش ابوالعساکر بن خمارویہ	- ۲۸۳ھ
(۴)	- ۹۰۴ء	ہارون بن خمارویہ	- ۲۹۲ھ
(۵)	- ۹۰۵ء	شیبان بن احمد	

اس کے بعد بنی عباسی خلفاء کے مقرر کردہ گورنر حکمراں ہوئے

(۲۶) اخشیدی خاندان

۹۳۵ء - ۹۶۹ء م ۳۲۳ھ - ۳۵۸ھ

بنی عباس نے اپنے گورنروں کے ذریعہ مصر و شام پر کچھ دنوں حکومت کی لیکن پوری قوت سے نہیں۔ محمد الاخشید بعد کو تقریباً خود مختار بن بیٹھا۔ اخشید فرغانہ یعنی مملکت ماوراء جیحون (Oxus) کے حاکموں کا خاندانی خطاب تھا۔ محمد کا باپ طغج خلیفہ بغداد کے تابع ایک فرغانوی افسر کا بیٹا تھا جو بڑھتے بڑھتے دمشق کا گورنر ہو گیا لیکن بعد کو معتوب ہو کر قید میں جان دی۔ محمد کے قسمت بہتر ثابت ہوئے وہ بھی دمشق کا گورنر بنایا گیا (۳۱۸ھ میں) اور ۳۲۱ھ میں مصر کا گورنر ہوا۔ لیکن خدمت کا جائزہ ۹۳۵ء (م ۳۲۳ھ) میں حاصل کیا۔ ۹۳۸ء (م ۳۲۷ھ) میں اس نے الاخشید کا لقب اختیار کیا۔ ۹۴۱ء (م ۳۳۰ھ) میں اس نے اپنے دائرہ حکومت میں شام کو بھی شامل کر لیا اور ایک سال بعد مکہ اور مدینہ کو بھی۔

(۱) ۹۳۵ء - ۹۴۶ء محمد الاخشیج بن طبغج م ۳۲۳ھ - ۳۳۴ھ

۹۶۰ء ابوالقاسم اُنگور بن الاخشید ۳۴۹ھ

۹۶۶ء ابوالحسن علی بن الاخشید ۳۵۵ھ

۹۶۸ء ابوالمِسک کافور (خواجہ سرا) ۳۵۷ھ

اس کے بعد بنی فاطمی خاندان کا تسلط ہوا

(۲۷) فاطمی خاندان

۹۰۹ء - ۱۱۷۱ء م ۲۹۷ھ - ۵۶۷ھ

اس خاندان کے حکمراں اپنے آپ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسل سے تصور کرتے تھے۔ ان کے عروج کے لئے ادریسیوں نے پہلے راستہ تیار کر دیا تھا اور بہت سے داعی بربروں کو شیعی اعتقاد کی طرف راغب بنا چکے تھے۔ بالآخر عبداللہ المہدی نے خلیفہ اور امیر المومنین ہونے کا دعویٰ کیا۔ ۹۰۹ء میں اس نے اغلبی حکومت کے باقیماندہ نشان کو میٹ دیا اور اپنے آپ کو سارے شمالی افریقہ کا (باستثناء ادریسی سلطنت مراکش) مالک بنا لیا۔ فاطمیئین کا پایہ تخت المہدیہ تونس کے قریب تھا (Froissart کا افریقہ سے مفہوم یہی شہر تھا)۔ نصف صدی بعد انھوں نے مصر اور شام کو بھی اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا۔ ان کا سپہ سالار جوہر مصر کو (۹۶۹ء م ۳۵۶ھ) اخشیدی نوعمر حکمراں لڑکے سے چھین لیا۔ اور قلعہ بند محل القاہرہ کی بنیاد رکھی جو

آگے چل کر شہر قاہرہ بن گیا۔ اسی زمانہ میں جنوبی شام فتح کیا گیا اور فاطمی سلطنت کے اندر حلب ۹۹۱ء (۳۸۱ھ) شامل ہو گیا۔ اس طرح یہ سلطنت صحرائے شام اور اورونٹیز (Orontes) سے لیکر مراکش کی حد تک پھیل گئی۔ قیروان اور مہدیہ سے دارالحکومت کو قاہرہ میں منتقل کرنے سے ان کے مغربی ممالک ہاتھ سے نکل گئے اور نارمنوں نے ۱۰۷۱ء میں جزیرہ صقلیہ لے لیا۔ ۱۰۹۸ء میں مالٹا، ۱۱۴۶ء میں طرابلس اور ۱۱۴۸ء میں المہدیہ و قیروان۔ لیکن اس کے باوجود فاطمی خلفاء کا زور مصر اور شام میں عرصہ دراز تک برقرار رہا اور ان کی دولت و تجارت بحر میڈیٹرینین کے تمام ممالک میں پھیل گئی۔ صلاح الدین نے سب سے آخر فاطمی خلیفہ کو ۱۱۷۱ء م ۵۶۷ھ میں تخت سے معزول کر دیا۔

(۱) ۹۰۹ء - ۹۳۴ء المہدی ابو محمد عبید اللہ ۲۹۷ھ - ۳۲۲ھ

(۲) ۹۳۴ء - ۹۴۵ء القائم ابو القاسم محمد بن (۱) ۳۳۴ھ

(۳) ۹۴۵ء - ۹۵۲ء المنصور ابو طاہر اسمٰعیل ۳۴۱ھ
بن (۲)

(۴) ۹۷۵ء المعز ابو تمیم معد بن (۳) ۳۶۵ھ

(۵) ۹۹۶ء العزیز ابو منصور نزار ۳۸۶ھ
بن (۴)

(۶) ۱۰۲۰ء الحاکم ابو علی المنصور بن (۵) ۴۱۱ھ

(۷)	۱۰۳۵ء	الظاہر ابوالحسن علی بن (۶)	۴۲۷ھ
(۸)	۱۰۹۴ء	المستنصر ابو تمیم معدّ بن (۷)	۴۸۷ھ
(۹)	۱۱۰۱ء	المستعلی ابوالقاسم احمد بن (۸)	۴۹۵ھ
(۱۰)	۱۱۳۰ء	الامر ابو علی المنصور بن (۹)	۵۲۴ھ
(۱۱)	۱۱۴۹ء	الحافظ ابوالمیمون عبدالمجید بن محمد بن (۸)	۵۴۴ھ
(۱۲)	۱۱۵۴ء	الظافر ابوالمنصور اسمٰعیل بن (۱۱)	۵۴۹ھ
(۱۳)	۱۱۶۰ء	الفایز ابوالقاسم عیسیٰ بن (۱۲)	۵۵۵ھ
(۱۴)	۱۱۷۱ء	العاضد ابو محمد عبداللہ بن (۱۳)	۵۶۷ھ

ایوّبی خاندان مسلّط ہوا

اثنا عشریہ شیعوں کے امام:۔ حضرت علیؓ (ف ۶۶۱ء)۔ حضرت حسنؓ (ف ۶۶۹ء م ۵۰ھ)۔ حضرت حسینؓ (ف ۶۸۰ء م ۶۱ھ)۔ زین العابدینؒ (ف ق ۷۱۲ء م ۹۴ھ)۔ [محمد الباقر (ف ۷۳۱ء م ۱۱۳ھ)]
زید

جعفر صادق (ف ۷۶۵ء م ۱۴۸ھ) ۔ [اسمٰعیل ۷۶۰ء م ۱۴۳ھ
موسیٰ الکاظم (ف ۷۹۹ء م ۱۸۳ھ)] ۔ علی الرضا (ف ۸۱۸ء م ۲۰۲ھ)
محمد الجواد (ف ۸۳۵ء م ۲۲۰ھ) علی الہادی (ف ۸۶۸ء م ۲۵۴ھ) ۔
حسن العسکری (ف ۸۷۴ء م ۲۶۰ھ) ۔ محمد المنتظر المہدی ف ۸۷۸ء
م ـــھ ۔ اسمٰعیل کی اولاد کا سلسلہ :۔ اسمٰعیل، محمد، احمد،
عبداللہ، احمد، حسین، عبداللہ پھر فاطمیین ۔

(۲۸) ایوّبی خاندان سلاطین

۱۱۶۸ء ۔ ۱۲۵۰ء م ۵۶۴ھ ۔ ۶۴۸ھ

صلاح الدین بن ایوب کُرد نسل کا تھا اور نور الدین محمود بن زنگی کا فرماں بردار تھا جس نے اپنے آپ کو شام کا بادشاہ بنا لیا۔ نور الدین ہی نے صلاح الدین اور اس کے چچا شیر کوہ کو مصر بھیجا جہاں خانہ جنگی کی وجہ سے مداخلت کی ضرورت پیش آئی۔ دوستانہ امداد بالآخر ملک پر قبضہ کرا دی۔ اور شیر کوہ جب مر گیا تو صلاح الدین ۱۱۶۹ء (م ۵۶۴ھ) میں مصر کا مالک بن گیا اگرچہ سب سے آخری فاطمی حکمران اس کے تین سال بعد فوت ہوا۔

۵۶۷ھ کے محرم (م ستمبر ۱۱۷۱ء) میں صلاح الدین نے قاہرہ میں

قاہرہ میں اپنے عہد کے عباسی خلیفہ مستضی کے نام کا خطبہ پڑھوایا (بجائے فاطموی العاضد کے) جو بستر مرگ پر پڑا ہوا تھا۔ یہ تبدیلی بغیر کسی مزاحمت کے عمل میں آئی اور مصر کی حکومت شیعی سے سُنّی ہو گئی۔ اس سے پہلے حجاز کے مقامات مقدسہ حکومت مصر کے علاقہ میں تھے۔ ۱۱۷۳ء (م ۵۶۹ھ) میں صلاح الدین نے اپنے بھائی توران شاہ کو یمن کا حکمران بنا کر بھیجا۔ ۱۱۷۲ء (۵۶۸ھ) میں طرابلس نارمنوں سے واپس لیا گیا۔ اس سال نورالدین کا انتقال ہوا اور ملک شام کی حفاظت نہ ہو سکی۔ صلاح الدین دو سال بعد دمشق میں داخل ہو کر شام کے سارے علاقہ پر (۵۷۰ھ سے ۵۷۲ھ تک) دریائے فرات تک قائز ہوا اگرچہ زنگیوں نے اس کا مقابلہ کیا۔ ۱۱۸۳ء (۵۷۹ھ) میں نورالدین کے بیٹے الصالح کی وفات پر اس نے حلب پر بھی قبضہ کر لیا۔ پھر اس نے الموصل فتح کر کے عراق عرب Mesopotamia کے مختلف تاجداروں کو اپنا باجگذار بنایا (۱۱۸۵ء - ۸۶م ۵۸۱ھ)۔ اب وہ فرات سے لیکر نیل تک کی تمام سرزمین کا باستثناء ان مقامات کے جہاں صلیبی قلعہ بند تھے مالک ہو گیا۔ ۴ر جولائی ۱۱۸۷ء کو حطین کی جنگ میں صلیبی شکست کھائے اور یروشلم کی عیسائی حکومت ٹوٹ گئی۔ صلاح الدین نے تین ماہ کے اندر بیت المقدس پر قبضہ کر لیا۔ اور ٹائر (Tyre) کے سوا باقی سب عیسائی قلعے اس کے ہاتھ آئے۔ یروشلم کی فتح یورپ کی اقوام کو تیسری صلیبی جنگ پر آمادہ کی۔ رچرڈ اول انگلستان اور فلپ آگسٹس فرانس

۱۱۹۰ء میں یرشلم کی طرف چلے اور عکہ (Acre) کے محاصرہ میں شریک ہوئے (سنہ ۱۱۹۱ء میں)۔ ڈیڑھ سال کی جنگ کے بعد ۱۱۹۲ء میں صلح ہوئی جس سے صلیبیوں کو کوئی فائدہ حاصل نہوا۔ ۱۱۹۳ء (سنہ ۵۸۹ھ) میں صلاح الدین کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد صلاح الدین کے بھائیوں بیٹے اور بھتیجے اس کی وسیع سلطنت کے حصے بخرے کرکے آپس میں بانٹ لئے۔ مگر رفتہ رفتہ ان میں سے اس کا ایک بھائی سیف الدین العادل سب پر حاوی ہوگیا۔ ابتداءً صلاح الدین کے لڑکوں نے ہی اس کی وسیع سلطنت کو آپس میں تقسیم کرلیا۔ الافضل کو دمشق ملا۔ العزیز کو قاہرہ اور الظاہر کو حلب۔ لیکن سنہ ۱۱۹۶ء (سنہ ۵۹۲ھ) میں العادل دمشق پر الافضل کا جانشین ہوا اور سنہ ۱۱۹۹ء (م سنہ ۵۹۶ھ) میں العزیز کے جانشین المنصور سے قاہرہ چھین لیا۔ صرف حلب صلاح الدین کی اولاد کے قبضہ میں سنہ ۱۲۶۰ء (سنہ ۶۴۸ھ) تک وراثتاً چلا آیا۔

سنہ ۱۲۵۰ء (م سنہ ۶۴۸ھ) میں ایوبی خاندان کی اصل شاخ جو مصر کی مالک تھی اور اکثر شام پر بھی قابض تھی بحری مملوک سے مغلوب ہوکر حکومت سے محروم ہوگئی۔ ان کی دمشق کی شاخ شام کی قیادت کے لئے مصر اور حلب کی شاخوں سے جنگ و جدل اور کشمکش کے بعد حلب کی شاخ میں شامل ہوگئی اور بالآخر سنہ ۱۲۶۰ء (م سنہ ۶۵۸ھ) میں چنگیز خاں کے تاتاری طوفان نے دونوں کو صفحہ ہستی سے اڑادیا۔ العادل کے جانشینوں کا بھی عراق عرب میں سنہ ۱۲۴۵ء (م سنہ ۶۴۳ھ) میں یہی حشر ہوا۔ مملوک بادشاہوں نے

حمص پر ۱۲۶۲ء (م ۶۶۱ھ) میں قبضہ کیا۔ عربستان میں ایوبیوں کی جگہ رسولیوں نے ۱۲۲۸ء (۶۲۵ھ) ہی میں چھین لی تھی۔ لیکن حماۃ پر صلاح الدین کے خاندان کی ایک شاخ کسیقدر عدم تسلسل کے ساتھ ۱۳۴۱ء (م ۷۴۲ھ) تک حکومت کرتی رہی مشہور مورخ ابوالفدا اس شاخ کا ایک رکن تھا۔

(ا) مصر

(۱)	۱۱۶۹ء	۱۱۹۳ء	الناصر صلاح الدین یوسف	۵۶۴ھ	۵۸۹ھ
(۲)		۱۱۹۸ء	العزیز عماد الدین عثمان		۵۹۵ھ
(۳)		۱۱۹۹ء	المنصور محمد		۵۹۶ھ
(۴)		۱۲۱۸ء	العادل سیف الدین ابوبکر ٭		۶۱۵ھ
(۵)		۱۲۳۸ء	الکامل محمد ٭		۶۳۵ھ
(۶)		۱۲۴۰ء	العادل دوم سیف الدین ابوبکر ٭		۶۳۷ھ
(۷)		۱۲۴۹ء	الصالح نجم الدین ایوب ٭		۶۴۷ھ
(۸)		۱۲۵۰ء	المعظم توران شاہ		۶۴۸ھ
(۹)		۱۲۵۲ء	الاشرف موسیٰ		۶۵۰ھ

مملوک سلاطین ان کے جانشین ہوئے

٭ انھوں نے مصر کے علاوہ دمشق پر بھی حکومت کی۔

دمشق (ب)

(۱)	سنہ ۱۱۸۶ سنہ ۱۱۹۶ء	الافضل نورالدین علی	سنہ ۵۸۲ سنہ ۵۹۲ھ
(۲)	سنہ ۱۲۱۸	العادل سیف الدین ابوبکر (مصر کا سلسلہ ملاحظہ ہو)	سنہ ۶۱۵
(۳)	سنہ ۱۲۲۷	المعظم شرف الدین عیسےٰ	سنہ ۶۲۴
(۴)	سنہ ۱۲۲۸	الناصر صلاح الدین داود	سنہ ۶۲۶
(۵)	سنہ ۱۲۳۷	الاشرف موسیٰ (عراق عرب کا)	سنہ ۶۳۵
(۶)	سنہ ۱۲۳۷	الصالح اسمٰعیل	سنہ ۶۳۵
(۷)	سنہ ۱۲۳۸	الکامل (مصر کا)	سنہ ۶۳۵
(۸)	سنہ ۱۲۴۰	العادل (")	سنہ ۶۳۷
(۹)	سنہ ۱۲۴۰	الصالح (")	سنہ ۶۳۷
	سنہ ۱۲۴۵	الصالح اسمٰعیل (مکرر)	سنہ ۶۴۳
(۱۰)	سنہ ۱۲۴۹	الصالح (مصر کا)	سنہ ۶۴۷
(۱۱)	سنہ ۱۲۵۰	المعظم (")	سنہ ۶۴۸
(۱۲)	سنہ ۱۲۶۰	الناصر صلاح الدین یوسف (حلب کا)	سنہ ۶۴۸ سنہ ۶۵۸

بعد کو تاتاری حکمراں ہوئے

(ج) حلب

(۱) ۱۱۸۶ء سے ۱۲۱۶ء الظاہر غیاث الدین غازی ۵۸۲ھ سے ۶۱۳ھ

(۲) سے ۱۲۳۶ء العزیز غیاث الدین محمد سے ۶۳۴ھ

(۳) سے ۱۲۶۰ء الناصر صلاح الدین یوسف سے ۶۵۸ھ

(دمشق کا سلسلہ ملاحظہ ہو)

(د) عراق عرب

(۱) ۱۲۰۰ء (؟) سے ۱۲۱۰ء الاوحد نجم الدین ایوب (؟) ۵۹۷ھ سے ۶۰۷ھ

(۲) سے ۱۲۳۰ء الاشرف مظفر الدین موسے

(دمشق کا سلسلہ ملاحظہ ہو) سے ۶۲۸ھ

(۳) سے ۱۲۴۵ء المظفر غازی سے ۶۴۳ھ

بعد کو تاتاری حکمراں ہوئے

(ھ) حما

۱۱۷۸ء سے ۱۱۹۱ء المظفر اول تقی الدین عمر ۵۷۴ھ سے ۵۸۷ھ

(۲) سے ۱۲۲۰ء المنصور اول محمد سے ۶۱۷ھ

(۳)		۱۲۲۹ء	الناصر قلیج ارسلان	۶۲۶ھ
(۴)		۱۲۴۴ء	المظفر دوم تقی الدین محمود	۶۴۲ھ
(۵)		۱۲۸۴ء	المنصور دوم محمد	۶۸۳ھ
(۶)		۱۲۹۸ء	المظفر سوم محمود	۶۹۸ھ
			(مملوک سلاطین کے تحت گورنر)	
(۷)	۱۳۱۰ء	۱۳۳۲ء	المؤید ابوالفداء اسمٰعیل ۷۱۰ھ	۷۳۳ھ
			(مورخ مشہور)	
(۸)		۱۳۴۱ء	الافضل محمد	۷۴۲ھ

مملوک سلاطین

(۹) حمص

(۱)	۱۱۷۸ء	۱۱۸۵ء	المجاهد بن شیرکوہ	۵۷۴ھ	۵۸۱ھ
(۲)		۱۲۳۹ء	المجاهد شیرکوہ		۶۳۷ھ
(۳)		۱۲۴۵ء	المنصور ابراہیم		۶۴۴ھ
(۴)		۱۲۶۲ء	الاشرف مظفر الدین موسےٰ		۶۶۱ھ

مملوک سلاطین

(ز) عرب

(۱)	۱۱۷۳ء - ۱۱۸۱ء	المعظم توران شاہ بن ایوب	۵۶۹ھ - ۵۷۷ھ
(۲)	۱۱۹۶ء	السیف الاسلام طغتگین بن ایوب	۵۹۳ھ
(۳)	۱۱۹۶ء - ۱۲۰۱ء	المعزالدین اسمٰعیل	۵۹۸ھ
(۴)	۱۲۱۴ء	الناصر ایوب	۶۱۱ھ
(۵)	۱۲۱۵ء	المظفر سلیمان	۶۱۲ھ
(۶)	۱۲۲۸ء	المسعود صلاح الدین یوسف	۶۲۵ھ یا ۶۲۶ھ

رسولی خاندان حکمراں ہوا

(۲۹) مملوک سلاطین

۱۲۵۲ء - ۱۵۱۷ء م ۶۵۰ھ - ۹۲۲ھ

مملوک سے عموماً گورا غلام سمجھا جاتا تھا۔ مصر کے مملوک سلاطین ترکی اور چرکس غلام تھے اور ابتداءً ایوبی سلطان الصالح ایوب کے خرید کردہ باڈی گارڈ (فوج برائے حفاظت خاص بادشاہ) میں شریک تھے۔ اس سلسلہ کی پہلی تاجدار شجرالدّر الصالح کی بیوہ تھی۔ لیکن چند سال کے لئے شجر کے ساتھ

ایوبی خاندان کا ایک نمائندہ (موسےٰ) برائے نام شریک سلطنت تھا۔ اس کے بعد ان غلام بادشاہوں کا ایک سلسلہ حکمراں ہوا جس کی دو خاندانوں (بحری اور بُرجی) میں تقسیم ہو گئی۔ انھوں نے یکے بعد دیگرے مصر اور شام پر وقت واحد میں سولھویں صدی کے آغاز تک حکومت کی اگرچہ فرداً فرداً انکی سلطنت قلیل مدت تک جاری رہتی تھی اور اس میں بھی خانہ جنگیاں اور کشت و خون ہوا کرتے تھے اس کے باوجود ان کے عہد میں حکومت عام طور پر باقاعدہ اور منظم تھی اور قاہرہ میں اب بھی ان سلاطین کی ہنر پروری اور ذوق تعمیر کی نشانیاں باقی ہیں۔ ان کی بہادری بھی کچھ کم مشہور نہ تھی چنانچہ انھوں ہی نے صلیبی جنگجویوں کا فتحیابی کے ساتھ مقابلہ کیا اور مصر کو تاتاری لٹیروں کے دستبرد سے بچا لیا جبکہ وہ ایشیا کو تیرھویں صدی میں تباہ و برباد کر رہے تھے۔

(۱) بحری مملوک

۱۲۵۰ء - ۱۳۹۰ء م ۶۴۸ھ - ۷۹۲ھ

(۱)	۱۲۵۰ء - ۱۲۵۰ء	شجرالدر بیوہ الصالح ایوب عقد ثانی ایبک کے ساتھ	۶۴۸ھ - ۶۴۸ھ
(۲)	- ۱۲۵۷ء	المعز عزالدین ایبک	- ۶۵۵ھ
(۳)	- ۱۲۵۹ء	المنصور نورالدین علی بن (۲)	- ۶۵۷ھ

(۴) ۱۲۶۰ء المظفر سیف الدین قطز ۶۵۸ھ
غلام الصالح ایوب
(۵) ۱۲۷۷ء الظاہر رکن الدین بیبرس ۶۷۶ھ
(Baybers) بندقداری (ایضاً)
(۶) ۱۲۷۹ء السعید ناصر الدین برکہ ۶۷۸ھ
(Baraka) خان بن (۵)
(۷) ۱۲۷۹ء العادل بدر الدین سلامش ۶۷۸ھ
بن (۵)
(۸) ۱۲۹۰ء المنصور سیف الدین قلاوٗن ۶۸۹ھ
داماد (؟) (۵)
(۹) ۱۲۹۳ء الاشرف صلاح الدین خلیل ۶۹۳ھ
بن (۸)
(۱۰) ۱۲۹۴ء الناصر ناصر الدین محمد (ایضاً) ۶۹۴ھ
(۱۱) ۱۲۹۶ء العادل زین الدین کتبوغہ ۶۹۶ھ
غلام (۸)
(۱۲) ۱۲۹۸ء المنصور حسام الدین لاجین (ایضاً) ۶۹۸ھ
۱۳۰۸ء الناصر محمد (دوبارہ) ۷۰۸ھ
(۱۳) ۱۳۰۹ء المظفر رکن الدین بیبرس ثانی
الجاشنکر (Alja shanker) غلام (۸) ۷۰۹ھ

	۱۳۴۰ء	الناصر محمد (تیسرے بار)	۷۴۱ھ
(۱۴)	۱۳۴۱ء	المنصور سیف الدین ابوبکر بن (۱۰)	۷۴۲ھ
(۱۵)	۱۳۴۲ء	الاشرف علاء الدین قوجوق بن (۱۰)	۷۴۲ھ
(۱۶)	۱۳۴۲ء	الناصر شہاب الدین احمد بن (۱۰)	۷۴۳ھ
(۱۷)	۱۳۴۵ء	الصالح عماد الدین اسمٰعیل بن (۱۰)	۷۴۶ھ
(۱۸)	۱۳۴۶ء	اکمال سیف الدین شعبان بن (۱۰)	۷۴۷ھ
(۱۹)	۱۳۴۷ء	المظفر سیف الدین حاجی بن (۱۰)	۷۴۸ھ
(۲۰)	۱۳۵۱ء	الناصر ناصر الدین حسن بن (۱۰)	۷۵۲ھ
(۲۱)	۱۳۵۴ء	الصالح صلاح الدین صالح بن (۱۰)	۷۵۵ھ
	۱۳۶۱ء	الناصر حسن (دوبارہ)	۷۶۲ھ
(۲۲)	۱۳۶۳ء	المنصور صلاح الدین محمد بن (۱۹)	۷۶۴ھ

(۲۳)	۱۳۷۶ء	الاشرف ناصر الدین شعبان بن حسین بن (۱۰)	۷۷۸ھ
(۲۴)	۱۳۸۱ء	المنصور علاء الدین علی بن (۲۳)	۷۸۳ھ
(۲۵)	۱۳۸۲ء	الصالح صلاح الدین حاجی بن (۲۳)	۷۸۴ھ
	۱۳۸۹ء	برقوق (برجی سلسلہ دیکھو)	۷۹۱ھ
	۱۳۹۰ء	حاجی (دوبارہ المظفر خطاب کے ساتھ)	۷۹۲ھ

(ب) برجی مملوک سلاطین

۱۳۸۲ء ۔ ۱۵۱۷ء م ۷۸۴ھ ۔ ۹۲۲ھ

(۱)	۱۳۸۲ء	الظاہر سیف الدین برقوق ۷۸۴ھ (حاجی الصالح صلاح الدین نے مداخلت کی ۷۹۱ھ سے ۷۹۲ھ تک)	
(۲)	۱۳۹۸ء ۔ ۱۴۰۵ء	الناصر ناصر الدین فرج	۸۰۱ھ ۔ ۸۰۸ھ
(۳)	۱۴۰۶ء	المنصور عز الدین عبد العزیز	۸۰۹ھ
	۱۴۱۲ء	الناصر فرج (دوبارہ)	۸۱۵ھ
(۴)	۱۴۱۲ء	العادل المستعین (خلیفہ بنی عباس)	۸۱۵ھ

(۵)	۱۴۲۱ء	المؤید شیخ	۸۲۴ھ
(۶)	۱۴۲۱ء	المظفر احمد	۸۲۴ھ
(۷)	۱۴۲۱ء	الظاہر سیف ططار	۸۲۴ھ
(۸)	۱۴۲۲ء	الصالح ناصر الدین محمد	۸۲۵ھ
(۹)	۱۴۳۸ء	الاشرف سیف الدین برس بے	۸۴۲ھ
(۱۰)	۱۴۳۸ء	العزیز جمال الدین یوسف	۸۴۲ھ
(۱۱)	۱۴۳۸ء ۱۴۵۳ء	الظاہر سیف الدین جقماق	۸۴۲ھ ۸۵۷ھ
(۱۲)	۱۴۵۳ء	المنصور فخر الدین عثمان	۸۵۷ھ
(۱۳)	۱۴۶۰ء	الاشرف سیف الدین اِنال (Inal)	۸۶۵ھ
(۱۴)	۱۴۶۱ء	المؤید شہاب الدین احمد	۸۶۵ھ
(۱۵)	۱۴۶۷ء	الظاہر سیف الدین خوش قدم	۸۷۲ھ
(۱۶)	۱۴۶۸ء	الظاہر سیف الدین بلبے (Bilbey)	۸۷۳ھ
(۱۷)	۱۴۶۸ء	الظاہر تمور بوغہ (Timurbugha)	۸۷۳ھ
(۱۸)	۱۴۹۵ء	الاشرف سیف الدین قائت بک (Qa'it Bey)	۹۰۱ھ

(١٩)	١٤٩٨ء	الناصر محمد	٩٠٤ھ
(٢٠)	١٤٩٩ء	الظاہر قانصوہ Qansuh	٩٠٥ھ
(٢١)	١٥٠٠ء	الاشرف جانبلات (Janbalat)	٩٠٦ھ
(٢٢)	١٥١٦ء	الاشرف قانصوہ غوری	٩٢٢ھ
(٢٣)	١٥١٦ء - ١٥١٧ء	الاشرف تومان بای	٩٢٢ھ -

عثمانی ترکوں کا سلسلہ

فہرست مندرجہ بالا میں ایک ہی نسل کے دو سے زیادہ کوئی حکمراں نہیں ہوئے اس لئے ولدیت کے اظہار کی ضرورت نہیں سمجھی گئی

(٣٠) خدیوان مصر

١٨٠٥ء - ١٨٩٣ء و بعد ١٢٢٠ھ - ١٣١١ھ و بعد

١٥١٧ء میں سلطان سلیم کی فتح کے بعد کوئی تین صدیوں تک مصر کی حکومت ایک ترکی پاشا کے سپرد ہوتی تھی جو قسطنطنیہ سے منتخب و مقرر ہوتا تھا لیکن اس کا اقتدار ایک کونسل یا باب حکومت سے متعلق تھا

جو مملوک بک یا سرداروں پر مشتمل تھا۔ ۱۷۹۸ء میں نپولین جب مصر میں وارد ہوا تو یہ دو عملی برخاست ہو گئی۔ لیکن انگریزوں کو فرانسیسیوں پر ابوخیر اور اسکندریہ کی جنگوں میں فتوحات ہونے اور سنہ ۱۸۰۱ء میں فرانسیسیوں کے پسپا ہونے پر ترکی و مصری مشترک حکومت پھر سے قائم ہو گئی لیکن ۱۸۰۵ء میں محمد علی مصری ترکی فوج کے البانی دستہ کے سپہ سالار نے مصر کے مملوک سرداروں کو تہ تیغ کر کے خود قاہرہ کا مالک بن بیٹھا۔ ۱۸۱۱ء میں ایک اور کشت و خون ہو کر کارروائی اختتام کو پہنچی اور اس کے بعد سے مصر برائے نام ترکی سلاطین کے تابع رہا۔ حقیقی حکمراں دراصل محمد علی اور اس کے ورثا رہے۔ اس خاندان کا چوتھا شخص اسمٰعیل پاشا ۱۸۶۶ء میں اپنے لئے خدیو کا لقب تجویز کیا۔ ۱۸۳۱ء میں ملک شام حکومت مصر میں شریک کر لیا گیا لیکن دس سال بعد انگلستان کے دباؤ پر ترکی کو واپس کر دیا گیا۔ کئی ایک مرتبہ وقتاً فوقتاً اسمٰعیل کے زمانہ تک چڑھائی کر کے سوڈان کا علاقہ فتح کر لیا گیا لیکن جنرل گارڈن کی وفات (۱۸۸۵ء) کے بعد چھوڑ دیا گیا۔ ۱۸۹۳ء میں مصر کی جنوبی سرحد دریائے نیل کے دوسرے آبشار کے پاس قرار دی گئی اور انگریزی فوج ۱۸۸۳ء میں عربی پاشا کی بغاوت کو فرو کرنے کے بعد سے مصر کی حکومت انگریز مشیروں کے مشورہ سے انجام پا رہی ہے۔

(۱) ۱۸۰۵ء ۔ ۱۸۴۸ء محمد علی ۱۲۲۰ء ۔ ۱۲۶۴ء

(٢)	١٨٤٨ء	ابراہیم بن (١)	١٢٦٤ھ
(٣)	١٨٥٤ء	عباس اول بن توسون بن (١)	١٢٧٠ھ
(٤)	١٨٦٣ء	سعید بن (١)	١٢٨٠ھ
(٥)	١٨٨٢ء	اسمٰعیل بن (٢)	١٣٠٠ھ
(٦)	١٨٩٢ء	توفیق بن (٥)	١٣٠٩ھ
(٧)	١٨٩٢ء -	عباس ثانی بن (٦) (برادر عباس ثانی محمد علی)	١٣٠٩ھ -

باب پنجم

عرب (Felix) (..یمن)

(٣٣) زیادی خاندان (زبید)

(٣٤) یعفری (صنعا جند)

(٣٥) نجاحی (زبید)

(٣٦) صُلیحی (صنعا)

(٣٧) ہمدانی (صنعا)

(٣٨) مہدیُ (زبید)

(٣٩) زُریعی (عدن)

ایوبی (دیکھو مصر کا سلسلہ)

(۴۰) رسولی (یمن)

(۴۱) طاہری (یمن)

(۴۲) رستی امامان (سعدا)

(۴۳) امامان صنعا

(۳۱) یمن

زمانہ خلافت کے عرب مثل زمانہ جاہلیت کے عربوں کے ایک دوسرے سے علیحدہ قبائل میں منقسم تھے ہر قبیلہ کا سردار علیحدہ تھا۔ متعدد شہر و قصبوں پر مختلف شیخ حکمراں تھے جو کبھی خلیفہ کے مطیع یا کبھی خود مختار بن بیٹھتے تھے اور اپنے آپ کو امیر یا امام کہلواتے تھے۔ خلفاء یمن کا حاکم اور مکہ یا مدینہ کا نائب حاکم مقرر کرتے تھے۔ لیکن دور دور کے شہر زیادہ تر اپنے مقامی شیوخ ہی کے تابع تھے اور ان ہی کے حکم کو مانتے تھے۔ ہجرت کی تیسری صدی کے شروع میں جبکہ وسیع سلطنت اسلامی کے حصے بخرے ہونا شروع ہوا اور ممالک پایہ سلطنت کے حاشیوں پر طاقتور خاندان حکمراں ہونے لگے یمن کے گورنر نے بھی شمالی افریقہ کے ادریسیوں یا اغلبیوں کی تقلید شروع کی۔ اور جس وقت کہ طاہری خاندان بنی عباس کی خراسانی سلطنت کا تجزیہ کر کے ان کو کمزور کر رہا تھا) محمد زیادی نے اپنا اقتدار زبید کے

شہر میں قائم کیا جس کو اس نے تہامہ میں آباد کیا تھا۔ اور اس طرح عرب کے اندر خودمختارانہ حیثیت سے حکومت کرنے والے خاندانوں کا سلسلہ آغاز کیا۔ اگرچہ خلفاء کبھی کبھی ان علاقوں میں خود اپنے حاکم یا گورنر مقرر کئے جاتے تھے۔

(۳۳) زیادی خاندان[1]

(زبید)

۸۱۹ء ۔ ۱۰۱۸ء م ۲۰۴ھ ۔ ۴۰۹ھ

بنوزیاد نے دو صدیوں تک زبید پر حکومت کی اور ان کی بادشاہت میں یمن کا بڑا حصہ شامل تھا۔ ان کی قوت جیسے جیسے گھٹتی گئی دوسرے متعدد خودمختار حکمراں خاندان پیدا ہوتے گئے۔ یعفری خاندان صنعا اور جند پر متمکن ہوا۔ سلیمان بن طرف نے یمن کے شمالی ساحل سے ملحق وسیع خطے کو فتح کیا۔ جس کا پایہ تخت (Capital)

---

[1] عرب حکمراں خاندانوں کا حال (H. C. Kay) کی ضخیم کتاب Yaman its early Mediaeval History (1892) میں معلوم کیا جا سکتا ہے جس میں عربی تاریخ عمارا (Omara) اور دیگر اہم مواد کا ترجمہ شریک ہے

عَثّر (Aththar) تھا۔ اور علی بن فضل قرمطی نے ۹۰۴ء (۲۹۲ھ) کے تھوڑے ہی بعد خود زبید ہی کو تاخت وتاراج کیا۔ سب سے آخر زیادی کے عہد میں اس ملک (یا صوبہ) کی حکومت بالکلیہ ایک سلسلۂ غلامان کے ہاتھوں میں رہگئی۔ بالآخر سب سے آخر کے زیادی امیر الامراء (Maire du palais) مرجان کے ایک حبشی غلام نجاح نے زبید پر ۱۰۲۱ء (۴۱۲ھ) میں خود اپنا خاندان نجاحی قائم کیا۔

(۱) ۸۱۹ء ـ ۸۵۹ء محمد بن عبداللہ بن زیاد م ۲۰۴ھ ـ ۲۴۵ھ

(۲) ۹۰۱ء ابراہیم بن محمد ۲۸۹ھ

(۳) (؟) ۹۰۳ء زیاد بن ابراہیم (؟) ۲۹۱ھ

(۴) ۹۸۱ء ابو الجیش اسحٰق بن ابراہیم ۳۷۱ھ

(۵) ۱۰۱۸ء عبداللہ (یا زیاد یا ابراہیم) بن اسحٰق ۴۰۹ھ

وزراء

(۱) ۹۸۱ء ـ ۹۸۳ء (قریب) رُشد ۳۷۱ھ (ق) ۳۷۳ھ

(۲) ۱۰۱۱ء حسین بن سلامہ ۴۰۲ھ

(۳) ۱۰۲۱ء مرجان ۴۱۲ھ

نفیس (۴۰۷ھ ـ ۴۱۲ھ)

اس کے بعد نجاحی سلسلہ شروع ہوا

(۳۴) یعفری خاندان

(صنعا اور جند)

۸۶۱ء — ۹۵۶ء م ۲۴۷ھ — ۳۴۵ھ

(۱)	۸۶۱ء — ۸۷۲ء	یعفر بن عبدالرحمن	۲۴۷ھ — ۲۵۹ھ
(۲)	۸۹۲ء	محمد بن یعفر	۲۷۹ھ
(۳)	۸۹۲ء	عبدالقادر بن احمد بن یعفر	۲۷۹ھ
(۴)	ق ۸۹۸ء	ابراہیم بن محمد	ق ۲۸۵ھ
(۵)	۹۰۰ء	اسعد بن ابراہیم	۲۸۸ھ
(۶)	۹۱۱ء	(Rassid) (رسی)؟ امام الہادی	۲۹۹ھ
(۷)	۹۱۵ء	قرمطی علی بن فضل	۳۰۳ھ
(۸)	۹۴۳ء	اسعد (دوبارہ)	۳۳۲ھ
(۹)	۹۶۳ء	محمد بن ابراہیم	۳۵۲ھ
(۱۰)	۹۹۷ء	عبداللہ بن کحطان یا قحطان	۳۸۷ھ

اسکے بعد اس خاندان کی کوئی اہمیت باقی نہ رہی

(۳۵) نجاحی خاندان

۱۰۲۱ء - ۱۱۵۸ء م ۴۱۲ھ - ۵۵۳ھ

(زبید)

زیادی خاندان کا آخری میر قصر شاہی (Mayor of the Palace) حبشی غلام نجاح اپنی تاریخ وفات (۱۰۶۰ء م ۴۵۲ھ) تک زبید پر حکمراں رہا۔ دو برس بعد اس شہر پر صُلیحی مسلط یا قابض ہوئے اور وہ انکے ممالک میں ۱۰۸۳ء تک شامل رہا جبکہ نجاح کے بیٹے نے اسکو واپس حاصل کرلیا۔ اگرچہ زبید اسکے حین حیات کئی باران دونوں خاندانوں میں منتقل ہوتا رہا۔ ۱۰۸۹ء (۴۸۲ھ) کے بعد زبید مسلسل نجاحیوں ہی کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ یہ خاندان (زیادی خاندان کی طرح وزراء کے ہاتھ میں پھنسکر) بالآخر ۱۰۵۹ء (۵۵۴ھ) میں برخاست ہوگیا اور اسکی جگہ مہدئی[1] مسلط ہوئے۔

(۱)	۱۰۲۱ء - ۱۰۶۲ء	المؤید نجاح	م ۴۱۲ھ - ۴۵۴ھ
	۱۰۸۰ء	علی الداعی صُلیحی	۴۷۳ھ
(۲)	۱۰۸۹ء	سعید الاحول بن نجاح	۴۸۲ھ
(۳)	۱۱۰۴ء	جیاش بن نجاح	۴۹۸ھ

[1] (Mahdids)

(٤)	١١٠٩ء	الفاتک اول بن جیاش	٥٠٣ھ
(٥)	ق ١١٢٣ء	منصور بن الفاتک	ق ٥١٧ھ
(٦)	١١٣٦ء	الفاتک دوم بن المنصور	٥٣١ھ
(٧)	١١٥٩ء	؍؍ سوم بن محمد بن (٤)	٥٥٤ھ

سلسلۂ مہدیین

(٣٦) صُلَیحی خاندان

١٠٣٧ء - ١١٠١ء م ٤٢٩ھ - ٤٩٥ھ

(صنعا)

داعی علی بن محمد، بانی شیعہ خاندان بنو صُلیح نے ١٠٣٧ء (م ٤٢٩ھ) میں اپنے آپ کو بمقام مسار (Masār) خودمختار بنالیا۔ نجاح کے مرنے پر ١٠٦٢ء (٤٥٤ھ) میں زبید پر قبضہ کرلیا، صنعا اور تمام علاقہ یمن ١٠٦٣ء (٤٥٥ھ) تک فتح کرلیا اور ٤٥٥ھ - ٦ھ تک مکہ لے لیا۔ اس کا پایہ تخت صنعا تھا لیکن وہ اپنی تاریخ وفات ١٠٨٠ء (٤٧٣ھ) تک زبید پر بھی قابض رہا۔ اور اس کے بیٹے المکرم نے پھر اس شہر پر قبضہ کرلیا لیکن ٤٧٩ھ میں کھودیا۔ اگرچہ ١٠٨٨ء

(۱۰۸۸ء) کے قریب پھر اُس پر دسترس حاصل کیا مگر فوراً ہی شہر اسکے ہاتھ سے آخری مرتبہ نکل گیا۔ ۴۸۰ھ میں المکرم نے اپنا دار الحکومت صنعا سے مخلاف جعفر میں بمقام ذوالجبلہ منتقل کیا۔

(۱)	۱۰۳۷ء - ۱۰۸۰ء	ابوالکامل علی بن محمد بن علی صُلیحی	م ۴۲۹ھ - ۴۷۳ھ
(۲)	۱۰۹۱ء	المکرم احمد بن (۱)	۴۸۴ھ
(۳)	۱۰۹۸ء	منصور ابو ہمیار سبا بن احمد بن مظفر بن علی صُلیحی	۴۹۲ھ

بعد ازاں ہمدانیان صنعا کا دور شروع ہوا

(۳۷) ہمدانی خاندان

۱۰۹۸ء - ۱۱۷۳ء م ۴۹۲ھ - ۵۶۹ھ

(صنعا)

بنو ہمدان کی مختلف شاخیں حاشد اور بکیل کے قبائل سے نکلی ہیں۔ جن کا درجہ یمن کے عربوں میں بلند تھا اور جنھوں نے صنعا اور سعدا (Sa'da) کے اطراف کے ملک پر قبضہ کرلیا۔ بنی صُلیح کے بعد

یون صدی تک ملک کی بادشاہت اسی خاندان کے ذریعہ مہیّا ہوتی رہی حتیٰ کہ ایوبیوں نے ملک کو فتح کرلیا۔

(۱)	۱۰۹۸ء ۔ ۱۱۰۸ء	حاتم بن الغشیم	م	۴۹۲ھ ۔ ۵۰۲ھ
(۲)	۔ ۱۱۱۰ء	عبداللہ بن حاتم		۔ ۵۰۴ھ
(۳)	ق ۱۱۱۶ء	سعن بن حاتم		ق ۵۱۰ھ
(۴)		ہشام بن قبیبّت		
(۵)		الحماس بن قبیبّت		
(۶)	۔ ۱۱۵۰ء	حاتم بن الحماس		۔ ۵۴۵ھ
(۷)	۔ ۱۱۶۰ء	حاتم بن احمد		۔ ۵۵۶ھ
(۸)	۔ ۱۱۷۳ء	علی الواحد بن حاتم		۔ ۵۶۹ھ

(۳۸) خاندان مہدئین

۱۱۵۹ء ۔ ۱۱۷۳ء م ۵۵۴ھ ۔ ۵۶۹ھ

(زبید)

زبید میں نُجاحیوں کے جانشین بنوالمہدی ہوئے۔ علی المہدی تہامہ میں ایک مذہبی شخص تھا جس نے اپنے پیرووں کا نام الانصار اور مجاہدوں رکھا (تقلید حضرت صلعم) اور بالآخر ۱۱۵۰ء (۵۴۵ھ) میں قلعوں پر

قبضہ کرنا اور ملک گیری شروع کی یہاں تک کہ اس نے زبید پر حملہ آور ہو کر اُسے ۱۱۵۹ء (۵۵۴ھ) میں فتح کر لیا۔ اس کے جانشین تہامہ اور اس سے آگے کے چند خطوں اور شہروں پر قابض رہے آخر کار ایوبیوں نے ان کو فتح کر لیا۔

(۱)	۱۱۵۹ء۔ ۱۱۵۹ء	علی بن المہدی	م ۵۵۴ھ۔ ۵۵۴ھ
(۲)	۔ ۱۱۶۲ء	المہدی بن علی	۔ ۵۵۸ھ
(۳)	۔ ۱۱۷۳ء	عبدالنبی بن علی	۔ ۵۶۹ھ

ایوبی خاندان

(۳۹) زُریعی خاندان

۱۰۸۳ء۔ ۱۱۷۳ء م ۴۷۶ھ۔ ۵۶۹ھ

(عدن)

المکرم صُلیحی نے ۱۰۸۳ء (۴۷۶ھ) میں الکرم کے دو بیٹوں عباس اور مسعود کو عدن کا مشترک گورنر مقرر کیا تھا اور یہ مشترک حکومت کئی پشتوں تک جاری رہی۔ عدن کے شہزادوں ابوسعود اور ابوعزات نے اپنے آپ کو صنعا کے پادشاہ سے آزاد اور خود مختار بنا لیا لیکن ان کی

یہ آزادی ہمیشہ قائم نہ رہ سکی۔ صلیحیوں کے بعد یہ خاندان یمن میں سب سے زیادہ اہمیت رکھتا تھا اور ایوبیوں کے تسلط ہونے تک برسر حکومت رہا۔

[نوٹ۔ ذیل کا سلسلۂ پادشاہان H.C Kays Yaman (Edward Arnold 1892 P. 307) سے لیا گیا]

الکرم

بنو زریع — بنو مسعود

بنو مسعود

- ۱۰۸۳ء (۱) عباس (م ۴۷۶ھ)
- ق ۱۱۱۴ء (۲) زریع (ق ۵۰۸ھ)
- (۳) ابوسعود
- (۴) سبا
- (۵) علی الاعز مرتضیٰ ۱۱۳۸ء م ۵۳۳ھ

بنو زریع

- ۱۰۸۳ء (۱) مسعود ۴۷۶ھ
- (۲) ابوالفرات
- (۳) محمد — (۴) علی معزول ۱۱۳۸ء م ۵۳۳ھ
- ۱۱۳۹ء - ۱۱۵۳ء (۶) محمد ۵۳۴ھ
- ۱۱۵۳ء - ۱۱۶۰ء (۷) عمران ۵۴۸ھ - ۵۶۰ھ
- ۱۱۶۴ء - ۱۱۷۳ء (۸) محمد ۵۶۰ھ - ۵۶۹ھ — ابوسعود — منصور

[وزیر یاسر بن بلال کی سرپرستی میں چھوٹے بچے]

بعد کو ایوبی مسلط ہوئے

ایوبی خاندان

۱۱۷۳ء - ۱۲۲۸ء م ۵۶۹ھ - ۶۲۵ھ

(یمن)

ایوبیوں کی فتح (۱۱۷۳ء م ۵۶۹ھ) قرون وسطی کی عرب تاریخ کا ایک معرکہ خیز واقعہ ہے۔ صلاح الدین کے قرابت داروں (بھائی بندوں) یمن پر تسلط پاکر اس خطہ زمین کے خاندانوں میں ایسا ہی تہلکہ مچایا جیسا کہ انھوں نے مصر شام اور عراق عرب میں کیا۔ صنعا کے ہمدانی، زبید کے مہدئین اور عدن کے زریعی ان سبھوں کو کردی فاتح توران شاہ بن ایوب نے زیر کیا اور کوئی نصف صدی تک (۱۱۷۳ء سے ۱۲۲۷ء) م (۵۶۹ھ - ۶۲۵ھ) یمن اسی مشہور و ذی مرتبت خاندان کے زیر نگیں رہا جس نے مصر اور شام کی عنان حکومت سنبھالی۔ عرب کے ایوبی بادشاہوں کی فہرست قبل ازیں دی جاچکی ہے۔ مطالعہ کے سہولت کی خاطر یہاں دہرائی جاتی ہے۔

(۱) ۱۱۷۳ء - ۱۱۸۱ء المعظم توران شاہ م ۵۶۹ھ - ۵۷۷ھ

(٢)	١١٩٦ء	سیف الاسلام تغتگین	٥٩٣ھ
(٣)	١٢٠١ء	معزالدین اسمٰعیل	٥٩٨ھ
(٤)	١٢١٤ء	الناصر ایوّب	٦١١ھ
(٥)	١٢١٥ء	المظفر سلیمان	٦١٢ھ
(٦)	١٢٢٨ء	المسعود یوسف	٦٢٥ھ

رسولی خاندان

(٤٠) رسولی خاندان

١٢٢٩ء – ١٤٥٤ء م ٦٢٦ھ – ٨٥٨ھ

(یمن)

ایوبیوں کے جانشین رسولی خاندان کے افراد ہوئے۔ انھوں نے تمام یمن پر حضرموت سے مکّہ تک حکومت کی اور ان کا زور دو صدیوں سے زیادہ قائم رہا۔ رسولی کی وجہ تسمیہ خلفاء بنی عباس کے ایک رسول (یا پیغامبر) سے ہے جس کا بیٹا علی بن رسول سب سے آخر ایوبی سلطانِ عرب المسعود کے حکم سے ١٢٢٢ء (٦١٩ھ) میں مکّہ کا گورنر مقرر ہوا۔ المسعود کی وفات (١٢٢٨ء م ٦٢٥ھ) پر علی کے بیٹے نورالدین عمر نے

سارے یمن پر اپنی حکومت قائم کردی۔

(۱) ۱۲۲۹ء - ۱۲۴۹ء (؟) المنصور عمر بن علی بن رسول ۶۲۶ھ - ۶۴۷ھ (؟)

(۲) ۱۲۹۵ء المظفر یوسف بن (۱) ۶۹۴ھ

(۳) ۱۲۹۷ء الاشرف عمر بن (۲) ۶۹۶ھ

(۴) ۱۳۲۱ء المؤید داؤد بن (۲) ۷۲۱ھ

(۵) ۱۳۶۳ء المجاہد علی بن (۴) ۷۶۴ھ

(۶) ۱۳۷۶ء الافضل عباس بن (۵) ۷۷۸ھ

(۷) ۱۴۰۰ء الاشرف اسمٰعیل اول بن (۶) ۸۰۳ھ

(۸) ۱۴۲۶ء الناصر احمد بن (۷) ۸۲۹ھ

(۹) ۱۴۲۷ء المنصور عبداللہ بن (۸) ۸۳۰ھ

(۱۰) ۱۴۲۸ء الاشرف اسمٰعیل دوم بن (۹) ۸۳۱ھ

(۱۱) ۱۴۳۸ء الظاہر یحییٰ بن (۷) ۸۴۲ھ

(۱۲) ۱۴۳۸ء - ۱۴۴۱ء الاشرف اسمٰعیل سوم بن (۱۱) ۸۴۲ھ - ۸۴۵ھ

۱۴۴۱ء - المظفر یوسف بن عمر بن (۱۰) ۸۴۵ھ -

رقیب مدّعیان (Rival claimants)

۱۴۴۲ء - ۱۴۴۳ء المفضّل محمد ۸۴۶ھ - ۸۴۶ھ

۱۴۴۲ء - ۱۴۵۰ء الناصر عبداللہ ۸۴۶ھ - ۸۵۴ھ

۱۴۵۰ء - ۱۴۵۴ء المسعود ۸۵۴ھ - ۸۵۸ھ

١٤٥١ء - المؤید حسین ٨٥٥ھ -

طاہری خاندان

(۱۴) طاہری خاندان

١٤٤٦ء - ١٥١٧ء م ٨٥٠ھ - ٩٢٣ھ

(یمن)

رسولیوں کے شکست وریخت پر بنو طاہر نے یمن پر قبضہ کیا اور یہ قبضہ اُس وقت تک برقرار رہا جب کہ سب سے آخر کے مملوک سلطان مصر سے عین پیشتر کے سلطان قانسوہ الفوری نے عربستان فتح کرلیا۔ اس کے بعد عثمانی ترکوں نے مملوک سلاطین کے سلسلہ کو ختم کر کے مصر و عربستان کے ساتھ ١٥١٧ء میں یمن پر بھی راست تسلط کا راستہ تیار کرلیا۔ لیکن ١٦٣٣ء میں ملک کو مقامی اماموں کے حوالہ کرنا پڑا۔

(١) ١٤٤٦ء - ٨٥٠ھ (ا) الظافر صلاح الدین عامر اول (تاریخ وفات ٨٧٠ھ زبید)

(ب) المجاہد شمس الدین علی ف ٨٨٣ھ عدن

بن طاہر ٨٥٠ھ - ٨٨٣ھ

(۲) ۱۴۷۸ ـ ۱۴۸۸ء المنصور تاج الدین عبد الوہاب ۸۸۳ ـ ۸۹۴ھ
بن داؤد بن طاہر

(۳) ۱۴۸۸ ـ ۱۵۱۷ء الظافر صلاح الدین عامر ۸۹۴ ـ ۹۲۳ھ
دوم بن (۲)

مملوک بھر ان کے بعد عثمانی ترک

(۴۲) رسّی امام

(Rassid)

۸۹۳ء ـ ق ۱۳۰۰ء م ۲۸۰ھ ـ ق ۷۰۰ھ

(سعدا) ؟ (Sa'da)

شیعہ مذہب کے زیدی فرقہ کا ایک سلسلہ یمن میں بمقام سعدا القاسم الرسّی کے پوتے الہادی یحییٰ نے قائم کیا۔ القاسم رسّی خلیفہ المامون الرشید کے عہد کا ایک فرقہ واری سرگروہ تھا۔ یہ سلسلہ دورِ حاضر تک برقرار رہا۔ اس کی صحت مشتبہ ہے۔ تاہم ذیل کی فہرست لین پول وغیرہ کی رائے میں (R. C. Kay) کی تحقیقات پر مبنی اور اعتماد کے قابل ہے۔

(۱)	فوت سنہ ۸۵۰ء	القاسم الرسّی ترجمان الدین	فوت سنہ ۲۴۶ھ
(۲)	سنہ ۸۹۳ء	الہادی الی الحق یحییٰ بن حسین بن (۱) ف ۲۹۸ھ	سنہ ۲۸۰ھ
(۳)	سنہ ۹۱۰ء	المرتضیٰ ابو القاسم محمد بن (۲) دست بردار سنہ ۳۰۱ھ فوت ۳۱۰ھ	سنہ ۲۹۸ھ
(۴)	سنہ ۹۱۳ء	الناصر احمد بن (۲) فوت ۳۲۵ھ	سنہ ۳۰۱ھ
(۵)	سنہ ۹۳۵ء	القاسم المختار بن (۴) فوت ۳۴۵ھ	سنہ ۳۲۴ھ
(۶)		یوسف الداعی بن یحییٰ بن (۴)	
(۷)		القاسم المنصور بن علی بن عبداللہ بن محمد بن (۱) فوت ۳۹۳ھ	
(۸)	سنہ ۱۰۰۳ء	المہدی الحسین بن (۷) (فوت ۴۰۴ھ)	سنہ ۳۹۳ھ
(۹)	سنہ ۱۰۳۵ء	ابوالہاشم الحسن بن عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن عبداللہ بن حسین بن (۱)	سنہ ۴۲۶ھ
	سنہ ۱۰۳۸ء	الناصر ابوالفتح الدیلمی (غیر خاندان)	سنہ ۴۳۰ھ

(۱۰)	سنہ ۱۱۳۷	المتوکل احمد (فوت سنہ ۵۶۶) بن سلیمان بن محمد بن مختار بن علی بن (۴)	سنہ ۵۳۲
(۱۱)	سنہ ۱۱۹۶	المنصور عبد اللہ (فوت سنہ ۶۱۴) بن حمزہ بن سلیمان بن حمزہ بن علی بن حمزہ بن (۹)	سنہ ۵۹۳
(۱۲)	سنہ ۱۲۱۷ – سنہ ۲۶	الناصر عز الدین محمد بن (۱۱)	سنہ ۶۱۴ – سنہ ۶۲۳
(۱۳)	سنہ ۱۲۱۷	الہادی نجم الدین یحییٰ بن محسن محمد (؟) بن یحییٰ بن ناصر بن عبد اللہ بن محمد بن (۵)	سنہ ۶۱۴
	سنہ ۱۲۲۶ (؟)	المہدی احمد بن الحسین	سنہ ۶۲۳ (؟)
(۱۵)	سنہ ۱۲۵۸	المتوکل شمس الدین احمد بن (۱۱)	سنہ ۶۵۶
	سنہ ۱۲۸۱	المنتصر داؤد	ق سنہ ۶۸۰

(۴۳) امامان صنعا

ق سنہ ۱۵۹۱ تا حال م ق سنہ ۱۰۰۰ تا حال

قبل ازیں امام کے لقب سے یمن کے جن حکمرانوں کو مخاطب کیا گیا ہے

ان کادارالسلطنۃ سعدا تھا۔ لیکن انہوں نے اکثر صنعا پر بھی قبضہ حاصل کیا صرف عثمانی ترکوں کے یمن سے اخراج (۱۶۳۳ء ۱۰۴۳ھ) کے بعد ہی صنعا یمن کے اماموں کا مستقل پایہ تخت یا دارالحکومت نہ بن سکا۔ جن اماموں نے وہاں حکومت کی وہ امامان صنعا کے لقب سے مشہور ہیں۔ لیکن فی الحقیقت وہ سابقہ خاندان امامان سعدا کا ایک سلسلہ ہے۔ اس لئے کہ ان کا بانی القاسم المنصور یوسف الداعی کی نسل سے تھا جو رسّی اماموں کے بانی الہادی یحییٰ کا پڑپوتا تھا۔ مندرجہ ذیل فہرست جو زیادہ تر نی بہر (Niebuhr) کی تحقیق کا نتیجہ ہے۔ نامکمل ہے۔ رسی خاندان کے نمائندے اس وقت بھی یمن میں برسرحکومت ہیں۔

(۱)	ق ۱۵۹۱ء۔ ۱۶۲۰ء	القاسم المنصور	ق ۱۰۰۰ھ۔ ۱۰۲۹ھ
(۲)	۱۶۴۴ء	المؤید محمد	۱۰۵۴ھ
(۳)	۱۶۷۶ء	المتوکل اسمٰعیل	۱۰۸۷ھ
(۴)		المجاہد محمد	
(۵)	۱۶۸۲ء	المہدی احمد	۱۰۹۳ھ
(۶)	۱۶۸۴ء	الہادی محمد	۱۰۹۵ھ
(۷)	۱۷۱۴ء	المہدی محمد	۱۱۲۶ھ
(۸)	۱۷۱۶ء	الناصر محمد	۱۱۲۸ھ
(۹)	۱۷۲۶ء	المتوکل القاسم	۱۱۳۹ھ
(۱۰)	۱۷۲۶ء	المنصور الحسین	۱۱۳۹ھ

(۱۱) سنہ ۱۷۲۷ء الہادی المجاہد محمد سنہ ۱۱۴۰

سنہ ۱۷۴۷ء المنصور (دوبارہ) سنہ ۱۱۶۰

(۱۲) سنہ ۱۷۷۶ء المہدی العباس ق سنہ ۱۱۹۰

(۱۳) ق سنہ ۱۷۷۶ء — المنصور ق سنہ ۱۱۹۰ —

VI شام اور عراق عرب Mesopotamia

(عربی عہد)

(۴۴) حمدانی (الموصل۔ حلب)

(۴۵) مرداسی (حلب)

(۴۶) عُقیلی (الموصل وغیرہ)

(۴۷) مروانی (دیار بکر)

(۴۸) مزیدی (Mazyadids) (الحِلّہ Hilla)

VI شام اور عراق عرب Mesopotamia

عربی عہد (دسویں تا بارھویں صدی)

ایشیا کے مسلم فرمانروا خاندانوں کے بیان میں خالص جغرافی طریقہ جو افریقہ کے لئے اختیار کیا گیا تھا متروک کردیا جانا چاہیئے تاکہ مختلف خاندانوں کے مجموعوں کو ان کے تاریخی تسلسل میں پیش کیا جاسکے۔

یہ خاندان طبعاً مندرجہ ذیل اقسام میں منقسم ہوتے ہیں VII شام اور عراق عرب

کے عرب خاندان، سلجوق ترکوں کی یورش سے پہلے کے VII سلجوقیوں سے پیشتر کے ایرانی اور ماوراءالنہری خاندان VIII سلجوق خاندان بہ شمول اس کے تمام ریشہ دوانیوں کے IX سلجوقی فوجوں میں جن افسروں نے خدمت کی تھی ان کے بنا کئے ہوئے خاندان جو سلجوقیوں کے زوال اور مغلوں کے حملہ کے مابین قائم تھے۔ X سلجوقیوں کے مغربی جانشین علی الخصوص عثمانی ترک XI چنگیز خاں کا مغل خاندان اور اس کی تمام شاخیں XII مغلوں کی حکومت کے زوال پر ایران میں جو خاندان عروج پکڑے XIII مغلوں کی سابقہ (پرانی) شاخ کے زوال پر تیمور لنگ سے جو خاندان پھیلے XIV ہندوستان کے خاندان بشمول افغانستان۔

اس ترتیب میں بھی مغربی ممالک سے ہوتے ہوئے مشرقی ممالک کی طرف توجہ کی منتقلی کا طریقہ برقرار رکھا جائے گا۔ چنانچہ پہلے شام اور عراق عرب کا ذکر سلجوقی سیلاب عظیم کے بہاؤ تک کیا جائے گا۔ پھر ایران اور ماوراءالنہر کا بھی اس زمانہ تک کا حال بیان ہوگا۔ بعد کو سلجوق اور ان کے مغربی سرداروں اور جانشینوں کے واقعات رقم طراز ہوں گے۔ اب ایک نئی طوفان خیز قوت مغلوں کی رونما ہوئی ہے اور کچھ مدت کے لئے تمام چھوٹے خاندانوں کو باستثناء عثمانی ترکوں کے مفقود کر دیتی ہے۔ پھر مغل خود کمزور ہو جاتے ہیں اور ان کے ایرانی جانشین خصوصاً چند "شاہوں" کے

خاندان ان کی جگہ زمانہ حال تک قائم ہوتے ہیں۔ بعید تر شمالی اور مشرقی سمتوں میں مغلوں کا ایک دوسرا سلسلہ تیمور لنگ کی نسل کے ساتھ جاری رہتا ہے اور ان کے خاندان مع ان کی جگہ ماوراالنہر میں حکومت کرنے والے اوزبک سپہ سالاروں کے خاندانوں کے زمانہ حال تک برقرار چلا آتا ہے۔ اسی طرح مشرق کی طرف اور بڑھتے ہوئے ہم ہندوستان پہنچتے ہیں اور اس ملک کے مسلمان خاندانوں کے حالات افغانستان کے غزنوی حکمرانوں سے شروع کرتے ہیں تا آنکہ ہند کی مغلیہ سلطنت برباد ہو جاتی ہے اور انگریزوں کا تسلط ہو جاتا ہے۔

ان گروہوں میں سے پہلا گروہ شام اور عراق عرب کے عرب قبائل کے خاندانوں پر مشتمل ہے۔ یہ جغرافی تقسیم بلا وجہ نہیں کی گئی۔ کردستان کے پہاڑ اور (Zagros) کا زنجیرہ ایران اور عراق عرب کے درمیان ایک فطری سرحد قائم کرتے ہیں جو اسلامی تاریخ کی کم از کم ابتدائی صدیوں میں شاذ و نادر ہی عبور ہو سکی۔ بویہہ خاندان نے عراق عرب کے نچلے حصّہ کو اپنی ایرانی سلطنت میں ضم کر لیا تاہم عام طور پر یہ صورت حال رہی ہے کہ جو خاندان دیار بکر یا الجزیرہ پر حکمراں رہا اپنی حکومت مشرق کی جانب ان پہاڑوں سے آگے نہ بڑھا سکا۔ اگرچہ وہ اکثر شام (Syria) میں پھیل سکا۔ پہلا گروہ نہ صرف جغرافی حیثیت سے علحدہ ہے بلکہ

نسل انسانی (Ethnological) کے لحاظ سے بھی جداگانہ نوعیت رکھتا ہے۔ مروانیوں کے سوا جو کرد تھے اس گروہ کے خاندان سب کے سب خالص عرب تھے۔ جو عرب قبائل اپنے وطن کے صحراؤں سے شمال کی طرف شام اور عراق عرب میں منتقل ہو گئے تھے ہمیشہ ایک ایسی سیاسی قوت رکھتے تھے جس کو خلفاء ماننے پر مجبور تھے۔ اور بغداد کی مرکزی حکومت کے سرعت کے ساتھ تلف ہوتے ہی وہ تمام قبیلے جو شام کے صحراؤں اور دریائے فرات کی وادی میں گشت لگاتے تھے شہروں اور حلقوں میں مستقل اقامت اختیار کرنے لگے اور اپنے اپنے خاندان کے بانی بن گئے۔ چنانچہ بنو تغلب نے الموصل، حلب اور دوسرے شہروں میں حمدانی خاندان کی بنا ڈالی بنو کلاب نے حلب کے تخت پر مرداسی خاندان کو بٹھایا۔ بنو عُقیل نے دیار بکر اور الجزیرہ (میسو پوٹیمیا) اور العراق (خالدیہ) کے ایک حصہ میں اپنی حکومت قائم کی اور بنو اسد نے الحِلّہ (Hilla) میں مزیادی (Maryadid) خاندان کو طاقتور بنایا۔ بریں ہمہ باوجود اس کے کہ ان خاندانوں کو شہروں ضلعوں بلکہ پورے صوبوں پر دسترس حاصل تھا ان عرب سرداروں نے اپنی قومی زندگی کا طریقہ ہی برقرار رکھا (یعنے قبائلی) اور زیادہ تر خیموں ہی میں اپنے قبیلہ کے لوگوں کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ اور اپنے چوپایوں کی ضروریات یا خود اپنی جنگجو طبیعت کی مناسبت سے ادھر ادھر بھٹکتے پھرتے تھے۔

(۴۴) حمدانی خاندان

(الموصل حلب وغیرہ)

۹۲۹ء - ۱۰۰۳ء م ۳۱۷ھ - ۳۹۴ھ

حمدانی خاندان عرب کے قبیلۂ بنی تغلب سے نکلا ہے جو الموصل کے اطراف واکناف میں متمکن ہوا تھا۔ حمدان بن حمدون نے اس شہر کے سیاسی معاملات میں ۸۷۳ء (۲۶۰ھ) ہی سے حصہ لیا تھا۔ ۸۹۴ء (۲۸۱ھ) میں محمد بن حمدان نے ماردین پر قبضہ کر لیا لیکن خلیفہ المعتضد نے اس کو وہاں سے نکال دیا۔ ۹۰۴ء (۲۹۲ھ) میں ابوالحیّ عبداللہ بن حمدان الموصل اور اس کے تحت کے قطعات (یا اس کے زیر حکومت ملک) کا گورنر مقرر ہوا۔ اور اس وقت سے حمدانیوں کی قوت بہت بڑھ گئی۔ ۹۱۹ء (م ۳۰۷ھ) میں ابراہیم بن حمدان دیار ربیعہ کا گورنر بنایا گیا اس کے بعد اس کا بھائی داؤد ۹۲۱ء - (۳۰۹ھ) میں اس کا جانشین ہوا۔ سعید بن حمدان ۹۲۴ء (۳۱۲ھ) میں نہاوند کا گورنر بنا اور اس خاندان کے دوسرے کئی ارکان اچھی خدمات پر مامور ہوئے۔ عبداللہ نے اپنے بیٹے الحسن کو الموصل میں اپنا لفٹننٹ (نائب) مقرر کیا۔ یہ مقام باستثناء وقفہ (۳۱۷ھ - ۳۱۹ھ) دیار ربیعہ اور دیار بکر کے ساتھ الحسن کے قبضہ میں رہا حتیٰ کہ اس کے بیٹے

ابو تغلب نے ۹۶۸ء (۳۵۸ھ) میں اس کو حکومت سے معزول کر دیا۔ ۹۴۱ء (۳۳۰ھ) میں خلیفہ وقت نے اس کو ناصر الدولہ کا لقب عطا کیا۔ اس وقت میں اس کے بھائی علی کو سیف الدولہ کا خطاب ملا۔ موخر الذکر واسط پر حکومت کرنے کے بعد ۹۴۴ء (۳۳۳ھ) میں اخشیدیوں سے حلب چھین لیا اور بازنطینی حکومت سے لڑائیاں لڑ کر بہت نام حاصل کیا۔ حمدانیوں کا مذہب شیعی تھا اور سیف الدولہ بنی فاطمی خلفاء کا مطیع و تابع تھا۔ ان دونوں بھائیوں کے مرجانے کے بعد اس خاندان کا زور جلد ٹوٹ گیا۔ بنی فاطمیین نے سیف الدولہ کے پوتے کے ملک شام کے مقبوضات جذب کر لئے اور بویہیوں نے ابو تغلب کو عراق عرب سے ۹۷۷ء-۹ (۳۶۷ھ-۳۶۹ھ) نکال دیا۔ الحسین اور ابو طاہر اس کے بھائیوں نے اگرچہ الموصل پر دوبارہ اقتدار حاصل کیا لیکن وہ صرف موقتی تھا۔

I الموصل کے حمدانی

(۱) ۹۲۹ء - ۹۶۸ء ناصر الدولہ ابو محمد الحسن ۳۱۷ھ - ۳۵۸ھ

(۲) ۹۷۹ء عدۃ الدولہ ابو تغلب الغضنفر بن (۱) ۳۶۹ھ

۹۸۱ء - ۹۹۱ء { ابو طاہر ابراہیم / ابو عبداللہ الحسینی } ۳۷۱ھ - ۳۸۰ھ

[بویہی، عقیلی وغیرہ]

II حلب کے حمدانی

(۱) ۹۴۴ء - ۹۶۷ء سیف الدولہ ابو الحسن علی ۳۳۳ھ - ۳۵۶ھ

(۲) ۹۹۱ء سعد الدولہ ابو المعالی شریف بن (۱) ۳۸۱ھ

(۳) ۹۹۱ء - ۱۰۰۱ء سعید الدولہ ابو الفضائل سعید بن (۲) ۳۸۱ھ - ۳۹۲ھ

(۴) ۔۔۔ء - ۱۰۰۳ء { ابو الحسن علی بن (۳)
ابو المعالی شریف بن (۳) } ۳۹۴ھ

(فاطمیین) Mirdasi

(۴۵) مرداسی خاندان

(حلب)

۱۰۲۳ء - ۱۰۷۹ء ۴۱۴ھ - ۴۷۲ھ

اسد الدولہ ابو العلی صالح بن مرداس، بنو کلاب کے عرب قبیلہ کا تھا حلب کے اطراف و اکناف پر اپنے بدویوں کے ساتھ ۱۰۱۱ء ہی میں چھاپا مارا اور ۱۰۲۳ء (۴۱۴ھ) میں وہاں کے باشندوں نے فاطمی گورنر کے خلاف بغاوت کر کے شہر کو صالح کے حوالہ کر دیا۔ یہ وہاں ۱۰۲۹ء (۴۲۰ھ) تک حکمران رہا حتیٰ کہ مصریوں کی جنگ میں اسی سال مارا گیا۔ اس کا بیٹا شبل الدولہ نصر اس کا جانشین ہوا مگر وہ بھی فاطمی فوج سے لڑ کر جنگ میں مارا گیا ۱۰۳۷ء (۴۲۹ھ)۔ حلب کو

مصریوں سے پانچ سال بعد صالح کے ایک دوسرے بیٹے معز الدولہ
ثمال (Tamal) نے جو الرحبہ (Rahba) کا حاکم
تھا لڑ کر واپس لیا۔ لیکن ۱۰۵۷ء (۴۴۹ھ) میں ثمال سے نکل کر
حلب پھر مصریوں کے قبضہ میں چلا گیا اور الرحبہ پر اس کا بھائی
عطیہ قابض ہو گیا۔ فاطمیئں کی یہ جدید حکومت حلب پر ۱۰۶۰ء
(۴۵۲ھ) میں ختم ہوئی جب کہ شبل الدّولہ کے بیٹے رشید الدولہ
نے شہر کو فتح کیا۔ لیکن دوسرے ہی سال اس کے چچا معز الدّولہ
نے اس کو شہر سے باہر نکال پھینکا۔ معز الدّولہ ۴۵۴ھ میں فوت
ہوا اور ورثہ میں حلب اپنے بھائی عطیہ کے حوالہ کیا۔ مگر اسی
سال رشید الدولہ نے شہر پر دوبارہ تسلط حاصل کیا اور
عطیہ نے رقّہ پر قبضہ کیا۔ یہاں سے اس کو عُقیلی حکمران مسلم بن
قریش نے ۱۰۷۰ء (۴۶۳ھ) میں نکال ڈالا۔ رشید الدولہ کے
بعد اس کا بیٹا جلال الدّولہ ۴۶۸ھ میں جانشین ہوا۔ اس کے منبج
(Manbij) کو بازنطینوں سے چھین لیا۔ اس کا بھائی سابق
یا شبیب حلب پر قابض رہا حتیٰ کہ عقیلی مسلم نے اس شہر کو ۱۰۷۹ء (۴۷۲ھ)
میں فتح کر لیا×

× See H. Sauvaire (A Dinar of Saleh ebn Merds of Aleppo - Numismatia Chronicle, 1873.)

(۱) ۱۰۲۳ء-۱۰۲۹ء صالح بن مرداس ۴۱۴ھ - ۴۲۰ھ

(۲) ۱۰۳۷ء	شبل الدولہ ابو الکامل نصر بن (۱)	۔ ۴۲۹ھ
۔ ۱۰۴۲ء	فاطموی قبضہ	۔ ۴۳۴ھ

---

(۳) ۱۰۵۷ء	معزّ الدولہ ابو عُلوان ثمال بن (۱)	۔ ۴۴۹ھ
۔ ۱۰۶۰ء	فاطموی قبضہ	۔ ۴۵۲ھ

---

(۴) ۱۰۶۱ء	رشید الدولہ محمود بن (۲)	۔ ۴۵۳ھ
۔ ۱۰۶۲ء	معزّ الدولہ (دوبارہ)	۔ ۴۵۴ھ
(۵) ۱۰۶۲ء	ابو الذُآبہ عطیہ بن (۱) (Abu-Duaba Atiya)	۔ ۴۵۴ھ
۔ ۱۰۷۵ء	رشید الدولہ (دوبارہ)	۔ ۴۶۸ھ
(۶) ۱۰۷۶ء	جلال الدولہ (صمصام الدولہ) نصر بن (۴)	۔ ۴۶۸ھ
(۷) ۱۰۷۹ء	ابو الفضائل سابق بن (۴)	۔ ۴۷۲ھ

عقیلی خاندان

شروع

(۴۶) عقیلی خاندان

(الموصل وغیرہ)

۹۹۶ء - ۱۰۹۶ء — ۳۸۶ھ - ۴۸۹ھ

عربستان کے مُدَرَی (Modarite) قبائل والے بنوکعب پانچ حصّوں (Divisions) میں منقسم تھے۔ ان میں سے بنی عقیل کا ایک بڑا خاندان تھا۔ وہ مشرف باسلام ہونے کے بعد ان کے ذیلی خاندان شام، العراق حتیٰ کہ شمالی آفریقہ اور اُندلس میں بھی پھیل گئے۔ خلفائے بنی عباس کے ابتدائی دور میں العراق بنوعقیل سے بھرا ہوا تھا۔ ان کا ایک ذیلی خاندان بنو منتفق البصرہ کے اطراف کے دلدلی خطّہ میں جو بطیحہ (بمعنی دلدل) کہلاتا تھا معروف نامی ایک خاندان کے تحت منتقل ہوا۔ صدیوں تک بنو خفاجہ العراق کے صحراؤں میں کاروانوں کو ۱۳۲۷ء تک بھی لوٹتے پھرتے تھے۔ جب کہ بنوعُبادہ بنومنتفق کے ساتھ الکوفہ، واسط اور البصرہ کے درمیانی سرزمین میں جاگزیں تھے۔ اسی خاندان سے الموصل کے بنوعقیلی شہزادے پیدا ہوئے۔ چوتھی صدی ہجری میں شام اور العراق کے بنوعقیل طاقتور حمدانی خاندان کے باجگزار تھے۔ ان کے زوال پر بنوعقیل خودمختار حکمران بن بیٹھے۔ بنو ذوّاد محمد کو سب سے آخری حمدانی بادشاہ نے ۹۸۹ء (۳۷۹ھ)

میں نصیبین اور بلد نامی شہر عطا کیے تھے۔ اس نے ۳۸۰ھ میں اپنے ان مقبوضات میں الموصل اضافہ کیا لیکن بویہہ سلاطین نے اس کو ۳۸۱ھ میں یہاں سے بیدخل کیا۔ اس کے بھائی المقلدّ کے قسمت زیادہ زور آور تھے۔ اس نے ۹۹۶ء (۳۸۶ھ) میں الموصل لے لیا اور بہاءالدولہ بویہہ نے اس کو الکوفہ القصر اور الجامعان پر خراج کے ادائی کی شرط لگا کر مستقل حکمرانی کی اجازت دی۔

مقلدّ نے بعد کو الانبار، المدائن اور دقاقہ بھی حاصل کر لیا۔ مسلم بن قریش کے عہد میں الموصل کے بنو عقیل کی حکومت بغداد کے مضافات سے لے کر حلب تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس کے مرنے پر یہ امارت بہت جلد کمزور ہو چلی اور پایہ تخت الموصل ایک ترکی قسمت آزما (Adventurer) قوام الدولہ قربُقہ کے ہاتھوں ۱۰۹۶ء (۴۸۹ھ) میں فتح ہو گیا اور پھر سلجوقی سلطنت میں ضم ہو گیا۔ عقیلیوں کی دوسری شاخیں یا مفرد سردار جو شام اور عراق عرب میں مختلف شہروں پر حکومت کرتے تھے نسب نامہ میں شریک ہیں۔ عراق عرب میں ان کا زور ٹوٹنے کے بعد عقیلی بحرین کے اپنے قدیم خیمہ گاہوں میں واپس جا بسے۔

(۱)	۹۹۶ھ - ۱۰۰۰ھ	حسام الدولہ المقلدّ	۳۸۶ھ - ۳۹۱ھ
(۲)	۱۰۵۰ھ	معتمد الدولہ قرواش بن (۱)	۴۴۲ھ
(۳)	۱۰۵۱ھ	زاعم الدولہ ابو الکامل برکہ بن (۱)	۴۴۳ھ

(۴)	۱۰۶۱ء علم الدین ابو المعالی قریش بن ابو الفضل بن (۱)	۴۵۳ھ
(۵)	۱۰۸۵ء شرف الدولہ ابو المکارم مسلم بن (۴)	۴۷۸ھ
(۶)	۱۰۹۳ء ابراہیم بن (۴)	۴۸۶ھ
(۷)	۱۰۹۶ء علی بن (۵)	۴۸۹ھ
	(سلجوقی خاندان)	

---

(۴۷) مروانی خاندان

(دیار بکر)

۹۹۰ء ۔ ۱۰۹۶ء ۳۸۰ھ ۔ ۴۸۹ھ

باد (Bād) گورنر (والی) حِصن کیفہ (Kayfa) کے انتقال پر اس کی بہن کا بیٹا ابو علی بن مروان کُرد قوم کا ان ممالک کا جانشین ہوا جن میں دیار بکر کے بڑے بڑے شہر مثلاً آمد، اَرزنَ میا فارقین اور کیفہ شامل تھے۔ ابو علی کا جانشین فاطمی خلیفہ مصر کا باجگزار تھا۔ اس کو بطور انعام حلب کی گورنری بہ حیثیت افسر خاص خلیفہ کچھ دنوں کے لئے عطا ہوئی جب وہاں سے حمدانی نکال دئے گئے تھے۔ مروانی خاندان بویہہ کے اقتدار اعلیٰ کو بھی مانتا تھا۔ لیکن سلجوقیوں

کی یورش کے بعد مفقود ہوگیا۔

(۱) ۹۹۰ء - ۹۹۷ء ابو علی الحسن بن مروان ۳۸۰ھ - ۳۸۷ھ

(۲) ۱۰۱۱ء ممہدالدولہ ابو المنصور بن مروان ۴۰۲ھ

(۳) ۱۰۶۱ء نصرالدولہ ابو النصر احمد بن مروان ۴۵۳ھ

(۴) ۱۰۷۹ء نظام الدولہ نصر بن (۳) ۴۷۲ھ

(۵) ۱۰۹۶ء منصور بن (۴) ۴۸۹ھ

(سلجوقی خاندان)

(۴۸) مزیدی
(Mazyadids)

۱۰۱۲ء - ۱۱۵۰ء الحلّہ ۴۰۳ھ - ۵۴۵ھ

بنو اسد کا ایک قبیلہ ۔۔۔ (Tribe) عربستان چھوڑ کر صحراؤں میں قادسیہ میں دجلہ کے بائیں بازو (یا کنارہ) تک پھیل گیا۔ اس خاندان کا چوتھا امیر صدقہ ۱۰۱۱ء (۴۹۵ھ) میں جامعان کے محل وقوع پر اپنا نیا دار السلطنت الحلّہ تعمیر کیا۔ اس کے عمارات کی خوبصورتی اور اس کی تجارت کی وسعت عرصہ دراز تک مشہور رہی صدقہ کا عربوں کی تاریخ میں بڑے ناموں میں شمار ہوتا ہے۔ شعراء اور واقعہ نگاروں نے اس کی بہت تعریف کی ہے۔ اس کی وفات کے بعد اس کا خاندان زوال پکڑا اور ۱۱۶۲ء (۵۵۸ھ) میں خلیفہ المستنجد نے عراق میں بنو اسد کے قبائل پر حملہ کیا اور ان کے سپاہیوں (یا لڑنے والوں) میں سے چار ہزار کو مار ڈالا اس طرح وہ وادی فرات سے مفقود ہو گئے۔ ان کے ملک کے

کچھ حصہ پر بطیحہ (Batiha) کے بنو منتفق جانشین ہوئے۔
بعد کو زنگیوں نے انھیں بیدخل کیا۔

(۱)	۱۰۱۲ء - ۱۰۱۷ء	سند الدولہ علی اوّل بن مزید الاسدی	۴۰۳ھ - ۴۰۸ھ
(۲)	۱۰۸۱ء	نور الدولہ دُبیس اول بن (۱)	۴۷۴ھ
(۳)	۱۰۸۶ء	بہاء الدولہ ابو الکامل منصور بن (۲)	۴۷۹ھ
(۴)	۱۱۰۷ء	سیف الدولہ ابو الحسن صدقہ اول بن (۳)	۵۰۱ھ
(۵)	۱۱۳۴ء	نور الدولہ دبیس دوم بن (۴)	۵۲۹ھ
(۶)	۱۱۳۷ء	صدقہ دوم بن (۵)	۵۳۲ھ
(۷)	۱۱۴۵ء	محمد بن (۵)	۵۴۰ھ
(۸)	۱۱۵۰ء	علی دوم بن (۵)	۵۴۵ھ

(زنگیوں کی حکومت)

VII فارس (ایران) اور ماوراالنہر

(ایرانی عہد)

(۴۹) دُلفی (کردستان)
(۵۰) ساجی (آذربائیجان)
(۵۱) علوی (طبرستان)
(۵۲) طاہری (خراسان)
(۵۳) صفاری (ایران)
(۵۴) سامانی (ماوراالنہر و ایران)
(۵۵) ایلک خانی (ترکستان)
(۵۶) زیاری (جُرجان)
(۵۷) حَسَنویہی (کردستان)
(۵۸) بُویہیہ (جنوبی ایران و العراق)
(۵۹) کاکویۂ (کردستان)

VII ایران اور ماوراءالنہر

(ایرانی عہد)

مندرجہ ذیل خاندانوں کا گروہ جو ایران اور ماوراءالنہر میں

سلجوقیوں کے حملہ تک حکومت کرتا تھا ایران کی حیات نو سے متعلق ہے۔ خلیفہ المامون جس کی ماں ایرانی لونڈی یا کنیز تھی سریر آرائے خلافت ہوا اور اپنے بھائی الامین کو ایرانی افواج کی مدد سے جو خراسان میں فراہم کی گئی تھی تخت سے معزول کیا، اسکی قوت کا قیام اس کے ایرانی معاونین ہی کی بدولت تھا۔ اور اس کی پالسی یہ تھی کہ ایرانیوں کو من مانے قومی عروج حاصل کرنے دیا جائے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک عرب تہذیب و تمدن کے بجائے ایرانی اثر قبول کرنے لگا جس سے سلطنت بالآخر کمزور ہو گئی۔ صوبہ جات کے بڑے عہدہ دار حاکم اور سپہ سالار خوفناک درجہ تک طاقتور ہونے لگے۔ مامون اور اس کے جانشین خلفا، ان پر اپنا رعب داب قائم نہ رکھ سکے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ متعدد ایرانی خاندان اٹھ کھڑے ہوئے جو برائے نام ہی خلیفہ کے تابع تھے۔ ایسا ہی جیسا کہ مغرب میں عراق عرب کے عرب قبیلے کمزور خلیفہ سے خود کو بے نیاز کر لئے۔ بعض ایرانی خاندانوں مثلاً بویہ کا مذہب بھی اہل سنت والجماعت کا نہ تھا۔ یہ شیعہ کے اقوام سے تھے۔ یہ مذہب ایران میں ہمیشہ سے رائج چلا آرہا ہے جیسا کہ اب بھی ہے۔ اگرچہ یہ دور خصوصیت کے ساتھ ایرانی ہے لیکن یہ سمجھنا غلط ہوگا کہ یہ تمام خاندان نسلاً ایرانی تھے۔ بطور مثال ابو دُلف عرب تھا حسنویہ کرد اور ایلخانی ترک تھے۔ البتہ سربرآوردہ حکمراں خاندان ایرانی نسل سے تھے۔

(۹۴) دُلفی

ق ۸۲۵ء - ق ۸۹۸ء م ق ۲۱۰ھ - ق ۲۸۵ھ

(کردستان)

ابودلف العجلی خلیفہ المامون کا ایک افسر تھا جس کو ہمدان کی حکومت سپرد ہوئی تھی۔ اس کے بعد اس پر اس کا بیٹا عبدالعزیز اور اس کے پوتے جانشین ہوئے۔ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے ممالک کو ۲۸۱ھ میں اصفہان اور نہاوند شامل کرکے توسیع دی۔ ان کے بعد خلفاء بنی عباس کے دوسرے گورنر جانشین ہوئے۔

(۱)	ق ۸۲۵ء - ۸۴۲ء	ابوالدُلف بن القاسم بن ادریس العجلی	ق ۲۱۰ھ - ۲۲۸ھ
(۲)	۸۷۳ء	عبدالعزیز بن (۱)	۲۶۰ھ
(۳)	۸۷۸ء	دُلف بن (۲)	۲۶۵ھ
(۴)	۸۹۳ء	احمد بن (۲)	۲۸۰ھ
(۵)	ق ۸۹۸ء	عمر بن (۲)	۲۸۵ھ

عباسی گورنران

(۵۰) ساجی خاندان

۸۷۹ء ۔ تا ۹۳۰ء م ۲۶۶ھ ۔ تا ۳۱۸ھ

(آذربائیجان)

ابوالساج دیوداد ۸۷۹ء (۲۶۶ھ) میں مرتے وقت الکوفہ اور الاہواز کا گورنر تھا۔ اُس وقت اس کا بیٹا محمد الحجاز کا گورنر تھا لیکن ۲۶۹ھ میں الانبار کو منتقل کر دیا گیا اور پھر ۲۷۶ھ میں آذربائیجان کو جس کے ساتھ ۸۹۸ء (۲۸۵ھ) میں ارمنستان بھی شامل کر دیا گیا۔ اس کے مرنے پر اس کا بھائی یوسف جو ۸۸۴ء (۲۷۱ھ) میں مکہ کا والی تھا ارمنستان اور آذربائیجان کی حکومت پر قبضہ کر لیا (محمد کے بیٹے دیوداد کو علیحدہ کر کے)۔ یوسف نے ۹۱۸ء (۳۰۶ھ) میں رَے پر چڑھائی کی اور خلیفہ نے اس کو بعد کے سال میں (۹۱۹ء) قید کر لیا لیکن ۹۲۲ء (۳۱۰ھ) میں اس کی خدمات اُس کو واپس عطا کر دی گئیں۔ اس نے ۳۱۱ھ میں رَے لے لیا اور قرمطیوں سے جنگ شروع کر دی۔ ۹۳۱ء (۳۱۹ھ) میں آذربائیجان کی حکومت پر یوسف کا ایک مولے (آزاد کردہ غلام) مفلح فائز تھا۔

(۱) ۸۷۹ء تاریخ فوت ابوالساج دیوداد ۲۶۶ھ تاریخ فوت

(۲) ۸۸۹ء ۔ ۹۰۰ء محمد الافشین بن دیوداد ۲۷۶ھ ۔ ۲۸۸ھ

(۳) ۹۰۰ء - ۹۲۷ء یوسف بن دیوداد ۳۱۵ھ
(۴) ۹۲۷ء - ق ۹۳۰ء ابوالمسافر الفتح بن محمد ق ۳۱۸ھ

عباسی گورنران

(۵۱) علوی خاندان

۸۶۴ء - ۹۲۸ء م ۲۵۰ھ - ۳۱۶ھ

(طبرستان)

قبل ازیں اس علوی یا زیدی شاخ کے اماموں کا ذکر آچکا ہے جو بمقام سعداء (Sa'da) یمن میں حکمراں تھے۔ اس خاندان کے دوسرے ارکان (حضرت حسنؓ یا حضرت حسینؓ کی نسل سے) عرصہ دراز تک اپنی امامت یا خلافت کے حقوق کیلئے بحر کیسپین کے جنوبی ساحل کے صوبہ جات دَیلم، طبرستان اور گیلان میں کوشاں رہے، یہاں محض مذہبی پیشواؤں یا عارضی انقلاب کے بانیوں کی فہرست مقصود نہیں۔ لیکن ۸۶۴ء م (۲۵۰ھ) میں علویوں نے طبرستان پر قبضہ کر کے اقتدار حاصل کیا۔ اپنے نام کے سکے جاری کئے اور اس علاقہ کو ۶۴ برس تک اپنے تصرف میں رکھا حتیٰ کہ سامانیوں نے انھیں بیدخل کیا۔ اس واقعہ کے بعد

متعدد باہمدیگر رقیب علوی خاندان گیلان اور دَیلم میں برسراقتدار رہتے گئے۔ ان میں سے کم از کم ایک ابوالفضل جعفر الثائر فی اللہ نے اپنے نام کا بادشاہی سکہ چلایا۔

(۱) ۸۶۴ء - ۸۸۳ء الحسن بن زَید ۲۵۰ھ - ۲۷۰ھ

(۲) - ۹۰۰ء محمد بن زَید - ۲۸۷ھ

- ۹۱۳ء سامانی حکومت - ۳۰۱ھ

(۳) - ۹۱۶ء الناصر حسن بن علی الاُطرُوش - ۳۰۴ھ

(۴) - ۹۲۸ء الحسن بن القاسم - ۳۱۶ھ

سامانی، زیاری

(۲۵) طاہری خاندان

۸۲۰ء - ۸۷۲ء م ۲۰۵ھ - ۲۵۹ھ

(خراسان)

طاہر ذوالیمینین، المامون کا مشہور سپہ سالار، ایک ایرانی غلام کی نسل سے تھا جس کو اس خلیفہ نے ۸۲۰ء (۲۰۵ھ) میں خراسان کی حکومت پر مامور کیا۔ یہاں وہ اور اس کا خاندان بتدریج تقریباً خودمختار

ہوگیا اگرچہ خلفاء کے فرمان ہی سے ان کو حکومت عطا ہوئی تھی اور وہ اپنی ماتحتی کا علانیہ اعتراف کرتے تھے۔ انھوں نے اپنی حکومت کے دائرہ کو اپنے صوبہ سے بہت زیادہ نہیں بڑھایا اور نصف صدی کے بعد بغیر مزاحمت کے یعقوب بن لیث صفار سے مغلوب ہوگئے۔

(۱)	۸۲۰ء - ۸۲۲ء	طاہر ذوالیمینین	۲۰۵ھ - ۲۰۷ھ
(۲)	۸۲۸ء	طلحہ بن (۱)	۲۱۳ھ
(۳)	۸۴۴ء	عبداللہ بن (۱)	۲۳۰ھ
(۴)	۸۶۲ء	طاہر دوم بن (۳)	۲۴۸ھ
(۵)	۸۷۲ء	محمد بن (۴)	۲۵۹ھ

صفاری خاندان

(۵۳) صفاری خاندان

۸۶۷ء - ۹۰۳ء م ۲۵۴ھ - ۲۹۰ھ

(ایران)

یعقوب بن لیث صفار قسمت کے کرشمہ سے اتفاقاً چند خارج البلد خاطیوں کی سرگروہی سے ترقی کرکے گورنر سیستان نیمروز کے دربار میں معتمد علیہ

بن گیا اور بالآخر ۸۶۹ھ (۲۵۵ھ) سے پہلے کسی وقت اس کا جانشین ہو گیا۔ اس وقت تک اس نے ہرات اور فارس بشمول پایہ تخت یعنی شیراز پر قبضہ کر لیا۔ یعقوب نے جلد بلخ اور تخارستان کو بھی اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا اور ۸۷۳ھ (۲۵۹ھ) میں طاہریوں سے خراسان چھین لیا۔ طبرستان کی مہم (یا فوج کشی) کے بعد جس میں اس نے حسن بن زید علوی خاندان کے سردار کو شکست دی خلیفہ المعتمد سے علانیہ بغاوت کی اور شیراز اور اہواز سے ہوتا ہوا بغداد کی طرف آگے بڑھا۔ لیکن خلیفہ کے بھائی الموفق نے اس کو شکست دی اور وہ ۸۷۸ھ (۲۶۵ھ) میں مر گیا۔ اس کا بھائی اور جانشین عمرو خراسان فارس کردستان اور سیستان کی حکومتوں پر فائز گردانا گیا۔ لیکن خلفاء بنی عباس عمرو کی بڑھتی طاقت سے غیر مطمئن ہو کر اسمٰعیل سامانی کو اس پر حملہ آور ہونے پر آمادہ کیا اس نے (۹۰۰م ۲۸۷ھ) میں عمرو کو شکست دی اور گرفتار کر لیا۔ عمرو کا پوتا طاہر سیستان پر اس کا جانشین ہوا مگر اپنے خاندان کی حکومت کو از سر نو فارس پر قائم کرنے کی کوشش میں ۹۰۳ء (۲۹۰ھ) میں قید کر دیا گیا۔ اس خاندان کے دو اور ارکان اپنی کھوئی ہوئی مملکت حاصل کرنے کی کوشش میں ناکامیاب رہے۔ ۲۹۶ھ میں سیستان سامانیوں کے حوالہ کر دیا گیا۔ لیکن صفاری تقریباً ایک صدی تک اس صوبہ کے حاصل کرنے کے لئے کوشش کرتے رہے اور ان میں سے بعضوں نے تھوڑی مدت کے لئے اس پر قبضہ بھی کر لیا ——— ✻

* دیکھو H.. Sauvaire Sur un fels saffaride. in edit de la Collection de M. Ch. dal' Ecluse (Numismatic Chronicle 1881)

(۱)	۸۶۸ء - ۸۷۸ء	یعقوب بن اللیث	۲۵۴ھ - ۲۶۵ھ
(۲)	- ۹۰۰ء	عمرو بن اللیث	- ۲۸۷ھ
(۳)	- ۹۰۳ء	طاہر بن محمد بن عمرو	- ۲۹۰ھ

سامانی خاندان

(۵۴) سامانی خاندان

۸۷۴ء - ۹۹۹ء م ۲۶۱ھ - ۳۸۹ھ

(ماوراء النہر اور ایران)

سامان نامی ایک ایرانی امیر بلخ کی اسد بن عبداللہ حاکم خراسان نے مدد کی تھی متاثر ہو کر اس نے دین زرتشت کو چھوڑا اور اسلام قبول کیا۔ اپنے بیٹے کا نام اپنے محسن کی یادگار میں اسد رکھا۔ اسد کے چاروں بیٹے خلیفہ المامون کی خدمت میں درخشاں کام کئے جس کے صلہ میں انکو صوبجات کی گورنری عطا ہوئی۔ (۸۱۹ء م ۲۰۴ھ) نوح کو سمرقند۔ احمد کو

فرغانہ۔ یحییٰ کو شاش اور الیاس کو ہرات۔ ان سب بھائیوں میں احمد نے
سبقت کی۔ وہ نہ صرف سمرقند پر نوح کا جانشین بنا بلکہ کاشغر کو بھی اپنے
ممالک میں شامل کر لیا۔ اس کا دوسرا بیٹا اسمٰعیل صفاریوں سے خراسان
چھینا (سنہ ۹۰۳ء م سنہ ۲۹۰ھ)۔ محمد بن زید علوی خاندان کے امیر طبرستان
کو شکست دی اور تمام خطہ ملک صحرائے عظیم سے لیکر خلیج فارس تک
اور ہندوستان کی سرحد سے بغداد کے قریب تک اپنے اقتدار میں کر لیا۔
اسکی حکومت سب سے زیادہ مستحکم ماوراء النہر پر قائم ہوئی جہاں بخارا اور
سمرقند اسلامی دنیا کے ایک بہت وسیع رقبہ کے لئے تہذیب کسب علم
و ہنر و تصنیف و کمال کے مرکز بن گئے۔ اس کے جانشین خراسان اور سیستان
کی بغاوتوں اور بویہ کی بڑھتی قوت کی وجہ سے کمزور ہو گئے۔ پچاس
برس میں ان کا ملک گھٹ کر تقریباً ماوراء النہر اور خراسان ہی تک
محدود رہ گیا اور حقیقی اقتدار ترکی غلاموں کے ہاتھوں میں جن سے انکے
دربار معمور رہتے روز افزوں ہوتا گیا۔ ان غلاموں میں سے ایک الپتگین نے
غزنوی خاندان قائم کیا جو سنہ ۹۹۴ء (سنہ ۳۸۴ھ) میں سامانیوں کے علاقہ
جنوب جیحوں (Oxus) پر اپنا قبضہ جمایا۔ اس دریا کے شمال میں
ترکستان کے ایلک خانوں نے ان کی قوت توڑ رکھی۔ آخر الذکر قبیلہ نے
فرغانہ سے حدود چین تک کے تمام ترکی قوموں میں سر برآوردہ ہو کر
ماوراء النہر پر حملہ کیا اور سنہ ۹۹۰ء (سنہ ۳۸۰ھ) میں بخارا لے لیا اور
بالآخر سنہ ۹۹۹ء (سنہ ۳۸۹ھ) میں سامانی خاندان کا خاتمہ کر دیا۔ اگرچہ

ابراہیم المنتصر اپنے تخت کے لئے ۱۰۰۵ء (۳۹۵ھ) تک برابر لڑتا رہا۔
آخر اسی سال فوت ہوا۔

(۱)	۸۷۴ء۔ ۸۹۲ء	نصر اول بن احمد بن اسد بن سامان	۲۶۱ھ۔ ۲۷۹ھ
(۲)	۹۰۷ء	اسمٰعیل بن احمد	۲۹۵ھ
(۳)	۹۱۳ء	احمد بن اسمٰعیل	۳۰۱ھ
(۴)	۹۴۲ء	نصر دوم بن احمد	۳۳۱ھ
(۵)	۹۵۴ء	نوح اول بن نصر دوم	۳۴۳ھ
(۶)	۹۶۱ء	عبدالملک اول بن نوح اول	۳۵۰ھ
(۷)	۹۷۶ء	منصور اول بن نوح اول	۳۶۶ھ
(۸)	۹۹۷ء	نوح دوم بن منصور اول	۳۸۷ھ
(۹)	۹۹۹ء	منصور دوم بن نوح دوم	۳۸۹ھ
(۱۰)	۹۹۹ء۔	عبدالملک دوم بن نوح دوم	۳۸۹ھ۔

ترکستان کے خان اور غزنوی خاندان

(۵۵) ترکستان کے ایلک خان

ق ۹۳۲ء - ق ۱۱۶۵ء م ق ۳۲۰ھ - ق ۵۶۰ھ

ان ایلک خانوں کی تاریخ بہت کم لکھی گئی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے فرغانہ کے مشرق کے ترکی قبائل کو دسویں صدی کے آخر میں اپنی قیادت میں اکٹھا کیا۔ جبکہ وہ مشرف باسلام ہو چکے تھے۔ پہلے ان کا تخت کاشغر تھا لیکن ۹۹۹ء (۳۸۹ھ) میں سامانیوں سے ماوراء النہر فتح کرنے کے بعد ایلک نصر نے اپنے سارے قبائل پر حکومت کی جو بحر الخضر (Caspian) سے حدود چین تک گھومتے تھے اور بخارا کو پایہ تخت بنایا۔ دریائے جیحون کے جنوب کے ممالک پر قبضہ کرنے کی کوشش میں محمود غزنوی نے اس کو سنہ (۳۹۸ھ) میں شکست فاش دی اور اس تاریخ سے ایلک خانوں کی حکومت ماوراء النہر کاشغر اور مشرقی تاتار تک ہی محدود رہی۔ ان کے زیر حکومت بہت سے قبائل ماوراء النہر میں بس گئے اور بعد کو ایران میں چلے جانے پر مجبور ہوئے جیسے ترکمانوں کی مشہور قوم۔ ترکستان کے خانوں کا سلسلہ تسلط اور اوران کی سنہ واری تاریخیں انتہا درجہ مشکوک ہیں۔ مندرجہ ذیل فہرست کو صرف عارضی تصور کرنا چاہئے۔ — ⁂

* From Dorn Inventaire des Monnaies de l'Institut des Langues Orientales du Ministere des Affaires Étrangeres Appendice (Petersburg 1881.)

ایلک خانان

عبدالکریم سَتُق

موسیٰ بن سَتُق

وفات ۳۸۳ھ - ۴ شہاب الدولہ ہارون بُغراخان بن سلیمان

ق ۳۸۹ھ - ۴۰۰ھ ابوالحسین نصر اول بن علی

ق ۴۰۱ھ - ۴۰۷ھ قطب الدولہ ابوالنصر احمد اول بن علی

ق ۴۰۳ھ - ۴۰۸ھ شرف الدین طُغان خاں بن علی

ابوالمظفر ارسلان خان اول بن علی

وفات ۴۲۳ھ یوسف قدر خاں اول

ق ۴۲۱ھ - ۴۲۵ھ شرف الدولہ ابوشجاع ارسلان خاں دوم۔

ق ۴۲۵ھ - ۴۳۵ھ محمود اول بُغراخاں

مغرب میں

چغر تگین

ق ۴۴۰ھ - ۴۶۰ھ ابو المظفر عماد الدولہ ابراہیم تُفغاج
یا تفقاج خاں بن نصر

وفات ۴۷۲ھ شمس الملک نصر دوم بن تفقاج
خضر خاں بن تفقاج

وفات ۴۸۸ھ احمد خاں دوم بن خضر

وفات ۴۹۰ھ - ۵۰۰ھ محمود خاں دوم

۴۹۵ھ قدر خاں دوم بن عُمرؔ بن احمد
محمود ارسلان خاں سوم بن سلیمان
ابو المعالی حَسَن تگین بن علی
رکن الدین محمود خاں سوم بن ارسلان

ق ۵۵۰ھ قلج تفغاج خاں بن محمد
جلال الدین علی گورکال بن حَسَن تگین

مشرق میں

۴۳۹ھ - ۵۵ھ طغرل خاں بن یوسف قدر خاں

۴۵۵ھ طغرل تگین بن طغرل

(؟) ۴۵۵ھ - ۴۹۶ھ ہارون بُغراخان بن یوسف قدرخاں

نورالدولہ احمد بن ارسلان خاں

(۵۶) زیاری خاندان

۹۲۸ - ۱۰۴۲ م ۳۱۶ھ - ۴۳۴ھ

(جُرجان)

بحر کیسپین کے جنوبی ساحل کے لوگ کبھی بھی خلافت بنی عباسیہ کے ساتھ بہت طرفدار نہ تھے اور حضرت علیؓ کے حامی اور پیروان ممالک میں بارہا ان پر حکومت قائم کر چکے تھے۔ سامانی بھی ان پر کچھ خلفائے بنی عباسیہ سے زیادہ اقتدار قائم کرنے میں کامیاب نہوئے۔ ان حالات سے فائدہ اٹھا کر مرداویج بن زیارؒ جو ایک طویل سلسلہ شاہزادگاں کی نسل سے تھا اپنے آپ کو طبرستان اور جُرجان میں خودمختار بنا لیا بلکہ اصفہان اور ہمذان پر بھی قبضہ کر لیا اور اپنی سوار سپاہ کو عراقِ عرب کے سرحدی شہر حلوان تک ۹۲۸ھ ۹۳۱ھ (۳۱۶ھ - ۳۱۹ھ) آگے بڑھایا۔ وہ بُویہہ کا سرپرست تھا اور اس نے علی بن بویہہ کو اسکی پہلی خدمت بحیثیت گورنر کرج عطا کی۔ مرداویج اپنے ممالک پر

خلفائے بنی عباسیہ کے ماتحت حکمراں تھا۔ اس کا بھائی اور جانشین وشمگیر سامانی سلاطین کو بھی برائے نام اپنا سردار مانتا تھا۔ ۹۳۲ء (۳۲۰ھ) میں بویہہ کے عروج پر زیاریوں کی بادشاہت جرجان اور طبرستان کے حدود سے بمشکل آگے بڑھی ہوئی تھی۔ قابوس کو ۱۸ برس کے لئے (۳۷۱ھ۔ ۳۸۹ھ) بویہہ سلطان موئدالدولہ نے ملک بدر کر دیا۔ جب وہ واپس آیا تو اس نے اپنے سابقہ علاقہ جات کے ساتھ گیلان کو بھی شامل کر لیا اور یہاں اس کے بیٹے اس کے جانشیں بنے حتیٰ کہ غزنویوں نے ان سے ملک چھین لیا۔

(۱)	۹۲۸ء۔ ۹۳۵ء	مرداویج بن زیار	۳۱۶ھ۔ ۳۲۳ھ
(۲)	۔ ۹۶۷ء	ظہیرالدولہ ابوالمنصور وشمگیر بن زیار	۔ ۳۵۶ھ
(۳)	۔ ۹۷۶ء	بیستون بن (۲)	۔ ۳۶۶ھ
(۴)	۔ ۱۰۱۲ء	شمس المعالی قابوس بن (۲)	۔ ۴۰۳ھ
(۵)	۔ ۱۰۲۹ء	فلک المعالی منوچہر بن (۴)	۔ ۴۲۰ھ
(۶)	۔ ۱۰۴۲ء	انوشیرواں (دارا؟) بن (۴)	۔ ۴۳۴ھ

غزنوی خاندان

(۵۷) خاندان حسنویہ

ق ۹۵۹ء - ۱۰۱۵ء م ق ۳۴۸ھ - ۴۰۶ھ

(کردستان)

حَسنَویہ بن الحُسَین البرزکانی کردی قبائل میں سے ایک قبیلہ کا سردار تھا جو مَروانیوں کی طرح اپنے آپ کو دسویں صدی میں ممتاز و مشہور بنانا شروع کیا۔ اس صدی کے وسط سے پہلے اس نے کردستان کے بڑے حصہ کو (بشمول بلادِ دینور، ہمَذان، نہاوند و قلعجات سرماج وغیرہ) اپنے تصرف میں لایا۔ اس کی طاقت اتنی بڑی تھی کہ بویہ سلاطین نے اس سے مداخلت نہیں کی اور اس خاندان کا حکمراں عضدالدولہ اس کے مرتے وقت (اس کے ممالک لے لینے کے بعد) بدر بن حسنویہ کو متوفی باپ کے صوبہ کا حاکم یا گورنر مقرر کیا۔ بدر نے اپنے خاندان کا مرتبہ اور اقتدار اس سے بھی زیادہ بڑھایا اور خلیفہ نے اس کو ناصر الدولہ کے خطاب سے مخاطب کیا۔ اس کا پوتا طاہر جو ۱۰۱۴ء (۴۰۵ھ) میں اس کا جانشین ہوا صرف ایک ہی سال برسر حکومت رہ سکا کیونکہ بویہ سلطان شمس الدولہ نے اس کو معزول کردیا اور وہ بعد کو مارڈالا گیا۔

(۱) ق ۹۵۹ء - ۹۷۹ء حسنویہ بن الحسین ق ۳۴۸ھ - ۳۶۹ھ

(۲)	۱۰۱۴ء	ناصر الدین ابو النجم بدر بن حسنویہ	۴۰۵ھ
(۳)	۱۰۱۵ء	طاہر بن ہلال بن بدر	۴۰۶ھ

بویہی خاندان

(۵۸) بویہہ

۹۳۲ء - ۱۰۵۵ء م ۳۲۰ھ - ۴۴۷ھ

(جنوبی ایران اور العراق)

بویہہ جو قدیم ایرانی بادشاہوں کی اولاد سے سمجھا جاتا تھا۔ دیلم کی پہاڑیوں کے ایک جنگجو فرقہ یا قبیلہ کا سردار تھا اور اپنے ملک کے اکثر باشندوں کی طرح بحر کیسپین کے کنارے کے ملکوں یا صوبوں کی لڑائیوں میں شریک ہوا کرتا تھا۔ ان کی طرح اس نے اپنی خدمات کو سامانیوں سے منقطع کر کے زیاری حکمران مرداویج کے حوالہ کیا تھا (سنہ ۹۳۰ء م ۳۱۸ھ میں) اس کے سب سے بڑے لڑکے علی (عماد الدولہ) کو مرداویج نے کرج کی حکومت عطا کی۔ علی نے دیلم اور گیلان کے سپاہیوں کی مدد سے جلد اپنی حکومت کو جنوب کی طرف وسیع کیا کچھ دنوں اصفہان پر قبضہ کر لیا او

(سنہ ۳۲۰ھ) میں ارّجان اور ۳۲۱ھ میں نُبندجان لے لیا۔ انہی دنوں میں اس کا بھائی حسن (رکن الدولہ) عرب محافظ دستہ کو کازرول سے باہر نکال دیا۔ یہ دونوں بھائی تب مشرق کی طرف بڑھے اور تیسرے بھائی احمد (معز الدولہ) سے ملکر انھوں نے سنہ ۳۲۲ھ میں شیراز پر قبضہ کرلیا۔ خلیفۂ وقت انکو اپنے نائب ماننے پر مجبور کیا گیا اور جب معز الدولہ کرمان سے مغرب کی طرف بڑھتا ہوا اہواز یا خوزستان کے صوبہ کو زیر کرکے ۹۴۵ء (۳۳۴ھ) میں خود بغداد کے اندر داخل ہو گیا تو خلیفہ المستکفی نے نہ صرف عماد الدولہ رکن الدولہ اور معز الدولہ کے عالیشان خطابات ان تینوں بھائیوں کو سرفراز کئے بلکہ آخر الذکر کو امیر الامراء کا عہدہ بھی عطا کیا۔ اس عہدہ پر بعد کو اس خاندان کے بہتیرے افراد فائز ہوئے۔ یہ غلط ہے کہ ان کو کبھی سلطان کا لقب دیا گیا تھا کیونکہ انھوں نے کبھی اپنے سکوں پر یہ لقب مسکوک نہیں کیا بلکہ امیر یا ملک پر اکتفا کیا۔ لیکن ان کا اقتدار بغداد میں ایسا ہی مطلق اور کامل تھا جیسا کہ کسی سلطان کا اور خلفاء بنی عباسیہ ان کے ہاتھوں میں محض کٹ پتلی تھے اگرچہ بظاہر اُن کے ساتھ ان بویہی امراء کی جانب سے باوجود شیعیت کے پورا ادب و احترام برتا جاتا تھا۔ ان بھائیوں اور ان کی اولاد نے ایران کو کس طرح آپس میں بانٹ لیا اس کی تفصیل حتی الامکان مندرجہ ذیل جداول کے ذریعہ بتائی جاتی ہے۔ آگے چل کر جب ان کے ورثاء میں حکومت کی تقسیم ہونے لگی تو وہ ایک دوسرے پر فوج کشی کرنے لگے،

اوران کے ممالک کے حصے بخرے ہوکر غزنویوں اور کاکویہیوں اور سلجوقیوں کے حوالہ ہو گئے۔

(۱) فارس کے بویہی

(۱)	۹۳۲ء - ۹۴۹ء	عمادالدولہ ابوالحسن علی بن بویہ	۳۲۰ھ - ۳۳۸ھ
(۲)	۹۸۲ء	عضدالدولہ ابوالشجاع خسرو بن رکن الدولہ بن بویہ ٭	۳۷۲ھ
	۹۸۹ء	شرف الدولہ ابوالفوارس شیرزید بن عضد ٭	۳۷۹ھ
	۹۹۸ء	صمصام الدولہ ابوالکالنجار المرزبان بن عضد ٭	۳۸۸ھ
	۱۰۱۲ء	بہاءالدولہ (العراق کا) بن عضد ٭	۴۰۳ھ
	۱۰۲۴ء	سلطان الدولہ ابوالشجاع بن بہاءالدولہ ٭	۴۱۵ھ
	۱۰۴۸ء	عمادالدین ابوالکالنجار المرزبان بن سلطان الدولہ ٭	۴۴۰ھ
	۱۰۵۵ء	ابوالنصر خسرو	

٭ العراق وغیرہ کے بھی حاکم تھے

(۲) العراق الاہواز اور کرمان کے

(۱)	۹۳۲ء – ۹۶۷ء	معزالدولہ ابوالحسن احمد بن بویہ	۳۲۰ھ – ۳۵۶ھ
(۲)	– ۹۶۷ء	عزالدولہ بختیار بن معزالدولہ بن بویہ	– ۳۶۷ھ
(۳)	– ۹۸۲ء	عضدالدولہ (فارس کا) بن رکن بن عضد	– ۳۷۲ھ
(۴)	– ۹۸۹ء	شرف الدولہ (فارس کا) بن عضد	– ۳۷۹ھ
(۵)	– ۱۰۱۲ء	بہاء الدولہ ابوالنصر فیروز بن عضد	– ۴۰۳ھ
(۶)	۱۰۱۲ء –	سلطان الدولہ (فارس کا) بن بہاء الدولہ	۴۰۳ھ –

منقسمہ ممالک (یا صوبہ جات)

العِراق

(۱)	۱۰۲۰ء	- ۱۰۲۵ء	مُشرّف الدولہ بن بہاء الدولہ	۴۱۱ھ	- ۴۱۶ھ
(۲)		- ۱۰۴۳ء	جلال الدولہ بن بہاء الدولہ		- ۴۳۵ھ
(۳)		- ۱۰۴۸ء	عماد الدین (فارس کا) بن سلطان الدولہ		- ۴۴۰ھ
(۴)		- ۱۰۵۵ء	ابو النصر خسرو فیروز (فارس کا) بن عماد الدین		- ۴۴۷ھ

کرمان

(۱)	۱۰۱۲ء	- ۱۰۲۸ء	قوام الدولہ ابو الفوارس بن بہاء الدولہ	۴۰۳ھ	- ۴۱۹ھ
(۲)		- ۱۰۴۸ء	عماد الدین (فارس کا) بن سلطان الدولہ		- ۴۴۰ھ
(۳)		- ۱۰۵۶ء	ابو المنصور فُلاّدستون بن عماد الدین		- ۴۴۸ھ

(۳) رے ہمذان اور اصفہان کے

۹۳۲ء ـ رکن الدولہ ابو العلی حسن بن بویہ ۳۲۰ھ ـ

۹۷۶ء ـ ۹۸۳ء مؤید الدولہ ابو المنصور (صرف اصفہان) بن رکن الدولہ ۳۶۶ھ ـ ۳۷۳ھ

۹۷۶ء ـ فخر الدولہ ابو الحسن علی بن رکن الدین ۳۷۳ھ میں اصفہان اضافہ کر کے ۳۶۶ھ

۹۹۷ء ـ ۱۰۲۹ء مجد الدولہ ابو طالب رستم بن فخر الدولہ بن رکن الدولہ بن بویہ (محمود غزنوی سے معزول کر دیا گیا) ۳۸۷ھ ـ ۴۲۰ھ

۹۹۷ء ـ شمس الدولہ ابو الطاہر (صرف ہمذان) بن فخر بن رکن بن بویہ ۳۸۷ھ

ق ۱۰۲۱ء ـ ۱۰۲۳ء سماء الدولہ ابو الحسن بن شمس الدولہ ق ۴۱۲ھ ـ ۴۱۴ھ

(ابن کاکویہ سے معزول کر دیا گیا)

کاکویہ، غزنوی، سلجوق خاندان

(۵۹) کاکویہ

۱۰۰۷ء - ۱۰۵۱ء م ۳۹۸ھ - ۴۴۳ھ

(کردستان)

محمد بن دشمن زار معروف بہ ابن کاکویہ بویہی مجد الدولہ ہمذانی کا ماموں زاد بھائی تھا (دشمن زار کی بہن فخر الدولہ بویہی کی بیوی مجد الدولہ کی ماں تھی) جس کے ممالک اس نے ۱۰۲۳ء (۴۱۴ھ) میں صمصام الدولہ کو معزول کر کے چھین لیے۔ اس سے پہلے اس نے ۱۰۰۷ء (۳۹۸ھ) میں اصفہان لے لیا تھا۔ اس کا خاندان اصفہان ہمذان یزد نہاوند وغیرہ میں حکمراں رہا حتیٰ کہ سلجوقی طغرل بیک نے ۱۰۵۱ء (۴۴۳ھ) میں ان کو مغلوب کر لیا۔

(۱) ۱۰۰۷ء - ۱۰۴۱ء علاء الدولہ ابو الجعفر ۳۹۸ھ - ۴۳۳ھ
محمد بن دشمنزار بن کاکویہ

(۲) ۱۰۵۱ء ظہیر الدین ابو المنصور فرامرز ۴۴۳ھ
بن (۱)

VIII سلجوقی خاندان

(۶۰) الف ۔ ایران کے
ب ۔ کرمان کے
ج ۔ شام کے
د ۔ العراق کے
ھ ۔ الروم کے

(۶۰ الف) دانشمندی خاندان (کپیڈوشیہ کا)

(۶۰) سلجوقی خاندان

۱۰۳۷ء ۔ ۱۳۰۰ء م ۴۲۹ھ ۔ ۷۰۰ھ

(مغربی ایشیا)

مسلمانوں کی تاریخ میں سلجوقی ترکوں کا ظہور ایک بڑا ہی اہم واقعہ ہے۔

ان کے وارد ہوتے وقت خلفاء بنی عباس کی سلطنت مٹ چکی تھی۔ بجائے ایک واحد مسلم حکمراں کے زیر فرمان ایک متحدہ سلطنت کے متعدد و متفرق بکھرے ہوئے خاندان بر سر اقتدار تھے جن میں سے کوئی ایک بھی شاہنشاہی کے مرتبہ کو پہنچنے کے قابل نہ تھا۔ صرف بنی فاطمی خاندان کو شاید اس سے مستثنے سمجھا جا سکتا ہے لیکن یہ خاندان اہل سنت والجماعت سے نہ تھا۔ خلافت بغداد سے بہت عرصہ پہلے اسپین و افریقہ بشمول صوبۂ مصر منحرف ہو چکے تھے۔ شمالی شام اور عراق عرب باغی و مفسد عرب سرداروں کے ہاتھوں میں پھنس گئے تھے۔ انہیں سے چند ایک نے اپنے اپنے حکمراں خانداں قائم کر لئے تھے۔ ایران یا تو متعدد بویہی شہزادوں میں منقسم ہو گیا تھا جن کا شیعی اعتقاد اِن کو اُس زمانہ کے بنی عباسی کٹھ پتلی خلفاء کا احترام کرنے کی بمشکل اجازت دیتا تھا۔ یا بہتیرے حقیر خاندانوں کے قبضہ میں تھا جو ایک دوسرے پر حملہ کرنے اور عالمگیر افتراق و زوال پیدا کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ جیسے جیسے مذہبی اختلافات پھیلتے گئے، بنی عباس کی تباہ و برباد شدہ شہنشاہی کے مختلف صوبہ جات میں پھوٹ بڑھتا گیا، ایک سخت علاج کی ضرورت تھی اور وہ ترکوں کے حملہ کی شکل میں رونما ہوا۔ یہ جاہل ہنوز نا تربیت یافتہ، خانہ بدوش، شہری زندگی کے مضر اثرات سے مصئون تھے اور نام نہاد تہذیب کی مذہب سے لاپروائی کے شکار نہیں بنے تھے کہ انھوں نے صدق

دل سے دینِ اسلام کی متابعت اختیار کی۔ انھوں نے سلطنت اسلامی کو نئے سرے سے جان بخشی۔ ایران عراق عرب شام اور ایشیائے کوچک پر چھا جانے کے بعد تمام ملکوں میں دست تعدی دراز کیا اور ہر ایک خاندان کو حکومت سے ہٹا دیا۔ جس کی وجہ سے مسلم ایشیا ایک فرمانروا کے تحت افغانستان کی سرحد سے بحر میڈٹرینین تک از سرِ نو متحد ہو گیا۔ مسلمانوں کے تقریباً مردہ جسم میں نئی جان ڈالی گئی۔ موقعہ سے فائدہ اٹھا کر بازنطائنی حکومت جو مسلم ممالک کے اندر آگے بڑھ گئی تھی پیچھے ہٹا دی گئی اور ان میں ایسے جوشیلے مسلمان بہادر پیدا ہوئے جو یورپ کے صلیبی متعصب جنگجویوں کو بار بار شکست دیکر بلادِ اسلام سے بالآخر باہر نکال پھینکے۔ اسی لئے سلجوقیوں کا تاریخ اسلام کی تعمیر میں بہت بلند مقام ہے۔

سلجوقی ترک سلجوق بن یکاک، ترکستان کے ایک حکمراں خان کے تابع ترکمان سردار کی نسل سے تھے۔ خرگیز کے سبزہ زار میدانوں سے اپنے قبیلہ (یا اپنی قوم) کے تمام افراد کے ساتھ نکل کر سلجوق نے صوبہ بخارا کے اندر بمقام جبذ مقاومت اختیار کی اور یہیں وہ اور اسکی قوم مشرف باسلام ہوئے۔ سلجوق اسکے لڑکے اور پوتے سامانی ایلک خانی اور سلطان محمود غزنوی کی جنگوں میں شریک ہوئے۔ طغرل بیگ اور چغربیگ دونوں بھائی بالآخر اتنے طاقتور ہو گئے کہ انھوں نے اپنے ترکمانی قبائل کے ساتھ خراسان پر چڑھائی کی اور غزنوی افواج پر

متعدد مرتبہ فتح حاصل کرکے اُسی ملک کے بڑے بڑے شہروں پر قبضہ کرلیا۔ ۱۰۳۷ء (۴۲۹ھ) میں چگر بیگ داؤد شہنشاہ کے نام کا خطبہ مرو کی مسجدوں میں پڑھا گیا اور اسی طرح طغرل بیگ کے نام کا نیشاپور میں۔ بلخ جُرجان طبرستان اور خوارزم بعد کو جلد مقبوضات میں شامل کرلئے گئے۔ ۴۳۵ھ سے ۴۵۷ھ تک جبال ہمذان دینور حُلوان الرّے اور اصفہان چھین لئے گئے۔ اور ۱۰۵۵ء (۴۴۷ھ) میں طغرل بیگ خود شہر بغداد میں داخل ہوگیا اور وہاں اس کا لقب سلطان قرار دیا گیا۔

دوسرے اور ترکی قبیلے بھی سلجوقیوں سے آملے اور سارا مغربی ایشیا افغانستان کے کنارے سے ایشیائے کوچک میں ایک طرف بائزنطائینی بادشاہی مشرق کی سرحد تک اور دوسری طرف فاطمی بادشاہت مصر کی سرحد تک ۱۰۷۰ء (۴۶۲ھ) سے قبل سلجوقیوں کی حکومت کے اندر متحد ہوگیا۔

طغرل بیگ الپ ارسلان اور ملک شاہ کو یکے بعد دیگرے اس سارے وسیع خطہ ملک پر کامل اقتدار اعلیٰ حاصل تھا لیکن آخرالذکر کے مرنے پر برکیارُق اور محمد دونوں بھائیوں میں خانہ جنگی شروع ہوئی اور سلجوقی خاندان کی علیحدہ علیحدہ شاخیں مختلف ممالک میں تقریباً خودمختار حکومتیں بنا رکھیں۔ بریں ہم خاندان کی سب سے بڑی شاخ کو اب بھی برائے نام تمام دوسروں پر اقتدار اعلیٰ سلطان سنجر کے آخری وقت تک حاصل تھا اگرچہ اس کی حقیقی حکومت ۱۱۵۷ء (۵۵۲ھ) میں

صرف خراسان ہی تک محدود تھی۔ کرمان العراق شام اور روم یا ایشیائے کوچک میں انکی دوسری سربرآوردہ شاخیں حکمراں تھیں۔ ان کے منفردہ ارکان نے آذر بائیجان اور تخارستان اور دیگر صوبہ جات میں بھی حکومت کی ہے۔ مشرق میں سلجوقی شہنشاہی کا خوارزم شاہ کے حملوں نے خاتمہ کر دیا۔ آذر بائیجان، فارس، عراق عرب اور دیار بکر میں سلجوقیوں کی جگہ خود ان کے مقرر کردہ سرداروں یا اتابکوں نے حکومت کرنی شروع کی۔ لیکن روم میں ان کی سلطنت ۱۳۰۰ء تک قائم رہی جب کہ عثمانی ترک زور پکڑے۔

(الف) سلجوقیان کبیر

۱۰۳۷ء۔ ۱۱۵۷ء م ۴۲۹ھ۔ ۵۵۲ھ

(۱) ۱۰۳۷ء۔ ۱۰۶۳ء	رکن الدین ابوطالب طغرل بیگ	۴۲۹ھ	۴۵۵ھ
(۲)	۱۰۷۲ء	عضد الدین ابوالشجاع الپ ارسلان	۴۶۵ھ
(۳)	۱۰۹۲ء	جلال الدین ابوالفتح ملک شاہ	۴۸۵ھ
(۴)	۱۰۹۴ء	ناصر الدین محمود	۴۸۷ھ
(۵)	۱۱۰۴ء	رکن الدین ابوالمظفر برغیارق	۴۹۸ھ

(۶) ۱۱۰۴ء ملک شاہ دوم * ۴۹۸ھ

(۷) ۱۱۱۷ء غیاث الدین ابوالشجاع محمد ** ۵۱۱ھ

(۸) ۱۱۵۷ء معزالدین ابوالحارث سنجر ۵۵۲ھ

* غیاث الدین ابوالشجاع محمد برغیارق کے ساتھ اس کے مرنے سے پہلے علانیہ کئی سال تک برسرِ جنگ تھا۔

** اس تخت پر بیٹھنے سے پہلے سنجر بیس سال تک خراسان کا گورنر تھا۔

شاہانِ خوارزم

(ب) سلجوقیانِ کرمان

۱۰۴۱ء - ۱۱۸۷ء م ۴۳۳ھ - ۵۸۳ھ

(۱) ۱۰۴۱ء - ۱۰۷۲ء عمادالدین قرا ارسلان ۴۳۳ھ - ۴۶۵ھ
قاورد بیگ

(۲) ۱۰۷۴ء کرمان شاہ ۴۶۷ھ

(۳) ۱۰۷۴ء حسین ۴۶۷ھ

(۴) ۱۰۸۴ء رکن الدین سلطان شاہ ۴۷۷ھ

(۵) ۱۰۹۷ء توران شاہ ۴۹۰ھ

(۶) ۔۱۱۰۰ء ایران شاہ ۔۴۹۴ھ

(۷) ۔۱۱۴۱ء ارسلان شاہ ۔۵۳۶ھ

(۸) ۱۱۴۱ء ۔ ۱۱۵۶ء مغیث الدین محمد اول ۵۳۶ھ ۔ ۵۵۱ھ

(۹) ۱۱۵۶ء ۔ ۱۱۶۷ء محی الدین طغرل شاہ ۔۵۶۳ھ

۱۱۸۷ء { بہرام شاہ / ارسلان شاہ دوم / تُرغان یا تُرکان شاہ } رقیبان ۵۶۳ھ

۱۱۸۷ء ۔ محمد دوم ۔ ۵۸۳ھ

اُوغز ترکمان

(ج) سلجوقیان شام

۱۰۹۴ء ۔ ۱۱۱۷ء م ۴۸۷ھ ۔ ۵۱۱ھ

(۱) ۱۰۹۴ء ۔ ۱۰۹۵ء تُتش بن الپ ارسلان ۴۸۷ھ ۔ ۴۸۸ھ
فاطمیین کو روکا اور ان سے
بلاد مقدس مکہ و مدینہ چھین لیا

(۲) ۱۰۹۵ء رضوان بن تتش (حلب پر) ۴۸۸ھ ۔

(۳)	۱۰۹۵ء ـ	دُقاق بن تتش (دمشق پر)	۴۸۸ھ ـ ۴۹۷ھ
(۴)	۱۱۱۳ء ـ ۱۱۱۴ء	الپ ارسلان الاخرس بن رضوان	۵۰۷ھ ـ ۵۰۸ھ
(۵)	ـ ۱۱۱۷ء	سلطان شاہ بن رضوان	ـ ۵۱۱ھ

بوری، ارتقی خاندان

(د) سلجوقیان العراق وکردستان

۱۱۱۷ء ـ ۱۱۹۴ء م ۵۱۱ھ ـ ۵۹۰ھ

(۱)	۱۱۱۷ء ـ ۱۱۳۱ء	مُغیث الدین محمود	۵۱۱ھ ـ ۵۲۵ھ
(۲)	ـ ۱۱۳۲ء	غیاث الدین داؤد	ـ ۵۲۶ھ
(۳)	ـ ۱۱۳۳ء	طُغرل اول	ـ ۵۲۷ھ
(۴)	ـ ۱۱۵۲ء	غیاث الدین مسعود	ـ ۵۴۷ھ
(۵)	۱۱۵۲ء ـ ۱۱۵۳ء	معین الدین ملک شاہ	۵۴۷ھ ـ ۵۴۸ھ
(۶)	ـ ۱۱۵۹ء	محمد	ـ ۵۵۴ھ
(۷)	ـ ۱۱۶۱ء	سلیمان شاہ	ـ ۵۵۶ھ
(۸)	ـ ۱۱۷۷ء	ارسلان شاہ	ـ ۵۷۳ھ

(۹) ۱۱۹۴ء طغرلِ دوم ۵۹۰ھ

شاہانِ خوارزم

(ھ) سلجوقیانِ روم

۱۰۷۷ء - ۱۳۰۰ء م ۴۷۰ھ - ۷۰۰ھ

ایشیائے کوچک

(۱) ۱۰۷۷ء ۱۰۸۶ء سلیمان اول بن قطلمش = ۴۷۰ھ ۴۷۹ھ
الپ ارسلان کا عموزاد بھائی
پہلے نیقیہ دارالحکومت
۱۰۸۴ء کے بعد قونیہ

۱۰۹۲ء (دورِ تعطّل) ۴۸۵ھ

(۲) ۱۱۰۶ء قلج ارسلان داؤد نیقیہ سے ۵۰۰ھ
صلیبیوں نے اسکو بھگا ڈالا
(جون ۱۰۹۷ء)
یکم جولائی کو عکی شہر کی لڑائی میں اسکو شکست ہوئی
(Dorylaeum)

(۳)	۱۱۱۶ء	ملک شاہ اول	۵۱۰ھ
(۴)	۱۱۵۶ء	مسعود اول	۵۵۱ھ
(۵)	۱۱۸۸ء	عزّالدین قلیج ارسلان دوم[1] ۱۱۵۵ء	۵۸۴ھ
(۶)	۱۱۹۲ء	قطب الدین ملک شاہ دوم	۵۸۸ھ
(۷)	۱۲۰۰ء	غیاث الدین کیخسرو اول	۵۹۷ھ
(۸)	۱۲۰۳ء	رکن الدین سلیمان دوم	۶۰۰ھ
(۹)	۱۲۰۴ء	قلیج ارسلان سوم	۶۰۱ھ
	۱۲۱۰ء	کیخسرو (دوبارہ حکمراں)	۶۰۴ھ
(۱۰)	۱۲۱۹ء	عزّالدین کیکاؤس اول	۶۱۶ھ
(۱۱)	۱۲۳۶ء	علاءالدین کیقباد اول	۶۳۴ھ
		بادشاہ بزمانۂ مولٰنا جلال الدین رومی (۱۲۰۲ء - ۱۲۷۳ء)	
(۱۲)	۱۲۴۵ء	غیاث الدین کیخسرو دوم	۶۴۳ھ
(۱۳) ۱۲۴۵ء -	۱۲۵۷ء	عزالدین کیکاؤس دوم[2] ۶۴۳ھ -	۶۵۵ھ
(۱۴)	۱۲۶۷ء	رکن الدین قلیج ارسلان چہارم	۶۶۶ھ
(۱۵)	۱۲۸۳ء	غیاث الدین کیخسرو سوم	۶۸۲ھ

[1] قلیج ارسلان ۵۸۸ھ تک زندہ رہا لیکن اپنے ممالک کو اپنے لڑکوں میں چندسال پہلے بانٹ دیا۔

[2] اپنے بھائیوں قلیج ارسلان سوم اور کیقباد کیساتھ۔

(۱۶) ۱۲۹۶ء غیاث الدین مسعود دوم

(۱۷) ۱۳۰۰ء علاؤالدین کیقباد دوم   ۱۳۰۰ء

مغول، عثمانی ترک وغیرہ

لہ۔ مسعود کو مغل بادشاہ اباقا (یا ابغا) نے سیو[اس] زنجان اور
ارض روم پر اس کے باپ کیکاؤس کی وفات (...) سے حکومت
کرنے کی اجازت دی۔ اس کے رشتہ کے بھائی (...) م
کی نام نہاد بادشاہت کے زمانہ میں مسعود ۱۲۸۴ء
جانشین ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسعود اپنے بھتیجے
کیقباد کی معزولی پر (۱۳۰۰ء) میں اپنی سلطنت پر اور جب
سال تک حکمراں رہا۔ لیکن آخری چار سلجوقی درحقیقت ابا...
مغلوں کے زیر اقتدار محض گورنر تھے۔

(۶۰) خاندان دانشمندان

الف

تا ۱۰۹۷ء ۔ ۱۱۶۵ء م ق ۴۹۰ء ۔ ۵۶۰ء

(سیواس، قیساریہ، ملاطیہ)

جس وقت کہ سلجوقی ایشیائے کوچک میں اپنی سلطنت

کر رہے تھے ایک اور ترکی سردار گُمشتگین بن دانشمند اپنا تسلّط کیپاڈوشیا کے اندر سیواس، قیصاریہ اور ملاطیہ پر قائم کر رہا تھا۔ آخرالذکر شہر کے قریب اس نے سپاہ فرنگ کو سخت ترین شکست دی۔ اس کے جانشینوں نے صلیبی جنگوں میں نمایاں کام کئے مگر یہ خاندان جلد اپنے بڑے پڑوسی سلجوقی خاندان کے اندر ضم ہوگیا۔

محمد اول گمشتگین بن تلّو دانشمند

(۱)	۱۱۰۵ء - ۱۱۳۴ء	غازی بن گمشتگین	۴۹۹ھ - ۵۲۹ھ
(۲)	- ۱۱۴۲ء	محمد دوم بن غازی	- ۵۳۷ھ
(۳)	۱۱۴۲ء -	ذوالنون بن محمد دوم	۵۳۷ھ -
(۴)		یاغی ارسلان بن غازی	
(۵)	۱۱۶۵ء	ابراہیم بن محمد دوم	۵۶۰ھ

سلجوقیانِ روم

IX خاندانِ اتابکان

سلجوقی افسران

(۶۱) بوری دمشق کے اتابک
(۶۲) الف زنگی الموصل کے اتابک
ب زنگی حلب کے اتابک
ج زنگی سنجار کے اتابک
د زنگی الجزیرہ کے اتابک
(۶۳) بگتگین اربیلا کے اتابک
(۶۴) الف اُرتقی کیفہ کے اتابک
ب " ماردین کے اتابک
(۶۵) شاہانِ ارمنستان
(۶۶) اتابکانِ آذربائجان
(۶۷) سلغریاں، اتابکان فارس
(۶۸) ہزار اسپیاں، " بورستان
(۶۹) شاہانِ خوارزم
(۷۰) قتلغ خانانِ کرمان

IX اتابکان

(سلجوقی افسران)

چونکہ حکومت فوجی قوت پر قائم تھی اور فوج کے افسر ترکی غلام تھے۔ آزاد اشخاص پر اعلیٰ افسری یا دور دراز ممالک کی حکومت کے لئے بھروسہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ زر خرید غلاموں کی وفاشعاری پر اعتماد لازمی تھا جو سلجوقی شہزادوں کے ساتھ شاہی دربار میں پرورش پاتے تھے۔ ہر سلجوقی فرمانروا کی خدمت میں مملوکوں کی ایک نشو نما پاتی تھی یہ دربار یا فوج کی بڑی سے بڑی خدمتوں پر بھی ہوتے تھے۔ اور سخت محنت اور وفاداری کا ثبوت دیکر آزادی حاصل کرتے تھے۔ اس نظام حکومت کا ناگزیر نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ مستعد اور طاقتور غلام کمزور آقا کو بالآخر پس پردہ ڈالکر خود سلطنت کا مالک بن بیٹھتا تھا۔ جیسے جیسے سلجوقی بادشاہ کمزور ہونے لگے اور ان کی سلطنت کے حصے بکھرے ہوتے گئے ان کے مملوک جو ان کے لئے لڑ کر فتوحات حاصل کرتے تھے ان کے کم عمر شہزادوں کے محافظ یا اتالیق یا اتابک قرار پانے لگے۔ اور جلد نیابت یا نگرانی کا عہدہ چھوڑ کر مقتدر حکمراں بننے لگے۔ اس طرح سلجوقی شہریار تتش کا ایک مملوک طغتگین تتش کے کمسن جانشین دقاق کا اتابک مقرر ہوا اور

اس کے انتقال پر دمشق پر کامل اقتدار کے ساتھ حکمران بن بیٹھا۔ عماد الدین زنگی موصل و حلب وغیرہ کے اتابکوں کا بانی تیسرے سلجوقی سلطان ملک شاہ کے غلام کا بیٹا تھا۔ آذربائجان کے اتابک العراق کے سلجوقی سلطان مسعود کے ایک خفچاقی مملوک کی نسل سے تھے۔ خوارزم شاہی خاندان کا بانی انشتگین سلطان ملک شاہ کا ساغر بردار تھا۔ ارتق اور سلغر دیار بکر اور فارس کے حکمران خاندانوں کے بانیان بھی سلجوقی افسر ہی تھے۔ اور بکتگینی ہزار اسپی اور قتلغ خاں سلجوقیوں کے غلاموں کے فوجی افسر تھے۔ بارھویں صدی عیسوی میں تمام سلجوقی سلطنت سوائے اناطولیہ کے سلجوقی افواج کے ان افسروں کے ہاتھ میں چلی گئی تھی جن سے ایک خاص گروہ فرماں روا خاندانوں کا پیدا ہوا۔

(۱۶) بوری خاندان

سنہ ۱۱۰۳ - سنہ ۱۱۵۴ م ، سنہ ۴۹۷ - سنہ ۵۴۹ ھ

(اتابکانِ دمشق)

سلجوقی افواج کے بہت سارے سرداروں میں سے جو نوجوان سلجوقی شہزادوں کے اتابک یا نائب ہوئے اور بالآخر سلطنت کے غاصب بن بیٹھے، طغتگین سلطان تتش کا ایک آزاد کردہ مملوک غلام تھا جو بعد کو سنہ ۱۰۹۵ (سنہ ۴۸۸) میں اس کے بیٹے دقاق سلجوقی شہزادہ دمشق کا

اتابک مقرر رہا اور پھر آخر کو اس کا جانشین ہو گیا۔

(۱)	۱۱۰۳ء - ۱۱۲۸ء	سیف الاسلام ظہیر الدین طغتگین	۴۹۷ھ - ۵۲۲ھ
(۲)	۱۱۳۲ء	تاج الملوک بوری بن (۱)	۵۲۶ھ
(۳)	۱۱۳۴ء	شمس الملوک اسمٰعیل بن (۱)	۵۲۹ھ
(۴)	۱۱۳۸ء	شہاب الدین محمود بن (۱)	۵۳۳ھ
(۵)	۱۱۳۹ء	جمال الدین محمد بن (۱)	۵۳۴ھ
(۶)	۱۱۵۴ء	مجیر الدین اباق (یا اناز فوت ۵۶۴ھ)	۵۴۹ھ

زنگی خاندان

(۶۲) زنگی خاندان

۱۱۲۷ء - ۱۲۵۰ء م ۵۲۱ھ - ۶۴۸ھ

(اتابکانِ عراق عرب و شام)

اتابک عماد الدین زنگی، ملک شاہ کے ایک ترکی غلام آقسنقر نامی حاجب کا

بیٹا تھا جو ۱۰۸۵ء سے ۱۰۹۴ء تک (۴۷۸ھ ۔ ۴۸۷ھ) تتش کا حلب کا
لفٹننٹ یا نائب یا ماتحت افسر تھا۔ لیکن بعد کو تتش سے بغاوت کرنے پر مارا گیا۔
زنگی العراق کا بشمول بغداد ۱۱۲۷ء (۵۲۱ھ) میں گورنر مقرر کیا گیا
اور اسی سال موصل سنجار الجزیرہ اور حران لیکر ۵۲۲ھ میں حلب اور دیگر
بلاد شام بھی شامل کر لیا۔ اس نے صلیبیوں کے خلاف مسلمانوں کی طرف سے
جنگ کرکے بطور خاص شہرت حاصل کی اور صحیح معنوں میں سلطان صلاح الدین
کا اس کام میں پیشرو تھا۔ اس کے انتقال پر اس کے ممالک اس کے بیٹوں
نورالدین محمود اور سیف الدین غازی میں تقسیم کر دیئے گئے۔ اول الذکر بھی
ایک مشہور صلیبیوں کے خلاف لڑنے والا مجاہد تھا اور شام پر حکمراں تھا۔
دوسرا بیٹا موصل اور عراق عرب پر حکومت کرتا تھا۔ دوسری نسل میں شام
کی شاخ ختم ہوگئی لیکن اس خاندان کی ایک دوسری شاخ سنجار پر قائم
ہو چکی تھی۔ اور ایک چوتھی شاخ کچھ دیر بعد الجزیرہ پر مسلط ہوئی۔ سنجار
والی شاخ سے ۱۲۲۱ء (۶۱۸ھ) میں ایوبی سلسلہ برآمد ہوا۔ دوسری
شاخیں موصل کے آخری زنگی کے غلام اور وزیر لولو کے زیر فرمان آئیں
اور بالآخر تمام مغلوں کی سلطنت میں داخل ہو گئے۔

(الف) اتابکان موصل

۱۱۲۷ء ۔ ۱۲۳۴ء م ۵۲۱ھ ۔ ۶۳۱ھ

(۱) ۱۱۲۷ء ۔ ۱۱۴۶ء عماد الدین زنگی (حلب کیا تھا) ۵۲۱ھ ۔ ۵۴۱ھ

(۲)	۱۱۴۹ء	سیف الدین غازی اول بن (۱)	۵۴۴ھ
(۳)	۱۱۴۹ء ۱۱۶۹ء	قطب الدین مودود بن (۱)	۵۴۴ھ ۵۶۵ھ
(۴)	۱۱۷۰ء	سیف الدین غازی دوم بن (۳)	۵۷۶ھ
(۵)	۱۱۹۳ء	عزالدین مسعود اول بن (۳)	۵۸۹ھ
(۶)	۱۲۱۰ء	نورالدین ارسلان شاہ اول بن (۵)	۶۰۷ھ
(۷)	۱۲۱۸ء	عزالدین مسعود دوم بن (۶)	۶۱۵ھ
(۸)	۱۲۱۹ء	نورالدین ارسلان شاہ دوم بن (۷)	۶۱۶ھ
(۹)	۱۲۳۳ء	ناصرالدین محمود بن (۷)	۶۳۱ھ
(۱۰)	۱۲۵۹ء	بدرالدین لولو	۶۵۷ھ
(۱۱)	۱۲۶۲ء	اسمٰعیل بن لولو	۶۷۰ھ

مغلوں کی حکومت

(ب) اتابکان شام

۱۱۴۶ء — ۱۱۸۱ء م ۵۴۱ھ — ۵۷۷ھ

(۱) ۱۱۴۶ء — ۱۱۷۴ء نورالدین محمود بن زنگی ۵۴۱ھ — ۵۶۹ھ

(۲) ۱۱۸۱ء صالح اسمٰعیل بن (۱) ۵۶۹ھ — ۵۷۷ھ

اتابکان موصل و سنجار ۵۷۷ھ اور
بعد کو ایوبی خاندان ۵۷۹ھ

(ج) اتابکان سنجار

۱۱۷۰ء — ۱۲۲۰ء م ۵۶۶ھ — ۶۱۷ھ

۱۱۷۰ء — ۱۱۹۰ء عمادالدین زنگی بن مودود ۵۶۶ھ — ۵۹۴ھ
بن زنگی موصل

۱۲۱۹ء قطب الدین محمد بن (۱) ۶۱۶ھ

۱۲۱۹ء عمادالدین شاہان شاہ ۶۱۶ھ
بن (۲)

سنہ ۱۲۲۰ محمود (یا عمرؒ) بن (۲) سنہ ۶۱۷

ایوبی خاندان

(د) اتابکان الجزیرہ

سنہ ۱۱۸۰ - سنہ ۱۲۵۰ م سنہ ۵۷۶ - سنہ ۶۴۸

(۱) سنہ ۱۱۸۰ - سنہ ۱۲۰۸ معزالدین سنجار شاہ سنہ ۵۷۶ - سنہ ۶۰۵

(۲) ؟ معزالدین محمود ؟

(۳) ؟ - سنہ ۱۲۵۰ المسعود ؟ - سنہ ۶۴۸

ایوبی خاندان

بدرالدین لولو (وزیر نہم اتابک موصل)

- الصالح اسمٰعیل (الموصل سنہ ۶۵۷ تا سنہ ۶۶۰)
- السعید (حلب سنہ ۶۵۸)
- المظفر علاء الدین علی (سنجار سنہ ۶۵۷ تا سنہ ۶۵۸)
- سیف الدین (الجزیرہ سنہ ۶۵۷ تا سنہ ۶۵۸)
- المجاہد

(۶۳) بکتگینی خاندان

۱۱۴۴ء ۔ ۱۲۳۲ء م ۵۳۹ھ ۔ ۶۳۰ھ

(اتابکان اربل (Arbela) وغیرہ)

۱۱۴۴ء (۵۳۹ھ) میں عمادالدین زنگی نے اپنے ایک ترکی افسر زین الدین علی کوچک بن بکتگین کو موصل پر اپنا نائب مقرر کیا اور ۱۱۴۹ء (۵۴۴ھ) میں سنجار اور بعد کو حرّان تکریت اربل وغیرہ کو زیر اقتدار قرار دیا۔ زین الدین ۱۱۶۷ء (۵۶۳ھ) میں بمقام اربل فوت ہوا تو اس کا بڑا بیٹا مظفرالدین کوک بُری حرّان بھاگ گیا اور اربل اس کے چھوٹے بھائی زین الدین یوسف کے (بااتالیقی امیر مجاہدالدین قائماز) سپرد ہوا۔ ۱۱۹۰ء (۵۸۶ھ) میں یوسف مرگیا تو سلطان صلاح الدین نے جس کو اسوقت شام اور العراق عرب پر اقتدار اعلیٰ حاصل تھا مظفرالدین کوکبری کو اربل اور شہرازور اپنے بھائی کا جانشین بنایا۔ لیکن حرّان الرُّہا اور سُمیساط اس کے سابقہ ممالک کو خود اپنے بھتیجے تقی الدین عمر کے حوالہ کیا۔ کوکُبرُی ۱۲۳۲ء (۶۳۰ھ) میں فوت ہوا لیکن لاولد ہونے کی وجہ سے اربل خلفائے بنی عباسیہ کو دینے کی وصیت کرگیا۔

(۱) ۱۱۴۴ء ۔ ۱۱۶۷ء زین الدین علی کوچک بن بکتگین ۵۳۹ھ ۔ ۵۶۳ھ

(۲)	۱۱۶۷ء	زین الدین یوسف بن علی (اربیل پر) تاریخ وفات ۵۸۶ھ	۵۶۳ھ
(۳)	۱۱۹۰ء	مظفر الدین کوک بری بن علی (حرّان پر)	۵۸۶ھ
(۴)	۱۲۳۲ء	ایضاً (اربیل پر)	۶۳۰ھ

بنی عباس خلفاء پھر مغول

(۶۴) اُرتقی خاندان

۱۱۰۱ء ـ ۱۳۱۲ء م ۴۹۵ھ ـ ۷۱۲ھ

(دیار بکر)

اُرتق بن اکسب بانی خاندان سلجوقیوں کی فوج میں ایک ترکمان افسر تھا اور یروشلم کا گورنر مقرر ہوا جبکہ اس کے سپہ سالار تتش سلجوقی سلطان دمشق نے بیت المقدس فتح کیا۔ اُرتق کے بیٹے سکمان اور ایل غازی (جنھوں نے فلسطین) کے لاطینی شہزادوں سے جہاد کر کے شہرت کمائی) ۱۰۹۱ء (۴۸۴ھ) میں اپنے باپ کے جانشین ہوئے تاوقتیکہ ۱۰۹۶ء (۴۸۹ھ) میں فاطمی خلفائے یروشلم کو فتح کر لیا تب اول الذکر الرہا کو چلا گیا اور آخر الذکر العراق کو ۱۱۰۱ء (۴۹۵ھ) میں سلجوقی سلطان محمد نے ایل غازی کو بغداد کا حاجب مقرر

کیا۔ اور اسی سال ترکمان دیار بکر میں حصن کیفا کا گورنر بنا دیا گیا۔ جس میں اس نے ایک یا دو سال بعد ماردین اضافہ کیا۔ مگر ۱۱۰۸ء (۵۰۲ھ) میں ماردین اس کے بھائی ایل غازی کے حوالہ کر دیا۔ اسکے بعد سے ارتقی خاندان کے دو متوازی سلسلے شروع ہوئے۔ ایک کیفا پر دوسرا ماردین پر۔ کیفا کی شاخ ترکمان کے بالڈون اور جوسیلن کے مقابلہ میں غزوات و جہاد کرنے کے بعد سکون کی زندگی بسر کرنے لگی اور صلاح الدین کی اطاعت قبول کرلی جب اس کی قوت خطرناک طور پر بڑھ گئی جس کے صلہ میں اس کو اپنے مملکت میں شہر آمد اضافہ کرنے کا انعام ملا۔ ۱۱۸۳ء (۵۶۶ھ) میں۔

آخر میں ایوبی سلطان الکامل نے ۱۲۳۲ء (۶۲۹ھ) میں اس شاخ کو ختم کر دیا۔ کیفا کی ایک چھوٹی شاخ والا خاندان خرتا پرت پر (Quart Pierre) دیار بکر میں ۱۱۲۵ء (۵۲۱ھ) سے ۱۲۳۳ء (۶۳۰ھ) تک برسر حکومت رہا۔ ایل غازی بانی خاندان ماردین جس نے صلیبی جنگجوؤں کے مقابلہ میں نہایت عزم و استقلال سے جہاد کر کے شہرت پائی ۱۱۱۷ء (۵۱۱ھ) میں حلب لیا اور ۱۱۲۱ء (۵۱۵ھ) میں سلجوقی سلطان محمود نے اس کو دیار بکر میں میافارقین کا بھی حاکم بنایا۔ ماردین اور میافارقین پر اس کی نسل کا تسلط قائم رہا۔ اول الذکر پر تیمور کی اطاعت قبول کرنے اور ۱۴۰۸ء (۸۱۱ھ) میں قراقیون لی کی حکومت میں ضم ہونے تک اور آخر الذکر پر ۱۱۸۴ء (۵۸۰ھ) تک لیکن ماردین کے امیروں کی اہمیت باقی نہ رہی جبکہ ایوبیوں کو

شام اور عراق عرب پر اقتدار اعلیٰ حاصل ہوا۔ حلب ۱۱۲۳ء (۵۱۷ھ) میں ایک دوسرے اُرتقی سردار بلک بن بہرام کو مل گیا یہ (۴۹۷ھ میں) آنا (Ana) اور (۵۱۵ھ میں) خرتا پرت لے چکا تھا۔ اس نے بھی صلیبیوں کی جنگوں میں نمایاں کامیابی کے ساتھ فوج کشی کی۔

(الف) اُرتقی خاندان کیفا

۱۱۰۱ء - ۱۲۳۱ء م ۴۹۵ھ - ۶۲۹ھ

(۱)	۱۱۰۱ء - ۱۱۰۴ء	معین الدولہ سکمان اول بن ارتق	۴۹۵ھ - ۴۹۸ھ
(۲)	- ۱۱۰۸ء	ابراہیم بن (۱)	ق ۵۰۲ھ
(۳)	- ۱۱۴۸ء	رکن الدولہ داؤد بن (۱)	ق ۵۴۳ھ
(۴)	- ۱۱۷۴ء	فخر الدین قرا ارسلان بن (۳)	- ۵۷۰ھ
(۵)	- ۱۱۸۵ء	نور الدین محمد بن (۴)	- ۵۸۱ھ
(۶)	- ۱۲۰۰ء	قطب الدین سکمان دوم بن (۵)	- ۵۹۷ھ
(۷)	- ۱۲۲۲ء	ناصر الدین محمود بن (۵)	- ۶۱۹ھ
(۸)	- ۱۲۳۱ء	رکن الدین مودود بن (۷)	- ۶۲۹ھ

ب۔ ارتقی خاندان ماردین

۱۱۰۸ء ۔ ۱۴۰۸ء   ۵۰۲ھ ۔ ۸۱۱ھ

(۱) ۱۱۰۸ء ۔ ۱۱۲۲ء نجم الدین ایل غازی اول بن ارتق ۵۰۲ھ ۔ ۵۱۶ھ

(۲) ۱۱۵۲ء حسام الدین تیمور تاش بن (۱) ۵۴۷ھ

(۳) ۱۱۷۶ء نجم الدین آلپی بن (۲) ۵۷۲ھ

(۴) ۱۱۸۴ء قطب الدین ایلغازی بن (۳) ۵۸۰ھ

(۵) ۱۲۰۰ء حسام الدین یولوق ارسلان بن (۴) ق ۵۹۷ھ

(۶) ۱۲۳۹ء نصیر الدین اُرتق ارسلان المنصور بن (۴) ۶۳۷ھ

(۷) ۱۲۶۰ء نجم الدین غازی اول السّعید بن (۶) ۶۵۸ھ

(۸) ۱۲۹۲ء قرا ارسلان المظفر بن (۷) ق ۶۹۱ھ

(٩) ١٢٩٤ء شمس الدین داؤد بن (٨) ٦٩٣ھ

(١٠) ١٣١٢ء نجم الدین غازی دوم المنصور بن (٨) ٧١٢ھ

(١١) ١٣١٢ء عماد الدین علی الپبی العادل بن (١٠) ٧١٢ھ

(١٢) ١٣٦٣ء شمس الدین صالح بن (١٠) ٧٦٥ھ

(١٣) ١٣٦٧ء احمد المنصور بن (١٢) ٧٦٩ھ

(١٤) ١٣٦٧ء محمود الصالح بن (١٣) ٧٦٩ھ

(١٥) ١٣٧٦ء داود المظفر بن (١٢) ٧٧٨ھ

(١٦) ١٤٠٦ء مجد الدین عیسیٰ الظاہر بن (١٥) ٨٠٩ھ

(١٧) ١٤٠٨ء صالح بن (١٥) ٨١١ھ

(قراقیونلی) ترکمان

(٦٥) شاہان ارمنستان

١١٠٠ء - ١٣٠٧ء ۔ ٤٩٣ھ - ٦٠٤ھ

سکمان القطبی نے (وجہ تسمیہ یہ کہ وہ پہلے مرند واقع آذربائجان کے سلجوقی گورنر قطب الدین اسمٰعیل کا غلام تھا) شہر اخلاط واقع ارمنستان مروانیوں سے ١١٠٠ء (٤٩٣ھ) میں چھین لیا اور اس کی اولاد اور مملوک اس خطہ زمین پر ایک سو

برس تک حکمرانی کرتے رہے حتیٰ کہ ایوّبیوں نے ان کو ۱۲۰۷ء میں فتح کر لیا۔

(۱)	۱۱۰۰ء - ۱۱۱۲ء	سکمان القطبی	۴۹۳ھ - ۵۰۶ھ
(۲)	۱۱۲۷ء	ظہیر الدین ابراہیم شاہ الارمن بن (۱)	۵۲۱ھ
(۳)	۱۱۲۸ء	احمد بن (۱)	۵۲۲ھ
(۴)	۱۱۸۳ء	ناصر الدین سکمان دوم بن (۲)	۵۷۹ھ
(۵)	۱۱۹۳ء	سیف الدین بیگتمور غلام (۳)	۵۸۹ھ
(۶)	۱۱۹۸ء	بدر الدین اقسنقر بن (۴)	۵۹۴ھ
(۷)	۱۲۰۶ء	المنصور محمد بن (۵)	۶۰۳ھ
(۸)	۱۲۰۷ء	عزّ الدین بلبن غلام (۴)	۶۰۴ھ

(۶۶) اتابکان آذربائجان

۱۱۳۶ء - ۱۲۲۵ء   ۵۳۱ھ - ۶۲۲ھ

ایلدِ گز نامی ایک ترکی غلام خفچاق کے ملک کا سلجوقی سلطان العراق مسعود کے دربار میں مقرّب ہوا اور بالآخر آذربائجان کا گورنر اور سلطان کی بیوہ سالی کا شوہر بنایا گیا۔ اس کا بیٹا محمدؒ العراق کی سلجوقی

سلطنت کا حقیقی حکمران تھا علاوہ خود اپنے صوبہ کے۔ محمدؐ کا بھائی قزل ارسلان جو آذربائجان میں اس کے نائب کی حیثیت سے کام کیا تھا اس کا جانشین ہوا اور امیر الامرا بنایا گیا۔ لیکن جب مطلق العنان حکومت کا دعویٰ کیا تو قتل کردیا گیا۔ اور اس کے دو بھتیجے جو اس کے بعد حکومت پر مقرر ہوئے اس حرص سے باز آئے۔

(۱) ۱۱۳۶ء۔ ۱۱۷۲ء شمس الدین ایلدگز ۵۳۱ھ۔ ۵۶۸ھ
(۲) ۱۱۸۵ء محمدؐ پہلوان جہاں بن (۱) ۵۸۱ھ
(۳) ۱۱۹۱ء قزل ارسلان عثمان بن (۱) ۵۸۷ھ
(۴) ۱۲۱۰ء ابوبکر بن (۲) ۶۰۷ھ
(۵) ۱۲۲۵ء مظفر الدین اوزبک بن (۲) ۶۲۲ھ

خوارزم شاہی خاندان

---

(۶۷) سلغری خاندان

اتابکان فارس

۱۱۴۸ء۔ ۱۲۸۷ء ۵۴۳ھ۔ ۶۸۶ھ

سلغر ترکمانوں کی ایک جماعت کا سردار تھا جو خراسان میں منتقل ہوئے اور لوٹ مار کے بعد سلجوقی سلطان طغرل بک

کی خدمت اختیار کی۔ سلطان نے سلغر کو اپنا ایک خالسامان (Chamberlain) مقرر کیا۔ سلغر کی نسل کا ایک شخص سُنقر بن مودود ۱۱۴۸ء (۵۴۳ھ) میں اپنے آپ کو فارس کے صوبہ کا مالک بنا لیا اور ایک خاندان کی بنیاد ڈالی جس نے تقریباً ڈیڑھ صدی تک حکومت کی۔
اتابک سعد خوارزم شاہ کا باج گزار ہوا اور اصطخر اور اشکوران اس کے نذر کیا۔ اس کے بعد اتابک ابوبکر اگوتائی خاں مغل کا مطیع ہو گیا۔ جس کے صلہ میں اس کو قتلغ خاں کا خطاب عطا ہوا۔ بعد کے اتابک فارس کے حکمران مغلوں کے محض ماتحت تھے اور ان میں سے سب کے آخر ایک شہزادی عَبَش تھی جو ہلاگو کے ایک بیٹے منگو تیمور کے عقد میں آئی۔ سعدی شیرازی کا اتابک ابوبکر کے دربار سے تعلق تھا۔

نوٹ۔ سلغری خاندان کے اکثر حکمرانوں نے اپنے لئے مظفر الدین کا لقب اختیار کر لیا تھا۔

(۱) سُنقر بن مودود ۱۱۴۸ء۔ ۱۱۶۲ء ۵۴۳ھ۔ ۵۵۷ھ

(۲) زنگی بن مودود ۱۱۷۵ء ۵۷۱ھ

(۳) تکلہ بن (۲) ۱۱۹۵ء ۵۹۱ھ

(۴) ۱۲۲۶ء سعد بن (۲) ۶۲۳ھ

(۵) ۱۲۶۰ء ابوبکر بن (۴) زمانہ شیخ سعدی شیرازی ۶۵۸ھ

(۶) ۱۲۶۲ء محمدؔ بن (۴) ۶۶۰ھ

(۷) ۱۲۶۲ء محمدؔ شاہ بن سلغر بن (۴) ۶۶۰ھ

(۸) ۱۲۶۳ء سلجوق شاہ بن سلغر بن (۴) ۶۶۲ھ

(۹) ۱۲۸۷ء عَبِش بن سعد بن (۵) ۶۸۶ھ

(مغلوں کا خاندان)

(۶۸) ہزار اسپی خاندان

اتابکان لورستان

۱۱۴۸ء - ۱۳۳۹ء ۵۴۳ھ - ۷۴۰ھ

اس سلسلہ کا بانی ابوطاہر ایک سپہ سالار تھا جس کو سلغری اتابک نے ۱۱۴۸ء (۵۴۳ھ) میں (گریٹر لورستان) لورستان کبیر فتح کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ اس ابتدائی خطہ ملک میں مغل بادشاہ اباغہ (Abaga) کے عطیۂ

صوبہ خوزستان سے اضافہ ہوا۔ اتابک افراسیاب اوّل نے ارغوں خاں کی وفات پر اصفہاں لے لیا لیکن فوراً اس کی سزا بھی اٹھائی۔ یہ چھوٹا سا خاندان ۱۳۳۹ء (۷۴۰ھ) تک حکومت کرتا رہا۔ اس کی اکثر تاریخیں (سنواری) مشکوک ہیں۔ ان کا پایہ تخت ایدَج تھا۔ لیکن یہ لکھا گیا ہے کہ یوسف شاہ نے شوستر، حُویزہ اور البصرہ کو بھی اپنی مملکت میں شامل کرلیا۔ ان کے علاوہ ایک اور چھوٹا خاندان اتابکان بھی تھا جس نے بارھویں صدی سے سولھویں صدی تک لورستان صغیر پر حکومت کی (سر ہنری ہورتھ (Howorth) کی تاریخ منگولز حصہ (۳) صفحات ۱۴۰، ۴۰۶، ۷۵۱، ۶ مطالعہ کی جائے)

(۱) ۱۱۴۸ء ق ۱۲۰۳ء ابوطاہر بن محمد ۵۴۳ھ ق ۶۰۰ھ

(۲) ق ۱۲۵۲ء نصرۃ الدین ہزار اسپ بن (۱) ق ۶۵۰ھ

(۳) ق ۱۲۵۹ء تکلہ بن (۲) ق ۶۵۷ھ

(۴) ق ۱۲۷۴ء شمس الدین الپ ارغو بن (۲) ق ۶۷۳ھ

(۵) ۱۲۸۸ء یوسف شاہ اول بن (۴) ق ۶۸۷ھ

(۶) ۱۲۹۶ء افراسیاب اول بن (۵) ۶۹۶ھ

(۷) ۱۳۳۳ء نصرۃ الدین احمد بن (۶) ۷۳۳ھ

(۸) ۱۳۳۹ء رکن الدین یوسف شاہ دوم بن (۷) ۷۴۰ھ

(۹) ۱۳۵۵ء مظفر الدین افراسیاب دوم بن (۸) ۷۵۶ھ

(۱۰) ق ۱۳۷۸ء شمس الدین ہوشنگ (یا نور الورد) بن (۹) ق ۷۸۰ھ

(۱۱) ۱۴۰۸ء احمد ق ۸۱۵ھ

(۱۲) ق ۱۴۱۷ء ابو سعید ق ۸۲۰ھ

(۱۳) ق ۱۴۱۷ء - ۱۴۲۳ء حسین ق ۸۲۰ھ ۸۲۷ھ

(۱۴) ۱۴۲۳ء غیاث الدین ۸۲۷ھ -

(ابراہیم بن شاہ رخ نے انھیں معزول یا ملک بدر کر دیا)

(۶۹) شاہانِ خوارزم

ق ۱۰۷۷ء - ۱۲۳۱ء ق ۴۷۰ھ - ۶۲۸ھ

غزنین کے سلطان بلکاتگین کا ایک غلام انشتگین نامی سلجوقی سلطان ملک شاہ کا ساغر بردار (یا ساقی) مقرر ہوا جس کو اس نے خوارزم (حال خیوا) کا گورنر بنایا۔ اس کا بیٹا اتسیز خوارزم شاہ کے لقب سے اس کا جانشین ہوا۔ اتسیز خوارزم شاہی خاندان کا پہلا شخص تھا جس نے خود مختاری کی کوشش کی۔ لیکن سلطان سنجر نے اس کی بغاوت ۱۱۳۸ء (۵۳۳ھ) کو فرو کر کے اس کو خوارزم سے نکال دیا۔ تھوڑے ہی دن بعد اتسیز خوارزم کو واپس ہوا اور پھر خوارزم شاہ خود مختار بن گئے اتسیز نے اپنی حکومت کو دریائے سیحون کے شہر جند تک وسعت دی۔ اس کے بعد تکش نے خراسان رے اور اصفہان پر قبضہ کر لیا۔

۱۱۹۳ء - ۹۴ (۵۸۹ھ - ۵۹۰ھ) اور اس کا بیٹا مشہور علاءالدین محمدؒ خراسان میں غزنوی سلطانوں کے خلاف سخت جنگ کر کے ۱۲۱۰ء (۶۰۷ھ) تک ایران کا بیشتر حصہ فتح کر لیا اور بخارا و سمرقند بھی اپنی حکومت میں شامل کر لیا۔ اور گورخاں کے ملک قراخطائے پر حملہ آور ہو کر اس کے پائے تخت اترار پر قبضہ کر لیا۔ ۱۲۱۴ء (۶۱۱ھ) میں وہ افغانستان میں داخل ہو کر غزنین لے لیا اور پھر ۶۱۴ھ میں شیعی مذہب اختیار کر کے عباسی خلافت کو ختم کرنے کی تیاریاں شروع کیں۔ چنگیز خاں کی مغل یا تاتاری افواج نے اس کی شمالی سرحد پر تاخت کر کے علاءالدین محمدؒ کی ساری فتوحات پر پانی پھیر دیا۔ اس کو تاتاریوں کے مقابلہ میں بے تحاشا بھاگنا پڑا اور وہ حالت

یا سن میں بحر کیسپین کے ایک جزیرہ میں جا چھپا اور وہیں مرگیا ۱۲۲۰ء (۶۱۷ھ) میں۔ اس کے تین بیٹے کچھ مدت ایران کے صوبہ جات میں بھٹکتے پھرے۔ ان میں سے ایک جلال الدین نے دو برس کے لئے ہندوستان میں بھی پناہ لی۔ مگر دس برس کی دوا دوی کے بعد (جس کے دوران میں ۶۲۲ھ سے ۶۲۸ھ تک وہ آذربائجان پر تسلط حاصل کرسکا) مغلوں نے بالآخر ۱۲۳۱ء (۶۲۸ھ) میں اس کو وہاں سے نکال دیا۔ خوارزم شاہیوں کی حکومت ایک زمانہ میں سلجوقیوں کی سرحد کے قریب تک پھیلی ہوئی تھی لیکن یہ وسعت بمشکل بارہ برس تک قائم رہ سکی۔

(۱)	ق ۱۰۷۷ء۔ ۱۰۹۷ء انُشتگین	ق ۴۷۰ھ۔ ۴۹۰ھ
(۲)	۱۱۲۷ء قطب الدین محمد بن (۱)	۵۲۱ھ
(۳)	۱۱۵۶ء اَتسیز بن (۲)	۵۵۱ھ
(۴)	۱۱۷۲ء ایل ارسلان بن (۳)	۵۶۸ھ
(۵)	۱۱۷۲ء سلطان شاہ محمد (وفات ۵۸۹ھ) بن (۴)	۵۶۸ھ
(۶)	۱۱۹۹ء تکشؔ بن (۴)	۵۹۶ھ
(۷)	۱۲۲۰ء علاء الدین محمد بن (۶)	۶۱۷ھ
(۸)	۱۲۳۱ء جلال الدین منگ بَرتی بن (۷)	۶۲۸ھ

(نوٹ) علاء الدین محمد کے علاوہ تکش کے اور تین بیٹے تھے ناصر الدین ملک شاہ حاکم خراسان (وفات ۵۹۳ھ) یونس خاں حاکم رہے۔ تاج الدین علی شاہ حاکم کردستان

علاءالدین کے دوسرے بیٹے رکن الدین گورسنجی (وفات ۶۱۹ھ)
غیاث الدین شیر شاہ (وفات ۶۲۷ھ)

(۷۰) قتلغ خانی خاندان

کرمان

۱۲۲۲ء - ۱۳۰۳ء / ۶۱۹ھ - ۷۰۳ھ

بُراک حاجب قرا ختائے کا باشندہ اور علاءالدین خوارزم شاہ کی فوج کا ایک افسر تھا ۱۲۲۲ء (۶۱۹ھ) میں کرمان میں اپنا تسلط قائم کیا جب کہ خوارزم شاہ کے زوال پر تاراج پھیل گیا تھا۔ مغل بادشاہ اوگوتائے نے اس تسلط کو منظور کر کے اس کو قتلغ خاں کا خطاب عطا کیا۔ یہ خاندان کرمان کے حدود کے اندر محدود رہا اور ایران، فارس کے مغلوں کا وفادار محکوم رہا۔ مغلوں کے دو شہزادے اس خاندان کی لڑکیوں سے بیاہے گئے۔ اس سلسلہ کے آخری حکمران کی لڑکی نے محمد مظفری فارس سے شادی کی۔

(۱) ۱۲۲۲ء - ۱۲۳۴ء براک حاجب قتلغ خاں ۶۱۹ھ - ۶۳۲ھ
(۲) ۱۲۵۲ء رکن الدین خوجۃ الحق بن (۱) ۶۵۰ھ
(۳) ۱۲۵۷ء قطب الدین محمد بن تینکو بن (۱) Tayn-Kü ۶۵۵ھ
(۴) ۱۲۸۲ء قتلغ خاتون (۳) کی بیوہ * ۶۸۱ھ
(۵) ۱۲۹۳ء جلال الدین سیورغاتمش بن (۳) و (۴) ۶۹۳ھ

(۶) ۱۲۹۴ء صفوۃ الدین پادشاہ خاتون بن (۳) و (۴) ۶۹۴ھ

(۷) ۱۳۰۱ء جلال الدین محمد شاہ بن حجاج سلطان بن (۳) و (۴) ۷۰۱ھ

(۸) ۱۳۰۳ء قطب الدین شاہ جہاں بن (۵) ۷۰۳ھ

(۷۴۱ھ تک مغل گورنر حاکم رہے۔ اس کے بعد مظفری خاندان)

۶۵۵ سے ۶۶۰ھ تک اس کا بیٹا حجاج سلطان حکمران قرار دیا گیا تھا۔

X سلجوقیوں کے جانشین مغرب میں

ایشیائے کوچک کے امیر

(۷۱) کَرَاسیَ (Mysia) Karasī

(۷۲) حمَید (Pisidia) Hamīd

(۷۳) کرمیاں (Phrygia) Karmiyan

(۷۴) تکہّ (Lycia) Takka

(۷۵) صاروخاں (Lydia) Ṣārū Khān

(۷۶) ایدین (") Aydin

(۷۷) منتشا (Caria) Manthashā

(۷۸) قزل احمدلی (Paphlagonia)

(۷۹) قرمان (Lycaonia) Qaraman.

(۸۰) عثمانی خاندان کے ترکی سلاطین

سلجوقیوں کے مغرب میں جانشین

امیران ایشیائے کوچک

ہم نے دیکھا کس طرح سلجوقیوں کے اتابک اور دیگر سردار ان کی وسیع سلطنت کے ایرانی عراقی اور شامی صوبہ جات میں ان کے جانشین بنے لیکن طاقتور حکمران خاندان قائم نہ کر سکنے کی وجہ سے تیرھویں صدی عیسوی میں مغلوں کے لئے جگہ چھوڑنی پڑی۔ بریں ہم سلجوقی سلطنت کا ایک حصہ ایسا تھا جہاں مغلوں کا تسلط دوامی نہ ہو سکا اور جہاں سلجوقیوں کے بعد ان سے بھی زیادہ طاقتور خاندان حکمران ہوا یہ خاندان عثمانی ترکوں کا ہے۔ تاریخ اسلام کے مغل یا تاتاری دور کا

ذکر کرنے سے پہلے سلجوقیوں کے ان جانشینان بلاد مغرب کا مختصر بیان ضروری ہے۔ تیرھویں صدی کے دوسرے نصف حصہ میں روم کے سلجوقی حکمران ایران کے مغلون کے باج گزار ہو گئے جو اناطولیہ میں اپنے ایک گورنر کے ذریعہ حکومت کرتے تھے۔ لیکن اس دور دراز ملک میں مغلوں کا اثر خفیف اور مختصر مدت کے لئے رہا۔ پرانے سلجوقی حکمرانوں نے اس زوال کی حالت میں اطاعت تو قبول کر لی لیکن ان کی جگہوں پر جو نوجوان خاندان رونما ہوئے وہ ایران کے دور افتادہ بادشاہوں کی کچھ زیادہ پروا نہیں کرتے تھے اور نہ اس طرف سے بھی اطاعت منوانے کی کوشش ہوتی تھی۔ تھوڑے ہی دنوں میں روم میں سلجوقیوں کی دس چھوٹی بادشاہتیں اس طرح قائم ہو گئیں۔ کراسی خاندان مائسیہ پر مسلط ہوا۔ صارو خاں اور ایدین کے خاندان لڈیا پر منتشا کے شہزادے کیریہ پر۔ تکہ کے لائسیہ اور پمفائیلیہ پر۔ حمید کے لیسیڈیہ اور آئسوریہ پر قرمان کے لائکونیہ پر۔ کرمیان کے فراجیہ پر۔ قزل احمدلی پفلاگونیہ پر۔ اور خاندان عثمان فراجیہ ایکٹیٹس پر مسلط ہوا۔ یہ تمام خاندان بتدریج عثمانی ترکوں کی بڑھتی قوت میں ضم ہونے لگے اگرچہ عثمانی ایک زمانہ میں سب سے زیادہ کمزور تھے۔

کراسی ۱۳۳۶ء (۷۳۷ھ) میں ضم ہو گیا۔ حمید ایک شادی کے جہیز میں ۱۳۸۲ء (۷۸۳ھ) میں خریدا گیا۔ اور ۱۳۹۰ء (۷۹۲ھ) میں بایزید اوّل نے کرمیان تکہ، صاروخان، ایدین اور منتشہ کو ایک ہی جنگ میں فتح کر لیا اور قرمان اور قزل احمدلی کو ۱۳۹۲ء-۳ (۷۹۴ھ-۵) میں شامل کر کے فتوحات مکمل کر لئے۔ اس طرح چودھویں صدی کے ختم پر عثمان اوّل کے خودمختاری کا علم بلند کرنے کے ایک سو سال کے اندر ہی اندر اس کے بہادر پڑپوتے نے اپنے زبردست ہاتھوں سے نو رقیب خاندانوں کو میٹ ڈالا۔

۱۴۰۲ء (۸۰۴ھ) میں انگورا (انقرہ) کی جنگ کے بعد جب کہ تیمور نے بایزید کو شکست دے کر قید کر لیا اور ایشیا میں عثمانیوں کی قوت تاتاریوں سے فنا ہوتی ہوئی نظر آئی، متذکرہ بالا سات خاندان (لیکن کراسی یا حمید نہیں) تیمور کی مدد سے اپنی قدیم ریاستوں پر دوبارہ فائز ہوئے اور تقریباً پاؤ صدی ان میں نئی جان آئی۔ لیکن اس وقت تک عثمانی ترک تیمور کے صدمہ سے سنبھل اٹھے اور ۱۴۲۶ء-۲۸ (۸۲۹ھ-۳۲) سلطان مراد دوم نے ان میں سے پانچ ریاستوں کو پھر سے فتح کر لیا اور ۱۴۷۱ء (۸۷۷ھ) میں قرمان کے دوبارہ سقوط کے بعد محمد ثانی کے زبردست ہاتھوں نے سابقہ تمام دس ریاستوں کو اپنے اقتدار میں سمیٹ لیا اور وہ اب بھی ترکوں ہی کے قبضہ میں ہیں۔

مزید تفصیل اسٹینلی لین پول کے مضمون متعلق جانشینان سلجوقیان
New Series XIV (1882) Journal R. As. Soc.
کے مطالعہ سے معلوم ہوسکتی ہے۔ بایزنطینی فرمارواؤں اور جانشینان سلجوقی وغیرہ سے عثمانی سلاطین نے ایشیائے کوچک پر کس طرح پورا تسلط حاصل کیا ذیل کے خاکہ سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے جو اسٹینلی لین پول کے تیار کردہ نقشہ سے اخذ کیا گیا ہے:۔

بائیتھینیہ بائزنطینی سلطنت میں شامل تھا، مائکل پیلیوگس ۶۶۰ھ اندرونیکس ۶۸۲ھ۔

بروسہ ۷۱۷ھ۔ بعد کو عثمانی سلطنت

فراجیہ اکپٹیس عثمانی علاقہ میں ارطغرل ۶۳۰ھ۔ عثمان ۶۹۹ھ اورخاں ۷۲۶ھ مراد اوّل۔

۷۸۶ھ۔ بایزید ۷۹۲ھ۔ تیمور کا حملہ ۸۰۴ھ۔

محمد اول ۸۰۵ھ۔ مراد دوم۔ ۸۲۴ھ۔ محمد دوم ۸۵۵ھ

مائسیہ۔ کراسی۔ سلجوقی۔ عجلان بیگ۔ ۷۳۷ھ سے عثمانی سلطنت

اسحٰق ۔ ۷۹۲ھ میں بایزید نے فتح کرلیا تیمور نے خضر کو ۸۰۵ھ یا
عمر کو ۸۰۹ھ ؟ میں واپس دلایا ۔ پھر جنید جانشیں ہوا (؟) ۔
آخر میں مراد دوم نے عثمانی سلطنت میں شامل کیا ۔

لڈیہ (ایدین) سلجوقی ۷۰۰ھ ۔ ۷۳۳ھ ایدین بک ۔ محمد ۔ ۷۴۰ھ
عمر ۔ ۷۴۸ھ عیسیٰ ۔ ۷۹۲ھ بایزید نے ضم کرلیا ۔ تیمور نے
واپس دلایا عیسیٰ کو ۸۰۵ھ میں ۔ پھر عمر ۸۰۶ھ میں پھر جنید
پھر ۸۲۴ھ میں مصطفےٰ ۔ بعد کو ۸۲۹ھ میں مراد دوم نے عثمانی
سلطنت میں شامل کیا ۔

کیریہ (منتشا) سلجوقی ۷۰۰ھ، منتشا بیگ، یعقوب، محمود، ۷۹۱ھ الیاس
۷۹۲ھ میں بایزید نے ضم کرلیا ۔ تیمور نے ۸۰۵ھ میں الیاس کو
واپس دلایا ۔ پھر ۸۲۴ھ اویس احمد اور لیث ۔ اس کے بعد
مراد دوم نے عثمانی سلطنت میں شامل کرلیا ۔

کیپڈوشیہ (قزل احمدلی) سلجوقی ۔ ق ۶۹۰ھ تیمور ۔ ق ۶۴۳ھ محمد اول
۶۷۸ھ محمود ۶۹۰ھ تیمور ۔ شجاع الدین ۔ عادل بیگ بایزید کُتُرم
۷۹۵ھ بایزید نے ضم کرلیا ۔ ۸۰۵ھ تیمور نے اسفندیار کو واپس
دیا ۔ ۸۳۳ھ ابراہیم اسمٰعیل قزل احمد ۔ ۸۶۴ھ عثمانی سلطنت میں
داخل ہوا ۔

لائیکوئنیہ (قرمان) ۔ سلجوقی ۔ ق ۶۲۰ھ قرمان ۔ ق ۶۴۳ھ محمد اول ۔
۶۷۸ھ محمود ۔ ۷۱۹ھ بخشی ۔ ۷۵۰ھ علاء الدین علی ۔ ۷۹۲ھ

بایزید نے ضم کرلیا۔ ۸۰۵ھ محمد ثانی کو تیمور نے واپس دلایا۔

۸۲۹ھ ابراہیم۔ ۸۶۹ھ { پیراحمد / اسحٰق } ۔ ۸۷۷ھ عثمانی ترکی سلطنت میں شامل ہوگیا۔

عثمانی خاندان ترکی سلطانان

۱۲۹۹ء ۔ ۱۸۹۳ء تاریخ طباعت انگریزی کتاب ۶۹۹ھ ۔ ۱۳۱۱ھ

عثمانی ترک اوغوز قبیلہ کی ایک چھوٹی نسل (clan) سے تھے جن کو مغلوں نے اپنے مغربی نقل وطن یا ہجرت میں خراسان سے آگے بھگادیا۔ یہ لوگ تیرھویں صدی کے شروع میں ایشیائے کوچک میں جابسے۔ جنگ میں مدد کرنے کے صلہ میں سلجوقی سلطان نے ان کو اجازت دی کہ وہ اپنے بکروں کے منڈے فراجیہ ایکٹیٹس کے قدیم نام والے صوبہ میں جو بائز نطینی بطنیہ (Bithynia) کے حدود پر واقع تھا اور اب سلطانیونی (Sultan one) کہلانے لگا چرالیں۔ انھوں نے سگت کو اپنا صدر مقام بنایا

* Eponymous founder of the dynasty.

عثمان جس کے نام سے یہ قوم منسوب ہوگئی ہے اور جس کے خاندان کے سلسلۂ ذکور کے ۳۵ سے زائد سلطان سلطنت کر گئے ہیں ۱۲۵۸ء (۶۵۶ھ) میں یہیں پیدا ہوا۔ اس نے بائزنطینی سرحد کو اور پیچھے ہٹایا اور اس کے بیٹے اورخان نے بروسہ اور ازنیق یا نیقیہ Nicaea لے لیا۔ بروس کی ریاست (اسٹیٹ) کر اسی کو ضم کر لیا اور ینی چری کی مشہور و معروف سپاہ تیار کی جو صدیوں تک عثمانی فاتح افواج کا بہترین حصہ تھی۔ ۱۳۵۸ء (۷۵۹ھ) میں ترکوں نے ہلسپونٹ (Hellespont) کو عبور کر کے گلیپولی میں اپنی ایک چھاؤنی قائم کی۔ اور پھر بائزنطینی حکومت کے یوروپی حصہ کو فتح کرنا شروع کیا۔

(زمانہ مراد اول)

چند ہی سال بعد ادرنہ (Adrianople) اور فلپوپولس ان کے ہاتھ آئے۔ مارتسہ (Maritza) ۱۳۶۴ء کوسووا (Kosovo) ۱۳۸۹ء اور نکوپولس (Nicopolis) ۱۳۹۱ء کی جنگوں میں یورپ کی مشہور سے مشہور بہادر افواج کو شکست دینے کے بعد ترکوں نے سارے بلقانی جزیرہ نما پر قسطنطنیہ کے گرد نواح کے چھوٹے سے رقبہ کے سوائے تسلط حاصل کر لیا۔ روما کی مشرقی شہنشاہیت کا پایہ تخت موقت طور پر تیمور لنگ کے ایشیائے کوچک پر حملہ کرنے سے بچ گیا۔ جس میں سلطان بایزید اول کو ۱۴۰۲ء (۸۰۴ھ) میں انگورہ (انقرہ) کے میدان پر سخت شکست ہوئی۔

تھوڑی دیر کے لئے وہ سلطنت جو دریائے ڈینوب سے اورنٹیز (Orontes) تک پھیلی تھی ایک ہی ضرب میں بظاہر فنا ہوگئی۔ مگر محمد اول چلپی کے عاقلانہ دورِ حکومت میں اس سلطنت کا از سرِ نو ابھرنا اس سے کچھ کم عجب نہیں ہے۔ امن اور استقلال کے ایک وقفہ کے بعد مراد دوم نے اپنی سلطنت کو ہنیادی (Hunyadi) ولیشیہ کے سفید نائٹ کے حملوں سے بچا لیا اور ایک واثق معاہدہ کو دیدہ و دانستہ توڑنے کے بدلہ میں وارنہ (Karna) کی لڑائی جیت کر عیسائی صلیبیوں پر (۱۴۴۴ء) قطعی فتح حاصل کی۔ اس شاندار فتح سے ترکوں کو شمال کی جانب سے حملہ کا خوف نہ رہا اور بعد کی دو صدیوں کی تاریخ مسلسل فتوحات کا مرقع ہے۔ محمد ثانی نے ۱۴۵۳ء میں قسطنطنیہ کو فتح کر کے بازنطینی حکومت کی باقیماندہ علامت بھی میٹ دی۔ اس کے بعد ۱۴۷۵ء میں کرائمیہ ضم کر لیا گیا۔ بحرِ ایجین کے جزائر ترکوں کے قبضہ میں آگئے بلکہ ترکی جھنڈا اطالیہ کی سرزمین پر بھی اوٹرینٹو (Otranto) کے قلعہ پر لہرایا۔ آٹھ سال کی مختصر مدت میں سلیم اول نے شاہ ایران کو شکست دیکر کردستان اور دیار بکر کو عثمانی سلطنت میں شامل کیا۔ شام مصر اور عربستان مملوک سلاطین سے چھین لیا (۱۵۱۷ء میں) اور نہ صرف مکہ اور مدینہ کے مقدس و محترم مقامات اپنی حفاظت میں لئے بلکہ قاہرہ کے پناہ گزین عباسی خلیفہ سے آنحضرت صلعم کے آثار مبارک حاصل کئے انہی امور کی بنا پر

کہا جاتا ہے کہ ترکی سلاطین اپنے آپ کو خلیفۃ المسلمین منوانے لگے
سلیمان اعظم (Patria fortis filius fortior)
(باپ بڑا بیٹا اس سے بھی بڑا) نے اپنے باپ سلیم سے بھی
بڑھکر ناموری حاصل کی۔ سنہ ۱۵۲۲ء میں اس نے رہوڈز (Rhodes)
کے عیسائی نائٹس کو جو قزاقی کرتے تھے نکال باہر کیا۔ شمال میں اس نے
بلغراد فتح کیا اور سنہ ۱۵۲۶ء میں ہنگری کی فوج کو میدان موہاکس (Mohács)
میں بالکلیہ کچل ڈالا۔ ان کا بادشاہ لوئی دوم (Louis II) اور
اس کے بیس ہزار سپاہی مارے گئے۔ ڈیڑھ سو برس تک ہنگری ترکوں کا
ایک صوبہ تھا۔ سلیمان نے وینا (Vienna) کا بھی سنہ ۱۵۲۹ء میں محاصرہ
کیا اور اگرچہ وہ اس کو لے نہ سکا اس نے آرک ڈیوک فرڈیننڈ کو خراج دینے
پر مجبور کیا۔ سلطان نہ صرف اس وجہ سے اعظم کہلانے کا مستحق ہے کہ وہ بہترین
دل ودماغ کا پادشاہ تھا اور بڑے شاندار فتوحات اس کے نام کے ساتھ
وابستہ ہیں، بلکہ وہ دنیا کے ایک غیر معمولی بڑے اور معرکہ خیز عہد میں بھی
اپنے ہمعصر بڑے بادشاہوں اور سپہ سالاروں میں سب سے زیادہ
ممتاز حیثیت رکھتا تھا جیسے چارلس پنجم فرانسس اول، ایلزبتھ اور
لیو دہم۔ کولمبس کورٹیز (Cortes) اور بنزا لے۔ چارلس کے عروج
کے زمانہ میں اس نے ہنگری فتح کرکے وینا کا محاصرہ کیا۔ اور باوجود
عیسائی یورپ کی بڑھتی بحری طاقت اور ڈوریا (Doria) اور
ڈریک جیسے مشہور امیر البحروں کے اس نے سمندروں کو اسپین کے

ساحل تک چھان مارا اور خود اس کے امیر البحروں نے (جیسے بربروسہ پیلے (Piali) اور درگت (Dragut) بحیرہ میڈٹرینین کے ساحلوں پر دہشت مچا رکھی، اسپین کے عیسائیوں کو ممالک بربر سے خارج کر دیا۔ اور روم کے پاپا، شہنشاہ اور ڈوج Doge کی متفقہ بحری افواج کو پریویزا (Prevesa ۱۵۳۸ء) کے پرے شکست فاش دی۔ سلیمان کی سلطنت دریائے ڈینیوب پر واقع شہر بوداپست (Budapesth) سے اسوان (Aswan) دریائے نیل کے آبشار تک اور دریائے فرات سے تقریباً آبنائے جبل الطارق تک پھیلی ہوئی تھی۔

زمانۂ سلیم دوم

سلیمان اعظم کا عہد ترکی سلطنت و قوت کی اعلیٰ سے اعلیٰ ترقی اور عروج کا زمانہ ہے۔ ترکی سلطنت کا زوال ۱۵۷۱ء سے شروع ہوا جبکہ ڈان جان بادشاہ آسٹریا نے لیپانٹو (Lepanto) کی بحری لڑائی میں ترکی بحریہ کو سخت شکست دی۔ اگرچہ اسی سال ترکوں نے جزیرہ قبرص فتح کیا اور

زمانۂ سلیم سوم

آسٹریا کو ۱۵۹۶ء کی بڑی جنگ میں کیرسٹیز (Kerestes) پر شکست دی۔ یورپ کے دل سے ترکوں کا خوف جاتا رہا۔ مراد چہارم نے ۱۶۳۸ء میں بغداد کو اپنے ایشیائی ممالک میں شامل کر لیا اور ۱۶۴۵ء میں کینڈیا یا جزیرۂ کریٹ اور بحیرۂ ایجین وغیرہ کے دوسرے جزائر کو وینس کی ریاست سے چھین لیا مگر بر اعظم یورپ پر ۱۶۶۴ء میں سنٹ گوتھرڈ (ملاحظہ ہو ...) [illegible]

اور ۱۶۷۵ء میں لیمبرگ کی ہزیمتوں سے جو جان سوبئیسکی (John Sobieski) بادشاہ پولینڈ کے ہاتھوں اٹھانی پڑیں اور پھر ۱۶۸۲ء میں ویانا کے محاصرۂ دوم کی ناکامی نے ان کی قوت توڑ ڈالی۔ اس کے بعد ۱۶۸۶ء میں انکے ہاتھ سے ہنگیری نکل گیا، بوزینہ پر آسٹریا والوں نے چڑھائی کی اور اور یونان پر وینس والوں نے۔ پرنس یوجین (Eugene) نے ان کو زنٹہ (Zenta) پر آخری ضرب لگائی اور کارلووٹز (Carlovitz) اور پاسارووٹز (Passorovitz) کے عہدناموں سے ترکوں کی حکومت ہنگیری، پوڈولیہ (Podolia) اور ٹرانسلوینیہ میں باقی نہ رہی۔

اس خرابی کے بعد ترکی سلطنت کی سرحدیں تقریباً غیر متبدل رہیں تاآنکہ انیسویں صدی میں یا ۱۸۷۸ء میں اس کے حصے بخرے

زمانہ مصطفےٰ سوم

ہونے لگے۔ روسیوں نے ۱۷۳۶ء میں اوقاکوف (Oczakov) اور ایزوف (Azov) پر قبضہ کر کے ترکوں سے ملک گیری شروع کی

زمانہ عبدالحمید اول

اور ۱۷۸۳ء میں نہ صرف کریمیا ہی لے لیا بلکہ ان کے ڈنیوبی صوبوں پر بھی حملے شروع کر دئے۔ خود انھیں کی بنی چری سپاہ ان کو دق کرنے لگی بالآخر محمود دوم نے (جو اس دور کا سب سے بڑا ترکی سلطان ثابت ہوا) مجبور ہو کر اس سپاہ کو ۱۸۲۶ء میں ساری کی ساری تلف کر دیا۔

اس پر بھی ترکی زوال رُکنے نہ پایا۔ انیسویں صدی کے پہلے ربع حصہ میں افریقہ میں مصر کو محمد علی پاشا نے تقریباً خود مختار بنا لیا اور برطانیہ نے ۱۸۸۲ء میں دست اندازی کر کے اس ترکی صوبہ کو اور بھی ترکی اثر سے نکال ڈالا اور خود مسلط ہو گیا۔ الجیرز (Algiers) اور تونس ۱۶۵۹ء (۱۰۷۰ھ) اور ۱۷۰۵ء (۱۱۱۷ھ) میں یکے بعد دیگرے اپنے حکمران ڈیے (Deys) اور (Beys) کے تحت نیم خود مختار بن بیٹھے۔ فرانس الجیرز پر ۱۸۳۰ء سے قابض ہو گیا اور تونس پر ۱۸۸۱ء سے۔ افریقی سلطنت میں ۱۹۱۱ء تک طرابلس ہی ترکوں کے زیر اقتدار (اور وہ بھی برائے نام) تھا۔ لیکن اس سال ایطالیہ نے اس کو بھی زبردستی ان سے چھین لیا۔ ایشیا میں مراد چہارم کے ایران سے بغداد فتح کرنے کے بعد ترکوں کو بہت کم ملک کھونا پڑا لیکن ۱۹۱۴ء-۱۸ء کی جنگ عظیم کے بعد عراق عرب فلسطین اور حجاز سے بھی ان کو ہاتھ دھونا پڑا۔ یورپ اناطولیہ کو بھی یونانیوں کے حوالہ کرنا چاہتا تھا لیکن مصطفےٰ کمال اور اس کے ساتھیوں نے ایسا ہونے نہ دیا۔

انیسویں صدی میں ترکوں کے اہم نقصانات زیادہ تر یورپ میں ہوئے۔
(بزمانہ محمود دوم) ۱۸۲۸ء میں یورپ نے یونان کو ان کے قبضہ سے نکال کر آزاد بنا دیا۔ ڈینوبی صوبہ جات (بزمانہ عبدالعزیز) ۱۸۶۶ء میں رومانیہ کی آزاد ریاست بنا دئے گئے۔ ۱۸۶۷ء میں سرویا سے ترکی

فوج برخاست کرنی پڑی۔ روس کا عزم ملک گیری اور ریشہ دوانیاں اگرچہ انگلستان اور فرانس کی جنگ کرائمیہ ۱۸۵۴ء ۔ ۵۶ء) میں مدد سے تھوڑی مدت کے لئے رک گئیں تاہم اس نے ۱۸۷۷ء ۔ ۷۸ء میں دوبارہ (بزمانہ عبدالحمید دوم) ترکی پر چڑھائی کی لیکن دول یورپ نے اس کو اس پر پورا تسلط حاصل کرنے سے باز رکھا۔ ۱۸۷۸ء کے عہد نامہ برلن سے اگرچہ روس کو کچھ زیادہ ملک یا اقتدار ترکی کی سلطنت میں نہیں ملا لیکن دول یورپ نے اس کے مزید حصے بخرے کر کے بانٹ لئے۔ رومانیہ اور سرویہ کی جدید عیسائی بادشاہتیں قائم کی گئیں۔ مونٹینگرو جیسے چھوٹے ملک کو خودمختار تسلیم کیا گیا۔ تھسلی (Thessaly) یونان کے حوالہ کر دیا گیا۔ بوزینہ اور ہرزگووینہ آسٹریا کی حراست میں دیا گیا اور بلغاریہ کی ایک نئی باجگزار ریاست قائم کی گئی جس میں بعد کو (۱۸۸۵ء میں) مشرقی رومیلیہ شامل کر دیا گیا۔ الغرض ان یک طرفہ انتظامات سے ترکی تمام اپنے مقبوضات شمال بلقان سے محروم کر دیا گیا۔ انیسویں صدی کے ختم کے قریب ترکی کی یوروپی شہنشاہی بلقان کے جنوب میں صرف ایک خطہ کی حد تک محدود رہ گئی جو زمانہ قدیم میں تھریس، مقدونیہ، ایپائرس اور الائریا پر مشتمل تھا۔ کہاں یہ اور کہاں وہ وسعت جو سلطان سلیمان کے زمانہ میں ونیا کے دروازہ تک پہنچ گئی تھی۔

(۱) ۱۲۹۹ء ۔ ۱۳۲۶ء عثمان اول بن ارطغرل ۶۹۹ھ ۔ ۷۲۶ھ

( )

(۲)	۱۳۶۰ء	اورخان بن (۱)	۷۶۱ھ
(۳)	۱۳۸۹ء	مراد اول بن (۲)	۷۹۲ھ
(۴)	۱۴۰۲ء	بایزید اول بن (۳)	۸۰۵ھ
(۵)	۱۴۲۱ء	محمد اول بن (۴)	۸۲۴ھ
(۶)	۱۴۵۱ء	مراد دوم بن (۵)	۸۵۵ھ
(۷)	۱۴۸۱ء	محمد دوم بن (۶)	۸۸۶ھ
(۸)	۱۵۱۲ء	بایزید دوم بن (۷)	۹۱۸ھ
(۹)	۱۵۲۰ء	سلیم اول بن (۸)	۹۲۶ھ
(۱۰)	۱۵۲۰ء - ۱۵۶۶ء	سلیمان اول بن (۹)	۹۲۶ھ - ۹۷۴ھ
(۱۱)	۱۵۷۴ء	سلیم دوم بن (۱۰)	۹۸۲ھ
(۱۲)	۱۵۹۵ء	مراد سوم بن (۱۱)	۱۰۰۳ھ
(۱۳)	۱۶۰۳ء	محمد سوم بن (۱۲)	۱۰۱۲ھ
(۱۴)	۱۶۱۷ء	احمد اول بن (۱۳)	۱۰۲۶ھ
(۱۵)	۱۶۱۸ء	مصطفیٰ اول بن (۱۳)	۱۰۲۷ھ
(۱۶)	۱۶۲۲ء	عثمان دوم بن (۱۴)	۱۰۳۱ھ
	۱۶۲۳ء	مصطفیٰ اول (واپس)	۱۰۳۲ھ
(۱۷)	۱۶۴۰ء	مراد چہارم بن (۱۴)	۱۰۴۹ھ
(۱۸)	۱۶۴۸ء	ابراہیم اول بن (۱۴)	۱۰۵۸ھ
(۱۹)	۱۶۸۷ء	محمد چہارم بن (۱۸)	۱۰۹۹ھ

(۲۰)	۱۶۹۱ء	سلیمان دوم بن (۱۸)	۱۱۰۲ھ
(۲۱)	۱۶۹۵ء	احمد دوم بن (۱۸)	۱۱۰۶ھ
(۲۲)	۱۷۰۳ء	مصطفیٰ دوم بن (۱۹)	۱۱۱۵ھ
(۲۳)	۱۷۳۰ء	احمد سوم بن (۱۹)	۱۱۴۳ھ
(۲۴)	۱۷۵۴ء	محمود اول بن (۲۲)	۱۱۶۸ھ
(۲۵)	۱۷۵۷ء	عثمان سوم بن (۲۲)	۱۱۷۱ھ
(۲۶)	۱۷۷۳ء	مصطفیٰ سوم بن (۲۳)	۱۱۸۷ھ
(۲۷)	۱۷۸۹ء	عبدالحمید اول بن (۲۳)	۱۲۰۳ھ
(۲۸)	۱۸۰۷ء	سلیم سوم بن (۲۶)	۱۲۲۲ھ
(۲۹)	۱۸۰۷ء - ۱۸۰۸ء	مصطفیٰ چہارم بن (۲۷)	۱۲۲۲ھ - ۱۲۲۳ھ
(۳۰)	۱۸۳۹ء	محمود دوم بن (۲۷)	۱۲۵۵ھ
(۳۱)	۱۸۶۱ء	عبدالمجید بن (۳۰)	۱۲۷۷ھ
(۳۲)	۱۸۷۶ء	عبدالعزیز بن (۳۰)	۱۲۹۳ھ
(۳۳)	۱۸۷۶ء	مراد پنجم بن (۳۱)	۱۲۹۳ھ
(۳۴)	۱۸۷۶ء - ۱۹۰۹ء	عبدالحمید دوم بن (۳۱)	۱۲۹۳ھ
(۳۵)	۱۹۰۹ء - ۱۹۱۸ء	محمد رشاد (محمد پنجم)	
(۳۶)	جولائی ۱۹۱۸ء - ۱۷ نومبر ۱۹۲۲ء	وحید الدین (محمد ششم)	

XI مغلوں کا خاندان (خاندانِ مغول)

(۸۱) منگولیہ کے بڑے خاں (خانانِ کبیر)
(۸۲) ایران کے مغول
(۸۳) اردوئے زرّین خفچاق
(۸۴) خانانِ کریم (کرائمیہ)
(۸۵) چغتائی خانان

نوٹ مندرجہ ذیل مواد لین پول نے ہنری ہورتھ کی مشہور تاریخ سے اخذ کیا جا کر بیان کیا ہے۔

منگول خاندان

منگول یا مغلوں کی تاریخ عملاً فاتح اعظم چنگیز خاں ہی کے عہد سے شروع ہوتی ہے۔ اس کے آباد اجداد کے متعلق اسکی سوانح حیات لکھنے والوں نے بہت سے روایات بیان کئے ہیں لیکن (جیسا کہ بہتیرے غیر معمولی مشہور آدمیوں کے ساتھ طریقہ رائج ہے) اس کے بزرگوں کے حالات

واقعات سے بڑھ چڑھ کر بیان کیے گئے ہیں اور چنداں اعتماد کے قابل نہیں ہیں۔ مغلوں کی ابتدائی تاریخ کے متعلق بہم صحت کے ساتھ صرف اتنا کہا جا سکتا ہے کہ وہ کئی ٹولیوں یا قبائل میں کے ایک ٹولی یا قبیلہ تھے جو بحالت خانہ بدوش صحرائے گوبی کے شمال میں پانی اور چراگاہ کی تلاش میں پھرا کرتے تھے۔ انکی عمر شکار کرنے اور مویشیوں کے پالنے میں کٹتی تھی ان کی غذا گوشت اور کھٹا دودھ (کمس Kumis) تھی۔ اپنے ہم خاندان ختن (Khitons) کے لوگوں سے یا ترکوں اور چینیوں سے جن کے وہ دست نگر تھے چمڑے اور جانوروں کا لین دین کیا کرتے تھے۔ دسویں صدی سے پہلے منگول کا نام ملک سے باہر کوئی جانتا نہ تھا۔ اور وہ غالباً تمام قبائل کے مجموعہ کو دیا جانے لگا جبکہ اس نام کے ایک خاص قبیلہ کا سردار اپنی برادری کے دوسرے تمام افراد پر تفوق حاصل کر کے جزو کا خطاب کل کو دلایا۔ اگر یسوگای (Yesaugay) اپنی ٹولی یا قبیلہ کے تفوق کا بانی نہ تھا تو کم از کم اس بات کا نمایاں ممد و معاون تھا اور غالباً اسی نے منگول قوم کو چینیوں سے آزاد کرایا۔ فتوحات و ملک گیری کے باوجود یسوگای کو بادشاہ ماننے والی قوم عدداً صرف چالیس ہزار خیموں پر مشتمل تھی۔ اسی بنیاد پر یسوگائی کے بیٹے چنگیز خاں نے بیس سال میں ایک ایسی سلطنت قائم کی جو اب تک بھی دنیا کی تمام سلطنتوں میں سب سے زیادہ وسیع مانی جاتی ہے۔ یسوگائی ۱۱۷۵ء میں مر گیا اس کا بیٹا تموجن (Temujin) جو اسوقت صرف تیرہ برس کا تھا اور ابھی

چنگیز خاں کے عالیشان لقب سے ملقب نہ ہوا تھا اسکی جگہ ان تمام قبیلوں پر حکومت کرنے لگا جو دریائے اونون (Onon) کے کناروں پر بھٹکتے پھرتے تھے۔

یہاں اس فاتح اعظم کی فتوحات کا تفصیل وار بیان مقصود نہیں (سر ایچ۔ ایچ ہورتھ کی کتاب کے مطالعہ سے ان کا پتہ چل سکتا ہے) صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ خانگی دشمنوں سے تیس سال تک بر سر پیکار رہکر اپنے اور قرب و جوار کے قبائل پر اپنا اقتدار قائم کرنے کے بعد طاقتور غداروں کی مخالفت کے باوجود تموجن بالآخر اپنے آپ کو اپنی باقیماندہ بیس سالہ زندگی وسیع تر اور اولوالعزم منصوبوں کی تکمیل کے لئے صرف کرنے کے قابل پایا۔ صحرائے گوبی کے شمال کے تمام قبایل کو ایرٹش (Irtish) سے خنگان (Khinggan) پہاڑوں تک زیر کرنے اور اپنے فرماں برداروں میں کرائٹ کے قبیلہ (Karaits) کو جو اپنے بادشاہ ونگ خان (Wang Khan) [یوروپی افسانہ کا (Prester John) اور پسٹوگائی اور اس کے بیٹے کا پرانا مگر خیانت پسند ساتھی] کی غداری کی وجہ سے اپنی آزادی کھو بیٹھے تھے، شامل کر لینے کے بعد تموجن نے ۱۲۰۶ء میں ایک قورلتائی (Kuriltay) یا (Diet) تمام قبائل کے سرداروں کی مجلس شوریٰ طلب کی اور ایک (Shaman) شمن یا مذہبی پیشوا نے ان سرداروں کے سامنے اعلان کیا کہ دوسرے سرداروں سے بالاتر خطاب تقدیر نے تموجن کے لئے

مقرر کیا ہے پس آئندہ سے اس کا نام چنگیز خاں ہونا چاہیئے جس کے معنی ہیں (The Very Mighty King) پادشاہ اعلیٰ اقتدار۔ اس طرح چنگیز خاں ۴۴ سال کی عمر میں بلا شرکت و مزاحمت غیرے بادشاہت کرنے لگا۔ تین سال بعد او یغور قبیلہ (Uighur) سے اطاعت منوا کر اس نے چین پر چڑھائی کی اور اگرچہ اس قدیم شہنشاہی پر پوری طرح فتحیابی اس کے پوتے کے قسمت میں لکھی تھی، تاہم اس کے شمالی ممالک کا بیشتر حصہ (قدیم لیوٹنگ (Liau Tung) اور ہیا (Hia) کی تنگت (Tangut) بادشاہت خود اسی کے جین حیات منگول حکومت کے تابع یا باجگزار صوبے بنا لئے گئے۔ اس وقت کی ساری مہذب دنیا پر تسلط پانے کے لئے صرف قراخطائی (Kara Khitay) کی پرانی ترکی سلطنت باقی رہی تھی جو حالیہ مشرقی ترکستان کے حدود کے اندر تقریباً محدود تھی اور ان پر ایسے بادشاہوں کا ایک سلسلہ بادشاہت کرتا تھا جو خان کہلاتے تھے اور سرحد سے ملے ہوئے ممالک ایران و ماوراء النہر کو اپنا تابع و اطاعت گزار بنا رکھے تھے۔ چنگیز اور اس کے گھوڑے سواروں نے ان کو جلد فرد کر لیا اور کاشغر ختن اور یارقند کو گورخاناں (Gur Khans) کی باقیماندہ سرزمین کے ساتھ فتح کر لیا۔ اب منگولوں کے مقبوضات خوارزم شاہ کی جدید وسیع سلطنت کی سرحد سے جا ملے۔ چنگیز اب

اس سلطنت پر حملہ آور ہوا اور یہ سلطنت بھی اس کے حملہ کی مقاومت میں ناکام رہی۔ منگول فوجیں کئی ایک بڑی بڑی برگیڈوں میں تقسیم ہو کر ایک طرف خوارزم خراسان اور افغانستان کا صفایا کرنا شروع کیں تو دوسری طرف آذربائجان، جارجیہ اور جنوبی روس پر چھاپہ مارنے لگیں اور ایک تیسری برگیڈ چین کی طرف اپنا بڑھنا جاری رکھی۔ ابھی یہ تمام وسیع فتوحات مکمل ہونے نہ پائے تھے کہ چنگیز خاں ۱۲۲۷ء (۶۲۴ھ) میں چونسٹھ سال کی عمر میں مر گیا۔ اب تک اس نے اور اس کے بیٹوں نے جو ممالک فتح کر لئے بحیرۂ اصفر (Yellow Sea) سے بحیرۂ اسود تک پھیلے ہوئے تھے اور انمیں وہ تمام ملک واقوام شامل تھے جو چینیوں، تنگتوں افغانوں ایرانیوں اور ترکوں کی حکومت سے چھینے گئے تھے۔

منگول سرداروں کی عادت تھی کہ اپنے بعد وہ اپنے لڑکوں میں اپنے مقبوضہ ممالک تقسیم کر دیتے تھے۔ اور یہ تقسیم زیادہ تر بلحاظ خصوصیات قبائلی ہوتی تھی نہ بلحاظ نوعیت ملک۔ چنگیز نے بھی اپنے لڑکوں میں اپنی سلطنت اسی طرح تقسیم کر دی۔ خاص خاص قبائل کے جہاں جہاں خیمے پڑتے تھے ان کو ایک لڑکے سے منسوب کر کے خود اپنی جگہ سب سے اعلیٰ مرتبت کی خانی پر ایک کو مقرر کیا۔ انکی تفصیل خاقانوں یا دیگر تمام منگول سرداروں کے حکام اعلیٰ سے شروع کر کے اس طرح مرتب کی جاسکتی ہے:۔

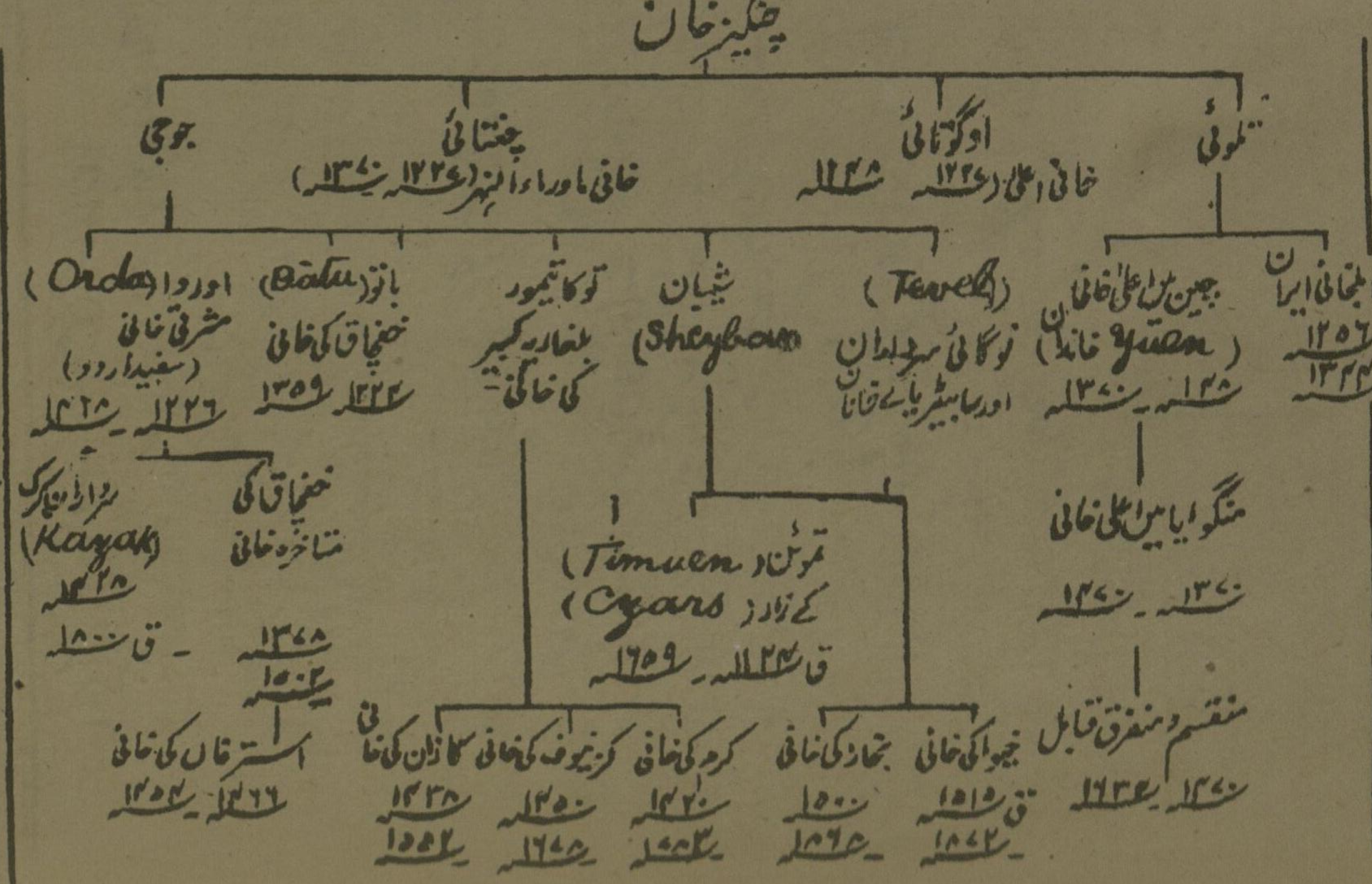
(۱) اُوگوتائی (Ogotay) کا خاندان یا
زنگوریہ کے قبائل پر حکمراں تھا۔ تا آنکہ تلوئی (Tuluy)
کے خاندان نے اس کو تلف کر دیا۔

(۲) تلوئی کا سلسلہ جو منگولستان کے قبائل پر حکومت کرتا تھا۔
یہ اُوگوتائی کے بعد خاقان بنے اور مانچو قوم کے تسلط پانے
تک جاری رہے۔

(۳) تلوئی کے سلسلہ کی ایرانی شاخ۔ ہلاگو اور اس کے جانشین۔
ایلخانان ایران۔

(۴) جوجی کا سلسلہ جو خفچاق کی خانی سے متعلق ترکی قبائل پر
حکمراں تھا۔ زریں اور سفید اردوں کے خانان بالآخر
استرخاں کی خانی اور جنبی سلسلے کازاں کزیموف
(Kayimof) اور کرم (Krim)
کی خانیاں۔ جو بعد کو چل کر آخری زمانہ میں خانانِ خیوا
و بخارا ہوئے۔

(۵) چغتائی سلسلہ (chagatay) حاکم
ماوراء النہر۔


چنگیز خان
جوجی
چغتائی
خانی ماوراء النہر (۱۲۲۷ء سے ۱۳۷۰ء)
اوگتائی
خانی اعلیٰ (۱۲۲۷ء سے ۱۲۴۸ء)
تلوئی
اوردا (Orda)
مشرقی خانی
(سفید اردو)
۱۲۲۶ء سے ۱۴۲۸ء
باتو (Batu)
خنجاق کی خانی
۱۲۲۴ء سے ۱۳۵۹ء
توکا تیمور
بخارہ کبیر
کی خانی
شیبان
(Sheyban)
(Terek)
نوگائی سلطان
اور سابیٹریا کے خانان
چین میں اعلیٰ خانی
(Yuan خاندان)
۱۲۸۰ء سے ۱۳۷۰ء
ایلخانی ایران
۱۲۵۶ء
۱۳۴۴ء
خنجاق کی
متاخرہ خانی
۱۳۷۸ء
سے ۱۵۰۲ء
سرائے نائیک
(Kazak)
۱۴۲۸ء
- ق ۱۸۰۰ء
تومن (Timuen)
کے زار (Czars)
ق ۱۴۲۴ء سے ۱۶۵۹ء
منگولیا میں اعلیٰ خانی
۱۳۷۰ء - ۱۴۷۰ء
منقسم و منفرق قبائل
۱۴۷۰ء سے ۱۶۳۴ء
استرخان کی خانی
۱۴۶۶ء سے ۱۵۵۴ء
کازان کی خانی
۱۴۳۸ء
سے ۱۵۵۲ء
کرنیوف کی خانی
۱۴۵۰ء
سے ۱۶۷۸ء
کرم کی خانی
۱۴۲۰ء
سے ۱۷۸۳ء
بخارہ کی خانی
۱۵۰۰ء
سے ۱۶۹۶ء
خیوا کی خانی
ق ۱۵۱۵ء
سے ۱۸۷۲ء

(۸۱) خانان کبیر

(Great Khans)

۱۰۲۶ء - ۱۶۳۴ء م ۶۰۳ھ - ۱۰۴۳ھ

(۱) سلسلۂ اوگوتائی (Ogotay) متعلقات :-

زنگاریہ[1] - اعلیٰ خاقانان ۱۲۲۷ء - ۱۲۴۸ء

چنگیز کی وصیت کے بموجب اوگوتائی زنگوریہ میں اپنا علاقہ حاصل کرلنے کے علاوہ تمام منگول حکمرانوں کا بردار اعلیٰ مقرر ہوا۔ اگرچہ وہ نہ تو عمر میں سب سے بڑا تھا اور نہ سب سے زیادہ قابل۔ تاہم چنگیز کی وصیت کا ایسا احترام تھا کہ خاندان کے تمام سرداروں اور باجگزاروں نے ۱۲۲۹ء کے عام مجلس شوریٰ یا قرلتائی میں اوگوتائی کی اطاعت کیلئے اپنا سر خم کیا۔ اس عہد میں منگولوں کی مملکت کو مزید معتد بہ وسعت ہوئی۔ کِن (Kin Empire) یعنی چین کے شمالی نصف حصہ کی شہنشاہی جو چنگیز کے حین حیات صرف جزوی طور پر فتح ہوئی تھی

---

[1] یہاں کے قبائل متعلقہ (Naymans) اور تاالیہ کا ملک قبیلہ (Kalmuks) کے آباء و اجداد تھے۔

اب ۱۲۳۴ء میں پوری فتح کر لی گئی۔ [جنوبی نصف حصہ تو بیلائی خاں (Khubilay) کے زمانہ تک منگول حملہ آوروں کو روکتا رہا] - بہادر لیکن بدنصیب جلال الدین محمد خوارزم شاہ کے بیٹے کا اس کے باپ کے سابقہ مملوکہ ممالک میں تعاقب کیا گیا باتو (Batu) فرزند جوجی کے زیر حکم ایک بڑی فوج یورپ کی فتح کے لئے مرتب کی گئی۔ منگول فوج موسکو اور نوو گورووڈ (Novgorod) میں داخل ہو گئی۔ ہنگیری میں گھس کر کراکو (Cracow) جلادی اور پسٹ (Pesth) کے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اوگوتائی کی موت پر ارکان خاندان کی ایک عام مجلس منعقد کی گئی اور لگنٹز (Liegnitz) پر گریند ڈیوک آسٹریا کی مدافعت سے یورپ منگول تسلط سے بچ گیا اس اثناء میں شہنشاہیت کے اندرونی معاملات وزیر اعظم یلیو چیتسائی (Yeliu Chutsay) نے (جو ایک ختائی Khitan تھا) بڑی دانشمندی اور عدل وانصاف کیساتھ کام انجام دئے۔ باوجود شہنشاہ کی عدم قابلیت کے جو منگول قوم کی قبیح عادت شراب خواری میں مبتلا تھا تمام صوبہ جات میں امن و باقاعدگی پھر سے قائم کر دی گئی۔

اوگوتائی ۱۲۴۱ء (۶۳۹ھ) میں فوت ہوا۔ اس کے بعد کئی سال تک کوئی شہنشاہ منتخب نہ ہو سکا اسکی بیوہ توراکینہ Turakina اپنے سب سے بڑے بیٹے کویوک (Kuyuk) کے جو

باتو خاں کے تحت ہنگیری کی چڑھائی میں بڑی بہادری اور نامآوری سے لڑ رہا تھا واپس آنے تک بطور نائب حکومت کرتی رہی۔ گیوک کو ہنگیری میں طلبی کا خط وصول ہوا۔ ۱۲۴۶ء میں قراقورم واپس ہوا اور قرلتائی عام میں خاقان منتخب ہوا جس میں خاندان کے اکثر ارکان باستثنار فرزندان جوجی خان شریک تھے۔ جوجی خاں کے بیٹے اس انتخاب سے ناخوش تھے اور شرکت سے معذرت چاہی)۔

کویوک نے اپنی ماں کے عہد حکومت یا نیابت کی بدامنیوں کو دور کیا اور چین اور ایران کی مہموں کی تکمیل کے لئے افواج بھیجیں۔

کویوک ہی اوگوتائی کے خاندان کا ایک رکن تھا جو حکومت اعلیٰ کے تخت پر بیٹھا۔ جب وہ ۱۲۴۸ء میں مرگیا تو شہنشاہی تولوئی کے خاندان میں منتقل ہوگئی نہ تو کویوک کا بیٹا ہی فائز ہوا اور نہ اس کا کوئی بھائی۔ اس نئے سلسلہ کے پہلے خاقان کے عہد میں اوگوتائی کے خاندان نے اپنی حق تلفی کی مخالفت نہیں کی۔ لیکن جب منگوخاں (Mangu) مرگیا اور ایک غیر رسمی مجلس شوریٰ نے جو چین میں منعقد ہوئی تھی قوبلائی کو خاقان منتخب کیا تو اوگوتائی کی اولاد نے فوری اور عام بغاوت کی لیکن سخت نقصان اٹھانا پڑا۔ اوگوتائی کے پوتے کیدو (Kaydu) نے مشرق میں تولوئی کے طرفداروں اور معاونین سے اہم لڑائیاں لڑیں اور ان کے خفچاقی حلیفوں سے مغرب میں دہ الڑائیاں۔ لیکن یہ لڑائیاں

برابر قوت والے متحارب بن کی نہ تھیں اور جوں ہی کیدو ۱۳۰۱ء (۷۰۱ھ)
میں فوت ہوا اوگوتائی کے خاندان نے تولوئی کے خاندان کی اطاعت
قبول کرلی ۔ ان کے قبائل یا انکی ٹولیاں (Clans) ماوراء
النہر اور خفچاق کے قبائل میں منتشر کردی گئیں اور ان کے سردار گمنامی
کی حالت میں چغتائی خاں والوں کے تحت زندگی بسر کرنے لگے ۔
کبھی کبھی بدامنی کے زمانہ میں اوگوتائی کے خاندان کا کوئی نمائندہ
ماوراء النہر کے تخت پر بٹھایا جاتا تھا اور تیمور لنگ کی تمنا تھی کہ
چنگیز کے وارث کے ورثاء کو پھر سے عروج کی حالت میں پہنچادے
اس غرض سے اس نے سیورغاتمش (Suyurghatmish)
اور اس کے بیٹے محمود کو چغتائی خاندان کے معزول شدہ گھرانے کی
جگہ تخت پر بٹھایا ۔ لیکن یہ ایک مصنوعی احیاء تھا اور یہ دو نام نہاد
بادشاہ اصلی خاقان کہلانے کے مستحق نہیں سمجھے جاسکتے ۔

(۲) تولوئی کا سلسلہ

علاقہ منگولستان ۔ تین مدارج میں خاقان (۱۲۴۸ء تا ۱۶۳۴ء)۔
(۱) یوئین (Yuen) خاندان چین میں (۱۲۴۸ء ۔ ۱۳۷۰ء)
(۲) قراقورم کی گھٹی ہوئی شہنشاہی (۱۳۷۰ء ۔ ۱۵۲۳ء)

(۳) منقسمہ قبائل اور رفتہ رفتہ منچو قوم کی ماتحتی (۱۵۴۳ء تا ۱۶۳۴ء)۔

تولوئی کے بیٹے منگو کو تخت کچھ اس وجہ سے ملا کہ وہ بڑا بہادر سپہ سالار مشہور تھا اور کچھ اس وجہ سے کہ خاص منگولیا کے بہت سارے قبیلے جو چنگیز خاں کی منگول فوجوں کے مرکز تھے اور تولوئی کے علاقہ سے وابستہ تھے اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ ۱۲۵۱ء میں اس کی تخت نشینی منائی گئی اور وہ ۱۲۵۷ء میں مر گیا۔ تاہم اس قلیل مدت میں دو اہم تبدیلیاں شروع کی جا سکیں۔ منگو نے اپنا دربار قدیم پایہ تخت قراقورم شمالی صحرائے گوبی میں برقرار رکھا اور اپنے بھائی قوبلائے کو جنوبی صوبہ جات کا حاکم مقرر کیا۔ یہ قراقورم سے پکنگ (Peking) کو دار حکومت منتقل کرنے کا پہلا قدم تھا۔ دوسری تبدیلی یہ تھی کہ ایک دوسرے بھائی ہلاگو کو ایران بھیجا جہاں بجائے صوبہ جاتی گورنروں کی تبدل پذیر حکومت کے خود اس کا خاندان حکمراں ہوا اور اس طرح ایران کو چنگیز خاں کے شاہی خاندان کے بادشاہوں کا ایک سلسلہ میسر ہوا جس طرح کہ مغل شہنشاہیت کے دوسرے بڑے بڑے حصص کو ہوا۔

۱۲۵۷ء میں منگو کی موت ایک عام کشمکش کی محرک ثابت ہوئی۔ اوگوتائی کے خاندان (یا خانوادہ) نے حصول اقتدار اعلیٰ کا دعویٰ پیش کیا جیسا کہ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے۔ اور

ارکبوکا (Arikbuka) منگو اور قوبولائی کا ایک بھائی منگولوں کی گھر، یلو سرزمین کا دعویدار بن بیٹھا۔ چین کی فوج کے سرداروں نے قوبولائی کو خاقان تسلیم کیا۔ ارکبوکا کو قراقورم کی ایک دوسری مجلس شوریٰ (یا قرلتائی) نے اسی عہدہ کے لئے منتخب کیا اور کیدو کو اس کے مشابہ خطاب اور حلفِ فرماں برداری اوگوتائی اور چغتائی کے قبائل سے مغرب بعید سے عطا ہوئے۔ خفچاق میں جوجی کے خانوادہ سے کسی نے خاقانی کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ تولوئی کے گھرانے کی تائید کی۔ قوبولائی (مارکوپولو کا خانِ اعظم اور کولرج کا قبلا خاں) کی ستودہ سپہ سالاری وسیع ذرایع اور دور تک پھیلی ہوئی ذاتی شہرت اور عام پسندیدگی ان مناقشوں میں سے اس کو کامیابی کے ساتھ نکال لائی۔ ارکبوکا کو جلدی شکست دی گئی اور کیدو دور بھگا دیا گیا اگرچہ اس نے قبولائی کی موت تک بھی شر و فساد جاری رکھا۔

اب چنگیز کی نسل کے خاقان چین کے حکمراں خاندانوں میں سے ایک خاندان بن گئے۔ سنہ ١٢٨٠ء تک قبولائی خاں نے جنوبی چین یا سُنگ (Sung) کی سلطنت کو بھی فتح کر لیا اور اس طرح سارے ملک کو اپنی واحد حکومت میں منضبط و متحد کر کے خان بالغ (Khān Bāligh) یا تیدو خان میں اپنا دربار مقرر کیا جو اب (Peking) کہلانے لگا۔ ان تین ادوار میں سے جن میں قبولائی کی نسل کی تاریخ تقسیم کی جا سکتی ہے، پہلے دور میں

قدیم پایہ تخت قراقورم کی محض ایک صوبہ کی حیثیت رہگئی۔ یہ پہلا دور اس صدی پر مشتمل ہے جو قبولائی کے چین میں مغل شہنشاہی قائم کرنے اور اُس کے دسویں جانشین تغان تیمور Tughan Timur کے سنہ ۱۳۶۷ء میں اخراج تک چلی آئی۔ اس دَور کے منگول خاقان چین کی تاریخوں میں یوئن (Yuen) خانداں کہلاتے ہیں۔ مارکوپولو کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ اس خاندان نے کس شان وشوکت سے چین میں اپنی حکومت کی بنا ڈالی۔ سر ہنری ہاورتھ کی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ دربار کی فضول خرچیاں، لاماؤں کی بیجا طرفداری وحمایت، رعایا کا افلاس اور ان کی بیماریاں، طاعون، قحط اور زلزلے یہ سب بلائیں کس طرح اتنی بڑی شہنشاہت کی تباہی کا باعث ہوئیں۔ مختلف مدعیوں کی کوششیں بالآخر چو یوئن چانگ (Chu yuen chang) شہزادہ لیو (Liu) کی فوج کشی کی شکل میں کامیاب ہوئیں۔ جو منگ (Ming) خاندان کا بانی تھا اور شاہی لقب اختیار کرکے سنہ ۱۳۶۸ء میں پیکینگ پر قبضہ کرلیا۔ دو برس کے اندر منگول چین سے بالکل نکال دئے گئے۔ اور اس طرح خاقانوں کی تاریخ کا سب سے درخشاں عہدِ خوشحالی ختم ہوگیا۔

دَورِ ثانی منگول کے چین سے نکالے جانے سے لیکر دیان خاں (Dayan Khan) کے زیر فرمان موقت احیا تک کا زمانہ ہے

(۱۳۷۰ء - ۱۵۴۳ء) - یہ گھٹیا سلطنت کا زمانہ ہے (زمانۂ سلطنت ناقصہ) جبکہ منگول چراگاہوں کے ان میدانوں کے اندر محدود ہو گئے جہاں سے کہ وہ فتح و ظفر کے ساتھ پہلے نکلے تھے۔ یعنی کیرولون (Kerulon) اور اونون (Onon) کی ندیوں کے بازو کے میدان خیمہ اندازی صحرائے گوبی کے شمال میں۔ یہاں بھی وہ مطلق خودمختار نہیں رہے۔ منگ کی افواج نے ان پر بیور (Buyur) کی جھیل کے پاس اچانک حملہ کیا اور انکو شکست فاش دی۔ ان میں سے اسی ہزار قیدی بنائے گئے۔ ڈیڑھ لاکھ مویشی پکڑے گئے اور بے شمار مال و دولت چھین لی گئی۔ اس ہزیمت کے بعد خاقانوں کی آن بان جاتی رہی اور وہ صرف نام ہی کے مقتدر اعلیٰ خاقان رہ گئے۔ فی الحقیقت وہ منگ شہنشاہوں کے خراج گزار ہو گئے۔ ان کے قبائل کے سردار بھی پیکنگ کے حکم ناموں سے مامور ہوتے تھے۔ پندرھویں صدی میں ان پر اس سے بھی بڑھکر بلا نازل ہوئی۔ ان کے بہت سے قبیلے کچھ مدت کے لئے اویرت (Uirats) قوم کے اطاعت گزار بن گئے۔ لیکن اس صدی کے ختم پر دَیان خان نے جو تغان تیمور کے سلسلہ میں چودھواں خاقان تھا منتشر قبائل کو عارضی طور پر متحد و متفق کیا اور ان کو چند ایک مجموعوں یا گروہوں میں منظم کیا۔

دور ثالث دیان خاں کی اس مرکز گریز پالیسی کی خرابیوں کی داستان ہے۔ منقسمہ قبائل کی باہمی خانہ جنگی اور یکے بعد دیگرے ان کا مانچو حکومت میں ضم ہوجانا جو چین میں منگ خاندان کی بربادی پر قائم ہوا۔ اندرونی لڑائیاں، جداگانہ خاندان اور عالمگیر انتشار و عدم یا فقدان اتحاد. بہت جلد ان خاقانوں کے برائے نام اقتدار اعلیٰ یا پادشاہت کو ختم کر ڈالے۔ ۱۶۳۴ء کے بعد قبولائی خاں کی اولاد چین کی محض فرماں بردار و محکوم رہ گئی۔

خانان کبیر

(۱) ۱۲۰۶ء – ۱۲۲۷ء چنگیز خاں ۶۰۳ھ – ۶۲۴ھ

(۲) – ۱۲۴۱ء اوگوتائی بن (۱) – ۶۳۹ھ

– ۱۲۴۶ء زمانہ تعطل شاہی۔ توروکینا – ۶۴۴ھ

(۳) – ۱۲۴۸ء کویوک بن (۲) – ۶۴۶ھ

(۴) ۱۲۴۸ء – منگو بن تلوئی (Tuluy) ۶۴۶ھ – بن (۱)

یوئن (Yuen) خاندان

(۱)	۱۲۵۶ء - ۱۲۹۴ء	قبولائی بن تلوئی	۶۵۵ھ - ۶۹۳ھ
(۲)	۱۳۰۷ء	اول جائتو (Ulga'itu) بن (Chung Kim) بن (۱)	۷۰۶ھ
(۳)	۱۳۱۱ء	(کولوک) بن (دھرمابالا) بن (چنگ کِنگ) بن (۱)	۷۱۱ھ
(۴)	۱۳۲۰ء	(بویَنتو Buyantu) برادر حقیقی (۳)	۷۲۰ھ
(۵)	۱۳۲۳ء	(گیگن Gegen) بن (۴)	۷۲۳ھ
(۶)	۱۳۲۸ء	(یی سون تیمور) بن (کمالا) بن (چنگ کِنگ) بن (۱)	۷۲۸ھ

(٧) ١٣٢٩ء (راجی پیکا) ٧٢٩ھ

بن (٦)

(٨) ١٣٢٩ء (کوشالا) ٧٢٩ھ

بن (٣)

(٩) ١٣٣٢ء (جیاغلو) ٧٣٢ھ

بن (٣)

(١٠) ١٣٣٢ء (رنت شین پال) ٧٣٢ھ

بن (٨)

(١١) ١٣٣٢ء ۔ (توغان تیمور ٧٣٢ھ ۔

(Tughan Timur)

بن (٨)

خاقانان منگولیا

(دور سلطنت ناقصہ)

گھٹیا سلطنت کا زمانہ

(١) ١٣٧٠ء ۔ ١٣٧٨ء بلکتو (Biliktu) ٧٧١ھ ۔ ٧٨٠ھ

بن تغان تیمور

(۲) سنہ ۱۳۳۸ء اُسوخال (Ussukhal) - سنہ ۷۹۰ھ

بن تغان تیمور

(۳) سنہ ۱۳۹۲ء (اینگ کے سوریلو) - سنہ ۷۹۴ھ

بن (۲)

(۴) سنہ ۱۴۰۰ء (ایلبیک) - سنہ ۸۰۲ھ

بن (۳)

(۵) سنہ ۱۴۰۳ء (گون تیمور)

سنہ ۸۰۵ھ

بن (۴)

(۶) سنہ ۱۴۱۱ء (اولیائی تیمور) - سنہ ۸۱۴ھ

بن (۴)

(۷) سنہ ۱۴۳۳ء (دیل بیک) - سنہ ۸۳۷ھ

بن (۶)

(۸) سنہ ۱۴۳۹ء (اوساڈی (Adsai) - سنہ ۸۴۳ھ

بن (۴)

(۹) سنہ ۱۴۵۲ء (تےسونگ (Taisong) - سنہ ۸۵۶ھ

بن (۸)

(۱۰) سنہ ۱۴۵۲ء - (اکبرجی (Akbarji) سنہ ۸۵۶ھ

بن (۸)

(۱۱) سنہ ۱۴۵۳ء - سنہ ۱۴۵۳ء (اوکیک لو) سنہ ۸۵۶ھ - سنہ ۸۵۷ھ

بن (۹)

(۱۲) ۱۴۶۳ء مولون (Molon) ۸۶۷ھ

بن (۹)

(۱۳) ۱۴۷۰ء (منڈغول) ۸۷۵ھ

بن (۸)

(۱۴) ۱۴۷۰ء دیان (Dayan)

بن (بولنخوجی نونگ)

بن (خرگوت سوک)

بن (۹) (۱۰) ۸۷۵ھ

منقسمہ قبائل

(۱) ۱۵۴۴ء ۱۵۴۸ء (بودی) ۹۵۱ھ ۹۵۵ھ

(۲) ۱۵۵۷ء (کودنگ) ۹۶۴ھ

(۳) ۱۵۹۳ء (سکتو) ۱۰۰۱ھ

(۴) ۱۶۰۴ء (سٹ زِن) ۱۰۱۳ھ

(۵) ۱۶۳۴ء (لِنگ دان) ۱۰۴۳ھ

منچو تاتا ۔

ایران کا منگول حکمران خاندان

۱۲۵۶ء - ۱۳۴۹ء م ۶۵۴ھ - ۷۵۰ھ

منگو خاں کے عہد حکومت میں ایران کو ہلاگو کے گھرانے کے ذریعہ (تلوئی کے سلسلہ میں) ایک شاہی خاندان نصیب ہوا۔ یہ لوگ ایلخان یا موبیُ خان کہلاتے تھے جو مقتدر اعلیٰ خاقانوں کے اطاعت گزار اور فرماں بردار تھے۔ جو ملک ہلاگو کے تفویض کیا گیا اس پر اپنا تسلط قائم کرنے میں اس کو کوئی دقت نہیں ہوئی۔ اولوالعزم خوارزم شاہ نے جس کو چنگیز نے شکست دیکر ملک سے نکال دیا تھا پہلے ہی سے اس کے لئے ایران کا بہترین حصہ فتح کر کے راستہ صاف کر دیا تھا۔ خوارزم شاہ کے زوال پر اس کے ممالک میں جو چھوٹی ریاستیں اور حکمراں خاندان قائم کئے جا رہے تھے ان سب کو ہلاگو نے بھگا دیا اس کے بعد بغداد پہنچکر بیرحمی سے بے بس بنی عباسی خلیفہ المستعصم باللہ کو قتل کیا اور مغرب کی طرف بلا روک آگے بڑھتا چلا گیا۔ حتےٰ کہ مصر کے مملوک سلاطین نے اس کو ٹھیرا دیا۔ اب ہلاگو ایران اور ایشیائے کوچک کے ممالک کا ہندوستان سے بحر میڈیٹرینین تک

فرماں روا تھا۔ شمال میں اس کے مقبوضات جغتائی اور جوجی کے مقبوضات سے ملحق تھے اور جنوب میں سلاطین مصر کے مقبوضات سے۔ ان حدود کے اندر اس کا خاندان تقریباً ایک صدی تک خودمختارانہ حیثیت سے زندگی بسر کیا اگرچہ دور سے چین کے خاقان کی برائے نام فرماں برداری کر لیتا تھا۔ کبھی کبھی تخت نشینی کے لئے آپس میں جو لڑائیاں ہوتی تھیں ان کو اگر نظرانداز کر دیا جائے تو ملک میں عموماً امن اور سکون کے ساتھ حکمرانی رائج تھی اور ایلخانی بادشاہ ایران کے سابقہ حکمرانوں کی طرح علم و حکمت کی بھی سرپرستی کرتے تھے۔

ابوسعید کے عہد حکومت میں اس خاندان میں بھی خرابی کے وہ اسباب پیدا ہوئے جو قبل ازیں خلفاء اور سلجوقی سلطانوں کی تباہی کے باعث ہوئے تھے۔ اور آگے چل کر مصر میں مملوک سلاطین کا زوال پیدا کرنے والے ثابت ہوئے۔ باہم دگر رقیب امرا و سپہ سالاران وزراء اور متعصب مذہبی خیال کے لوگ ملک کی حکومت میں زیادہ زیادہ حصہ لینے لگے اور ان کا آپس کا حسد اور بغض و عناد ایلخانوں کیلئے خطرناک ہوتا گیا۔ ابوسعید کے مرنے پر ایران کے تخت پر کٹھ پتلی جیسے بادشاہ بٹھائے اور معزول کئے جانے لگے۔ ایران کو دو بڑے خاندانوں نے بانٹ لیا۔ ایک امیر چوپاں کا خاندان تھا جو غازان اور اس کے جانشینوں کا چہیتا سپہ سالار تھا، دوسرا گھرانا جو

امیر حسین جلیری (Jalayr) کا تھا اور ایلخانی بھی کہلاتا تھا۔ ان دونوں کا ایک ایک لڑکا تھا جو ایک ہی نام حسن سے موسوم تھا۔ ایک حسن بزرگ کہلاتا تھا اور دوسرا حسن کوچک (بطور امتیاز)۔ اول الذکر امیر جلیر کا لڑکا تھا اور دوسرا امیر چوپان کا۔ ابوسعید کی وفات کے بعد ارپا خان جو ہلاکو کی اولاد سے نہیں بلکہ اس کے بھائی اَرکبوکا کی نسل سے تھا تخت پر بٹھایا گیا لیکن موسیٰ نے (جو اپنے کو چھٹے ایلخاں بَیدو (Baydu) کی نسل سے بتاتا تھا) اس کو ۱۳۳۶ء میں معزول کردیا۔ پھر حسن بزرگ کے نمائندوں نے جلدی سے موسیٰ کو علیحدہ کردیا۔ اب امیر چوپاں والے حسن کوچک نے سالی بیگ (ابوسعید کی ایک بہن کو جو پہلے چوپان کی بیوی تھی اور بعد کو ارپا کی ہوئی اور آخر میں سلیمان سے منسوب ہوئی) کو بطور رقیب و مخالف حکمراں مقابلہ کے لئے کھڑا کیا۔ بالآخر سلیمان نے سالی بیگ سے اقتدار چھین کر اپنے ہاتھ میں رکھا۔ نوشیرواں کی ہنگامہ خیز و پُر مصیبت سلطنت کے بعد ایران میں جلیر کا ہی سب سے زیادہ فتنہ و فتور گھڑا تھا اور ہلاگو کا خاندان مٹ گیا۔ جلیری مظفری سربداری وغیرہ ملک کو غارت کئے جا رہے تھے کہ تیمور برسر موقع پہنچکر ان سب کو نکال باہر کیا۔

(۱) ۱۲۵۶ء - ۱۲۶۵ء ہلاگو بن تلوئی بن چنگیز ۶۵۴ھ - ۶۶۳ھ

(۲)	۱۲۸۱ء	اباقا	بن (۱)	۶۸۰ھ
(۳)	۱۲۸۴ء	احمد بن (۱)		۶۸۳ھ
(۴)	۱۲۹۱ء	ارغون بن (۲)		۶۹۰ھ
(۵)	۱۲۹۵ء	گے خاتون	بن (۲)	۶۹۴ھ
(۶)	۱۲۹۵ء	بیدو بن تراغائی بن (۱)		۶۹۴ھ
(۷)	۱۳۰۴ء	غازاں محمود بن (۴)		۷۰۳ھ
(۸)	۱۳۱۶ء	الجائتو بن (۴)		۷۱۶ھ
(۹)	۱۳۳۵ء	ابوسعید بن (۸)		۷۳۶ھ
(۱۰)	۱۳۳۶ء	اریا اونسل ارکبوکا		۷۳۶ھ
(۱۱)	۱۳۳۶ء -	موسیٰ بن علی بن (۶)		۷۳۶ھ -

رقیب خانان

(۱۲)	۱۳۳۶ء - ۱۳۳۸ء	محمد بن یُلقتلغ بن انبرجی بن میگو تیمور بن ہلاگو	۷۳۶ھ - ۷۳۸ھ
(۱۳)	۱۳۳۸ء - ۱۳۵۱ء	تُغا تیمور	۷۳۹ھ - ۷۵۲ھ
(۱۴)	۱۳۳۹ء - ۱۳۴۰ء	جہاں تیمور بن (الفرنگ) بن (۵)	۷۳۹ھ - ۷۴۱ھ

(۱۵) ۱۳۳۹ء ساتی بیگ (شہزادی) ۷۳۹ھ ۔ ۷۴۰ھ

خواہر ابوسعید

(۱۶) ۱۳۳۹ء ۔ ۱۳۴۳ء سلیمان (شوہر ساتی بیگ) ۷۴۰ھ ۔ ۷۴۴ھ

بن (×) بن (×) بن

یشمت بن ہلاگو

۱۳۴۴ء نوشیروان ۷۴۵ھ

{نوٹ ۔ چنگیز کے چار بیٹے تھے: ۔ جوجی ۔ چغتائی ۔ اوگوتائی ۔ تلوئی}

[محمد تغا تیمور، اور جہاں تیمور بطور کٹ پتلی خانوں کے جلیر امیر شیخ حسن بزرگ کی طرف سے کھڑا کئے گئے تھے ۔ ساتی بیگ اور اس کا شوہر سلیمان امیر حسن کوچک چوپانی (رقیب حسن بزرگ) کے اسامی تھے اور نوشیروان الاشرف چوپانی کا اسامی تھا ۔ سب ہلاگوئی نسل سے تھے سوائے تغا تیمور کے جو چنگیز خاں کے ایک بھائی کی اولاد سے تھا ۔ اور نوشیرواں کے جس کے خاندان کے متعلق معلومات مشکوک ہیں ۔]

(۸۳) سنہری اُردو کے خانان

۱۲۲۴ء ۔ ۱۵۰۲ء م ۶۲۱ھ ۔ ۹۰۷ھ

چنگیز کے سب سے بڑے بیٹے جوجی کو قراخطائی Qara Khitay

کی قدیم سلطنت یا شہنشاہیت کے قبائل تفویض کئے گئے تھے (جو سیحون کے شمال میں واقع تھی) ۔ وہ یہاں اپنے باپ سے پہلے مرجانے پر اُس کی جگہ اس کا فرزند اکبر اوردا جانشیں ہوا۔ اس کا ایک چھوٹا بیٹا باتو نے اپنی یورپ کی مشہور فوج کشی کے باعث اپنے خاندان کی حکومت و علاقہ جات کو مغرب میں مزید وسعت دی ۔ اور بالآخر خنجاق کی ترکی مملکت کا بادشاہ بن گیا۔ باتو کے ممالک کے شمال میں ایک اور بھائی توکا تیمور گویا معلوم ہوتا ہے کہ بلغاریہ کبیر کا صوبہ (دریائے والگا کا بالائی حصہ) ترکہ میں ملا تھا۔ جوجی کا ایک چوتھا بیٹا شیبان ان مراعی Stappes کا حاکم تھا جو اب خرگیز قزاقوں کا علاقہ (اوردا کے علاقہ کے شمال میں) کہلاتا ہے ۔ اور ایک پانچواں بیٹا تبوال قبائل بیش منغ کا سردار تھا جو بعد کو نوگائی کہلائے اور اور یورل Ural اور (Emba) کے درمیان واقع تھے ۔ یہ تمام قبائل اور انکے سردار کم و بیش باتو کے خاندان کے تابع تھے جو اگرچہ رشتہ میں چھوٹی شاخ سے تعلق رکھتے تھے سب سے زیادہ قوت و اقتدار حاصل کر لئے تھے اور اپنا پایہ تخت سرائے واقع دریائے والگا بنا رکھے تھے جو جوجی خانی سلطنت کا دارالحکومت تھا۔ یہ تمام قبائل سنہری اردو کے عرف عام میں شامل ہیں۔ اس لیے کہ ان کے سردار یا خان کا خیمہ شاہی سنہری (زربفت کا تھا) ۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ صرف حاکم خاندان اور فوج کے منتخب عہدہ دار منگول نسل کے تھے ۔ بقیہ سارے وسیع

قبائل جو جوجی خاں کے بیٹوں کے تابع یا ان سے وابستہ تھے مفتوح ترک یا ترکمان تھے۔ پس جوجی خاں کے خاندان کی مندرجہ ذیل علیحدہ علیحدہ سلسلوں میں تقسیم ہو سکتی ہے :-

(ا) **باتو کا سلسلہ۔** سنہری اردو کے خانان اعلیٰ جو مغربی خفچاق میں نیلے اردو والوں پر حکمراں تھے (۱۲۲۴ء-۱۳۵۹ء)۔

(ب) **اوردا کا سلسلہ۔** خطابی سرداران خاندان جو مشرقی خفچاق میں سفید اردو والوں پر حکمراں تھے (۱۲۲۶ء-۱۴۲۸ء)۔ باتو کے سلسلہ کے بعد (۱۳۷۸ء-۱۵۰۲ء) سنہری اردو والوں کے خان اور بالآخر گھٹیا حالت میں استرخانی خانان رہ گئے ۱۴۶۶ء-۱۵۵۴ء)۔

(ج) **توکا تیمور کا سلسلہ۔** بلغاریہ کبیر کے خانان شمال خفچاق میں۔ کبھی کبھی مغربی خفچاق میں سنہری اردو والوں کے بھی خان رہے ہیں۔ آخر میں کازان Kazan کے خان (۱۴۳۸ء-۱۵۵۲ء) کازیموف کے خان (۱۴۵۰ء-۱۶۷۸ء) اور (قرم) کے خان (۱۴۲۰ء-۱۷۸۳ء)۔

(د) **شیبان کا سلسلہ۔** اوزبک یا خرگیز قزاق کازاک کے مراعی میں (۱۲۲۴ء-۱۶۵۹ء) بعد ازاں ترک وطن کر کے خیوا اور بخارا کے خان بنے (۱۵۰۰ء-۱۸۷۲ء)۔

(۱) باتو کا سلسلہ

سنہری اردو قبائل کے صدر خاندان ایک علاقہ میں مغربی خفچاق[1] کے نیلے اردو قبیلے (۱۲۲۴ء - ۱۳۵۹ء)۔

باتو کے سلسلہ کو یہ امتیاز حاصل تھا کہ وہ مغرب کی خانی اعظم کے مالک تھے۔ ان کی تاریخ روس کی ترقی کے ساتھ وابستہ ہونے کی وجہ سے اہل یورپ کے پاس اہمیت رکھتی ہے۔ خفچاق کے ان عالی مرتبت خانوں کے سلسلہ والے پہلے روسی شہزادوں کے حاکم اعلیٰ تھے ان سے خراج اور بیٹیاں لیتے تھے، لیکن بعد کو خود اپنے ان محکوموں کے محکوم ہو گئے۔ سنہری اردو والے قبیلہ کے اس تنزل سے پہلے باتو کا سلسلہ ختم ہو گیا اور اس کے بھائیوں کے سلسلوں سے خان مہیا ہونے لگے۔ جب تک باتو کی نسل کے فرماں روا خفچاق کی عنانِ حکومت تھامے ہوئے تھے خفچاق کی عالی مرتبت خانی اپنی پوری قوت کے ساتھ قائم تھی۔ اس سلسلہ کی تاریخ جانی بیگ تک کے دس خانوں تک (جوجی کے خاندان کی

---

۱ خفچاق سے مراد وہ ملک ہے جس کی آبیاری Don اور Volga ندیوں سے ہوتی ہے اور مشرق مغرب میں یورل Ural یا Yaik سے نیپر (Dnieper) تک پھیلا ہوا ہے اور شمال جنوب میں بحر اسود اور بحر کیسپین سے یوکک Ukek تک۔

اس شاخ کا سب سے آخر کا بڑا خان تھا) نسبتہً صاف اور غیر پیچیدہ ہے لیکن جانی بیگ کے ۱۳۵۷ء میں مرجانے پر نراج شروع ہوا۔ اُس کا بیٹا بردی بیگ دو برس تک سلطنت کیا۔ اس کے بعد دو خان جو اپنے آپکو جانی بیگ کے بیٹے کہتے ہیں ایک ہی سال میں تخت نشیں ہوئے۔ اور پھر رقیبوں اور مدعیانِ تخت و تاج کے باہمی جھگڑوں کا بیس برس کا پیچیدہ دور رونما ہوتا ہے۔

جوجی کے گھرانے کی پانچ شاخیں تھیں جہاں سے سنہری اردو کی خانی کے لیئے دعویدار اٹھ سکتے تھے باتو کا سلسلہ ختم ہونے پر۔ شمال و جنوب میں بلغاریہ کبیر اور Qrim (قرم) میں توکا تیمور کی بڑی تعداد والی نسل حکمراں تھی۔ جنوب میں کوہ قاف کے پہلوی Terek Kuma کے بازو Baaka کی نسل کے لوگ تھے جو باتو کا چھوٹا بھائی اور اس کا جانشین ثانی تھا اور جس کی وجہ سے سنہری اردو کے قبیلہ کا نام خوف کا پیغام رکھتا تھا۔ خانی کبیر کے مشرق میں سفید اردو تھا جس کے سردار اوردا کے خاندان سے تھے اور مشرق ہی میں مگر ذرا اور شمال کی طرف اوربک قبائل شیبان کی قیادت میں تھے۔ بحر کیسپین کے شمالی ساحل پر نوگائی Nogay کے قبیلہ کے لوگ اپنے گلوں کو چرایا کرتے تھے۔ اس عہد کے رقیب خاندانوں کے پندرہ خانوں کے جو رشتے ان کے آبا و اجداد کے ساتھ آگے چلکر بتائے گئے ہیں کیقدر قیاسی ہیں لیکن ان کی تاریخوں کی سکوں سے

توثیق ہوتی ہے۔ ۱۳۷۸ء میں سنہری اردو کا اقتدار اعلیٰ Orda (اوردا) کے خاندان میں توقتامش (Toqtamish) کی ذات کے ساتھ منتقل ہوگیا۔

(ب)۔ اوردا کا سلسلہ۔ علاقہ، سفید اردو مشرقی خفچاق[1] میں ۱۲۲۶ء۔ ۱۴۲۸ء۔ سنہری اردو کے خانان مغربی خفچاق میں ۱۳۷۸ء۔ ۱۵۰۲ء۔ خانان استرخان ۱۴۶۶ء۔ ۱۵۵۴ء۔

جوجی کے لڑکوں میں اگرچہ باتو سب سے زیادہ طاقتور (بااقتدار) تھا، اوردا سب سے بڑا اپنے باپ کا علاقہ سیحوں کے بازو کا ترکہ میں پایا اور خاندان کا وراثتاً صدر ہونے کی حیثیت سے سب اپنے آپ کو اس کے بطور خاص مطیع مانتے تھے۔ وہ سنہری اردو کے بائیں حصہ کا حکمراں تھا جو آک اوردا (سفید اردو) کہلاتا تھا۔ یہ رنگ نیلے رنگ سے بالا رتبہ کا تصور کیا جاتا تھا۔ سیدھے جانب کے یا باتو کی اقوام سے امتیاز کے طور پر (جوکوک اوردا Kok) یا نیلے اردو والے

---

[1] سیحون کے زیریں خطے اور الوغ اور کوچک تاغ (Tag) پہاڑ میں مغرب میں باتو کے نیلے اردو والے قبائل سے محدود، شمال میں شیبان کے اوزبکوں سے۔ مشرق میں جغتائی کی خانی سے جنوب میں صحرائے قزل قم اور (Neandrool Ki) (الکزینڈر روسکی) پہاڑ کے سلسلہ سے۔ (ماخوذ از ہورتھ)

کہلاتے تھے (بطور خیالی یا فرضی اطاعت کی علامت کے)۔ بحر کیسپین کے بڑے دور افتادہ سبزہ زاروں میں سکونت اختیار کرنے کی وجہ سے سفید اردو والے جلد اپنے نیلے اردو والی برادری سے پیچھے رہ گئے جو Don اور Volga کے بازو رہتے تھے۔ لیکن اپنی سخت سرمائی زندگی کی بدولت اپنی قوت اور مضبوطی برقرار رکھ سکے جس کی وجہ سے اس قبیلہ کے سردار بالآخر باتو کے زیادہ مہذب مگر کمزور نسل والوں کے تخت پر بیٹھ گئے۔

سفید اردو کے ابتدائی حکمرانوں کی نسبت بہت کم معلومات فراہم ہو سکیں۔ خانی باقاعدہ طور پر باپ سے بیٹے کو منتقل ہوتی رہی۔ صرف ایک امر قابل ذکر ہے وہ یہ کہ کوچی نے کچھ سرزمین غزنی اور بامیان کی چغتائی خانوں یا ایران کے ایلخانوں کی اعلیٰ حکومت کے تحت حاصل کرلی۔ اوروس خاں (۱۳۷۷ء) پہلا سردار ہے جو سفید اردو والے قبیلہ کی تاریخ میں کوئی خاص یگانگت یا امتیاز رکھتا ہے۔ اس نے ایک سے زیادہ مرتبہ تیمور کی فوج کو شکست دی تیمور نے اپنے متکبرانہ طریقہ پر جوجی کے علاقہ کے قبائل کا (توقتامش) (Toqtamish) کو فرماں روا مقرر کیا تھا جو اوردا کے خاندان سے تھا اور جس کے باپ کو اوروس خاں نے قتل کیا اور خود اس کو ملک بدر کیا تھا۔ تیمور کی فوجوں کی مدد سے توقتامش نے اپنی فرماں روائی کو عملی شکل دینے کے لئے متعدد کوششیں کیں لیکن

اور روس کے ہاتھوں اس کو ہر بار شکست اٹھانی پڑی جب تک کہ اوروس زندہ تھا۔ اس کے مرنے اور اس کے بیٹے ممائی (Mamay) کی مختصر (چند روزہ) بادشاہت کے بعد ہی تقتامس سفید اردو والوں کی قیادت اوروس کے ایک دوسرے بیٹے تیمور ملک سے چھین سکا۔

سنہری اردو والوں کی تاریخ میں سب سے آخری حقیقی منگول ہیں بڑی ہستی تقتامش ہی ہے۔ سفید اردو والوں کا تخت چھیننے کے بعد اس نے مغربی خفچاق پر فوج کشی کی ممائی (Mamay) کو شکست دی جو ملک سرائی (Saray) کا بادشاہ گر تھا۔ (King maker) اور اس فتح سے ۱۳۷۸ء (۷۸۰ھ) میں سفید اور نیلی اردو والوں کے فرق و امتیاز (کی تقسیم) کو ختم کر ڈالا اور مشرقی و مغربی خفچاق کو اپنی واحد حکومت میں ملا لیا۔ اس کے بعد سے اوردا کا خاندان نیلے اردو والوں پر حکمراں ہو گیا جن کے اندر سفید اردو والوں کے بہتر ین لوگ شامل تھے۔ ان کی ابتدائی خیمہ گاہیں رفتہ رفتہ شیبان کی اولاد (یا نسل) کے قبضہ میں چلی گئیں۔ تقتامش کی قیادت میں سنہری اردو والے منگول اپنا کھویا ہوا سابقہ مرتبہ (یا قدر و قیمت) واپس حاصل کر لئے۔ روس پر ایک بڑی فوج کے ساتھ چڑھائی کی گئی۔ ۱۳۸۲ء میں ماسکو لوٹا اور جلا دیا گیا۔ اور روس کی مملکت Grand Principality منگول قوم کی قدیم دہشت آفرینی کے ساتھ تباہ و برباد کی گئی۔ بہر حال خفچاق کی عظمت و

شمان کا یہ احیاء ایک بجھتی ہوئی مشعل کا عارضی و موقتی بھڑکنا تھا۔
تقتامش نے اپنی شومی قسمت یا ناشکرگزاری (یا ناسپاسی) سے تیمور سے
جھگڑا مول لیا جو اس کی فتوحات کا صحیح معاون تھا۔ لیکن کوئی
شخص تیمور کو ناخوش کر کے پنپ نہیں سکتا تھا۔ اس بڑے فاتح نے
دوبار فوج کشی کر کے جس میں ایک جنگ ارٹوبا (Kandurcha) کو
شہرت و اہمیت حاصل ہے جو ۱۸ جون ۱۳۹۱ء کو واقع ہوئی اور
دوسری ٹیرک Terek کے قریب ۱۳۹۵ء کی جنگ جبکہ تقتامش
جلاوطنی سے نکل کر فوجیں جمع کر کے دوبارہ نبردآزما ہوا اور شکست فاش
کھایا، ہمیشہ کے لئے خانان خفچاق کی طاقت کو مسمار کر ڈالا۔ اگرچہ
تقتامش تیمور کی واپسی کے بعد سرائے (Sarai) میں دوبارہ
۱۳۹۸ء میں داخل ہوا مگر اس کے پرانے دشمن اوروس کے بیٹے
تیمور قتلغ نے فوراً نکال باہر کیا۔ اور اسکو لتھوینہ Lithuania کے
کے شہزادے ویٹوٹ (Vitovt) کے پاس پناہ لینا پڑا جبکی وجہ سے
وہ خود (بیچارہ) تاتاریوں کی جنگ میں گرفتار ہوگیا۔ تقتامش
بالآخر ۱۴۰۶ء میں مر گیا۔

تقتامش کے قلع قمع کے بعد کا زمانہ سنہری اردو والوں کی تاریخ
کا تاریک ترین زمانہ ہے۔ حصول تخت کے لیے رقیب خاندانوں کی
لڑائیوں سے بھرپور ہے۔ اس فرسودہ خانی کے لیے کم از کم تین
جماعتوں کے امیدوار (یا دعویدار) تھے۔ اوروس خاں کا خاندان

جس کی تائید نوگائی (Nogay) کا سردار [illegible] نامی خفچاق کا دوسرا بادشاہ گر کرتا تھا۔ تقتامش کے بیٹے اور شیبان کے خاندان کے بعض ارکان صغیر۔ جو شجرہ آگے چلکر دیا جائیگا اس کے مطالعہ سے پتہ چلیگا کہ یہ کسقدر پریشان (پیچیدہ و مخلوط) دور ہے۔ رقیب خانان نہ ہی وقت واحد میں خفچاق پر حکمراں تھے بلکہ ایک ہی برسوں میں ایک ہی شہروں پر قابض تھے۔ اور سرائی اور دوسرے بڑے شہروں کی تاریخ مسلسل محاصروں اور قبضہ کے اعادوں کی روئداد میں ہی ہوگی۔

سنہری اردو کا اس طرح خاتمہ ہوا۔ روس اس کو ۱۵۰۲ء (۹۰۷ھ) میں ہضم کر گیا اور ان کی تاریخ منتشر ٹکڑوں کے روزمرہ واقعات نگاری سے بڑھکر وقعت نہیں رکھتی۔ ان میں سے صرف ایک ٹکڑا اوردا کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ استرخان کی ناقابل لحاظ ذاتی جس کو کوچک محمود کے پوتے قاسم نے ۱۴۶۶ء کے قریب میں قائم کی تھی اور جس پر اس کی اولاد ۱۵۵۶ء تک فائز (و قابض) رہی۔ ماسکو کے Grand Prince نے اس کو سنہ مذکور میں موقوف کر دیا۔

سنہری اردو کے خانان

(۱) مغربی خفچاق کا نیلا اردو

(A) (ا) باتو کا خاندان

(١)	١٢٢٤ء - ١٢٥٦ء	باتو	٦٢١ھ - ٦٥٤ھ
(٢)	١٢٥٦ء	سرتک بن (١)	٦٥٤ھ
(٣)	١٢٦٦ء	برکہ	٦٦٤ھ
(٤)	١٢٨٠ء	منگوتیمور بن Tutukan توتوکان بن (١)	٦٧٩ھ
(٥)	١٢٨٧ء	تودامنگو بن ایضاً بن (١)	٦٨٦ھ
(٦)	١٢٩٠ء	[تُولابوغہ (یابوغا)] بن (Barta) بن توتوکان بن (١)	٦٨٩ھ
(٧)	١٣١٢ء	توقتو بن (٤)	٧١٢ھ
(٨)	١٣٤٠ء	اُوزبیگ بن طغرل بن (٤)	٧٤١ھ
(٩)	١٣٤٠ء	تینی بیگ بن (٨)	٧٤١ھ
(١٠)	١٣٥٧ء	جانی بیگ محمود بن (٨)	٧٥٨ھ
(١١)	١٣٥٩ء	بردی بیگ محمد بن (١٠)	٧٦٠ھ
(١٢)	١٣٥٩ء	قتلنا بن (١٠)	٧٦٠ھ
(١٣)	١٣٥٩ء	نوروز بیگ بن (١٠)	٧٦٠ھ

رقیب خاندان (ب) (B)

شیبان کا خاندان	اوردا کا خاندان	توکاتیمور کا خاندان
۷۶۰ھ خضر	......	......
۷۶۲ھ مرَدود	۷۶۲ھ تیمور خواجہ .	۷۶۲ھ کِلدی بیگ
......	۷۶۲ھ مرید خوجہ	......
۷۶۴ھ - ۷۶۸ھ پولا خوجہ	۷۶۴ھ قتلغ خوجہ	۷۶۴ھ عزیز شیخ
؟	۷۶۴ھ عبداللہ	۷۶۸ھ حَسن
۷۷۲ھ تولون بیگ	۷۷۱ھ محمد بولاک	...... ۷۷۲ھ
۷۷۵ھ اِلیان	۷۸۰ھ	
۷۷۶ھ خاغان Khagan		
۷۷۹ھ عرب شاہ		
- ۷۸۰ھ		

[۷۸۰ھ سفید اردو کے ساتھ متحد ۱۳۷۸ء]

(۲) مشرقی قبچاق کا سفید اردو

اوردا کا خاندان

(۱)	۱۳۲۶ء - ۱۲۸۰ء	اوردا	۶۲۳ھ - ۶۷۹ھ
(۲)	۱۳۰۱ء	کوچی بن (۱)	۷۰۱ھ
(۳)	۱۳۰۹ء	بایان بن (۲)	۷۰۹ھ
(۴)	۱۳۱۵ء	ساسی بوکا بن (۳)	ق ۷۱۵ھ
(۵)	۱۳۲۰ء	ابیسان بن (۴)	۷۲۰ھ
(۶)	۱۳۴۴ء	مبارک خوجہ بن (۴)	۷۴۵ھ
(۷)	۱۳۶۱ء	چمپلائے بن (۵)	۷۶۲ھ
(۸)	۱۳۷۵ء	اوروس بن (۷)	۷۷۷ھ
(۹)	۱۳۷۵ء	توقتکیہ بن (۸)	۷۷۷ھ
(۱۰)	۱۳۷۶ء	تیمور ملک بن (۸)	۷۷۸ھ
(۱۱)	۱۳۹۱ء	توقتامش غیاث الدین بن تولی خوجہ بن (۷)	۷۹۳ھ

(جو نیلے اور سفید اردوؤں کو متحد کرتا ہے ۱۳۷۸ء)

رقیب خاندان

(۳) رقیب خاندان

اوردا کے خاندان

مشرقی قبچاق کی شاخ	اوروس کا گھرانہ	تقتامش کا گھرانہ	شیبان کے خاندان
۷۹۷ھ	۷۹۷ھ تیمور قتلغ	۷۹۳ھ پولاد بیگ	۸۰۵ھ-۸۲۲ھ درویش
Koeryek	۸۰۲ھ شادی بیگ		
(کوئریجک)	۸۱۰ھ-۸۱۵ھ پولاد	۸۱۴ھ جلال الدین	
	۸۰۹ھ-۸۱۹ھ تیمور	۸۱۵ھ کریم بردی	
۸۲۳ھ براق	۸۱۸ھ Chakre	۸۱۷ھ Kabak	
(مغربی قبچاق کا ایک حصہ غصب کر لیتا ہے ۸۲۷ھ-۸۳۱ھ)	۸۲۷ھ کوچک محمد ق ۸۶۴ھ	ق ۸۱۸ھ جبر بردی	۸۲۲ھ سید احمد

توکا تیمور کا خاندان

۸۳۰ھ دولت بردی   ق ۸۶۴ھ محمود

(براق کے غیاب میں)   ۸۶۴ھ احمد

۸۸۶ھ { سید احمد مرتضیٰ / شیخ احمد }

[۹۰۷ھ بالآخر روس کی ماتحتی ۱۵۰۲ء]

(۴۸) خانانِ قرم

قا ۱۴۲۰ - ۱۷۸۳ء م قا ۸۲۳ - ۱۱۹۷ھ

ج۔ توکا تیمور کا سلسلہ :—

علاقہ بلغاریہ کبیر اور بعد کو قرم اور (Kaffa)
ہنگامی خانان سنہری اردو کے۔ آخر کو خانانِ کازان
کازینوف (Kozinof) اور قرم۔

جوجی کے بیٹوں میں سب سے چھوٹا توکا تیمور تھا اور سنہری اُردو کے بائیں (یا اور دادالے) جانب (wing) سے وابستہ تھا، لیکن غالباً اپنے ذاتی خیمہ گاہ بالائی والگا پر رکھتا تھا جس میں کم از کم بلغاریہ کبیر کا کچھ حصہ شامل تھا۔ اس شاخ کی ابتدائی قیام گاہوں کی نسبت ہمیں تقریباً صفر علم ہے۔ منگو تیمور نے (باتو کے سلسلہ کے) (Qaraung) اورنگ تیمور کو جو توکا تیمور کا بیٹا تھا قرم اور (Kaffa) عطا کیا۔ اور یہ خاندان اس طرح باتو کی خانی کے شمال اور جنوب میں متعین ہو کر جلد اس کی اولاد یا نسل کی جانشینی کے معاملات میں دخیل ہونے لگا۔ ہم نے دیکھا ہے کہ کس طرح رقیب خاندانوں کے پہلے دور کے تین خان غالباً توکا تیمور کے سلسلہ سے

متعلق تھے اور دوسرے دور کا ایک خان۔ لیکن اس شاخ کی اصلی اہمیت سنہری اردو کے زوال کے بعد شروع ہوتی ہے جو تیمور کی فوج کشیوں کے بعد وقوع میں آئی۔ اس سلسلہ کا ایک شخص اُلغ (Ulugh) محمد[3] بُواق (یا بُراق) کی وفات پر خانی کبیر پر قبضہ کرنے کی کوشش کے بعد اپنے قدیم ملک بلغاریہ کبیر کو واپس ہوگیا ۱۴۳۸ء میں۔ اور وہاں اپنے آباواجداد کی خانی کو پھر سے تازہ کیا یہ لقب خانی کازان Kazan جو جنوب کی خانی کبیر کے سایہ سے نکل کر (Moscow) ماسکو کی روز افزوں دیوہیکل مملکت کے پہلو میں ایک خودمختار یا آزاد کانٹے کی طرح چبھنے لگی۔ جب ۱۵۱۹ء میں محمد امین مرگیا تو کازان کے بانی کا مسلمان خاندان ختم ہوگیا اور اسکی جگہ کازیوف قِرم اور استرخان اور دوسرے خاندانوں یا علاقوں سے مسلمان خانوں کو روس کی قیادت میں منتقل کرنا پڑا۔ بالآخر روس نے اس خانی کو بالکلیہ ختم کرکے ۱۵۵۲ء میں کازان کا ایک روسی گورنر مقرر کیا۔

۱۴۴۶ء میں الغ بیگ جب اپنے بیٹے محمودک کے ہاتھ مارا گیا تو اُلغ کے دوسرے دو بیٹے روس کو بھاگ گئے اور ماسکو کی فوج میں کچھ مدت نوکری کرکے ان میں کا ایک قاسم نامی ریازان (Riazan) کے ڈیویژن کا حصہ میں اوکا (Oka) ندی پر Gorodetz کا شہر اور ضلع انعام پایا۔ اس نے شہر کو اپنے نام قاسم سے قاسیموف موسوم کیا۔ اس لئے اس علاقہ کے حکمراں خانوں کا سلسلہ خاندان قاسیموف

کہلاتا ہے۔ روس کا مقصد ان کو ان کے زیادہ طاقتور پڑوسی خانان کازان سے برسر پیکار رکھنا تھا۔ اور الغ بیگ کے راست مسلم سلسلہ کے منقطع ہو جانے پر اس نے اس بلند تر خانی پر قاسیموف کے خاندان سے دو خانوں کو برسر اقتدار ہونے کا موقع دیا۔ اس خانی کو جو کبھی حقیقی معنوں میں خود مختار نہیں تھی روس نے ۱۶۷۸ء میں ہضم کر لیا۔

تو کاتیمور کے گھرانے سے نکلی ہوئی تین خانیوں میں قِرم کی خانی سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ الغ محمد کا ایک بھائی تاش تیمور تھا جو ایک زمانہ میں توقتامش کے تحت سپہ سالار تھا۔ خانان قرم یا (Crimea) کے زبردست خاندان کا یہی دراصل بانی تھا۔ اگرچہ اس کے بیٹے حاجی Giray کو عام طور پر پہلا خان تصور کرتے ہیں۔ بعد کو پیدا ہونے والے سیاسی مشرقی مسئلہ میں قرم کا خاندان ہمیشہ ایک جزو تھا۔ اور خواہ ترکی کے ایک دور افتادہ سرحدی علاقہ یا روس کے حلیف کی حیثیت سے ان دونوں حکومتوں کے پاس اس کی اہمیت تھی اور وہ اس کا لحاظ کرتے تھے۔ بالآخر روس اور ترکی دونوں نے ان پڑوسیوں کی تکلیف دہی سے بیزار ہو کر ۱۷۸۳ء میں صلح کی اور قرم کی خانی موقوف کر دی گئی۔ اس خاندان کا ایک نسلی فرد سلطان قرم کتی گرائے (Katti Giray) ایڈنبرا میں سکونت پذیر ہوا اور اسکاٹلینڈ کی ایک معزز عورت سے شادی کر لی (Athenaeum, No: 2762)۔

خانانِ قرم

(۱)	ق ۱۴۲۰ء - ۱۴۶۶ء	حاجی گرائی بن ناش تیمور	ق ۸۲۳ھ یا ۸۷۱ھ
(۲)	۱۴۶۹ء	نوردولت بن (۱)	۸۷۳ھ
(۳)	۱۴۷۴ء	منگلی گرائی اول بن (۱)	۸۷۸ھ
	۱۴۷۷ء	نوردولت (دوباره)	۸۸۲ھ
(۴)	۱۴۷۸ء	جانی بیگ گرائی اول	۸۸۳ھ
	۱۵۱۵ء	منگلی گرائی دوباره	۹۲۱ھ
(۵)	۱۵۲۳ء	محمد گرائی اول بن (۳)	۹۲۹ھ
(۶)	۱۵۲۳ء	غازی گرائی اول بن (۵)	۹۲۹ھ
(۷)	۱۵۳۲ء	سعادت گرائی اول بن (۳)	۹۳۸ھ
(۸)	۱۵۳۲ء	اسلام گرائی اول بن (۵)	۹۳۸ھ
(۹)	۱۵۵۱ء	صاحب گرائی اول بن (۳)	۹۵۸ھ
(۱۰)	۱۵۷۷ء	دولت گرائی اول بن (۹)	۹۸۵ھ
(۱۱)	۱۵۸۴ء	محمد گرائی دوم بن (۱۰)	۹۹۲ھ
(۱۲)	۱۵۸۸ء	اسلام گرائی دوم بن (۱۰)	۹۹۶ھ
(۱۳)	۱۵۹۴ء	غازی گرائی دوم بن (۱۰)	۱۰۰۲ھ
(۱۴)	۱۵۹۴ء	فتح گرائی اول بن (۱۰)	۱۰۰۲ھ

Countess Potochi سے شادی کی

	۱۶۰۸ء	غازی گرائی دوم (دوبارہ)	۱۰۱۷ھ
(۱۵)	۱۶۱۰ء	سلامت گرائی اول بن (۱۱)	۱۰۱۹ھ
(۱۶)	۱۶۲۲ء	جانی بیگ گرائی دوم بن (۱۱)	۱۰۳۱ھ
(۱۷)	۱۶۳۵ء	محمد گرائی سوم بن (۱۱)	۱۰۳۶ھ
	۱۶۳۸ء	جانی بیگ دوم (دوبارہ)	۱۰۴۸ھ
(۱۸)	۱۶۴۲ء	عنایت گرائی بن (۱۳)	۱۰۴۸ھ
(۱۹)	۱۶۴۴ء	بہادر گرائی بن (۱۵)	۱۰۵۲ھ
(۲۰)	....	محمد گرائی چہارم بن (۱۵)	۱۰۵۴ھ
(۲۱)	۱۶۵۴ء	اسلام گرائی سوم بن (۱۵) ۱۰۵۴ھ	۱۰۶۴ھ
	۱۶۶۵ء	محمد چہارم (دوبارہ)	۱۰۷۵ھ
(۲۲)	۱۶۷۰ء	عادل گرائی از احمد چوپان بن (۱۴)	۱۰۸۱ھ
(۲۳)	۱۶۷۷ء	سلیم گرائی اول بن (۱۹)	۱۰۸۸ھ
(۲۴)	۱۶۸۳ء	مراد گرائی بن مبارک بن (۱۵)	۱۰۹۴ھ
(۲۵)	۱۶۸۴ء	حاجی گرائی دوم بن قرم بن (۱۵)	۱۰۹۵ھ
	۱۶۹۱ء	سلیم اول (دوبارہ)	۱۱۰۲ھ
(۲۶)	۱۶۹۱ء	سعادت گرائی دوم بن قرم بن (۱۵)	۱۱۰۲ھ

(۲۷)	سنہ ۱۶۹۲	صفا گرائی بن احمد چوپان بن (۱۴)	سنہ ۱۱۰۳
	سنہ ۱۶۹۸	سلیم اول (تیسرے مرتبہ)	سنہ ۱۱۰۹
(۲۸)	سنہ ۱۷۰۲	دولت گرائی دوم بن (۲۳)	سنہ ۱۱۱۴
	سنہ ۱۷۰۵	سلیم اول (چوتھے مرتبہ)	سنہ ۱۱۱۷
(۲۹)	سنہ ۱۷۰۷	غازی گرائی سوم بن (۲۳)	سنہ ۱۱۱۹
(۳۰)	سنہ ۱۷۰۷	Kaplan گرائی اول بن (۲۳)	سنہ ۱۱۱۹
	سنہ ۱۷۱۳	دولت گرائی (دوبارہ)	سنہ ۱۱۲۵
	سنہ ۱۷۱۵	کپلان اول (دوبارہ)	سنہ ۱۱۲۷
(۳۱)	سنہ ۱۷۱۵	قرادولت گرائی بن (۲۲)	سنہ ۱۱۲۷
(۳۲)	سنہ ۱۷۲۴	سعادت گرائی سوم بن (۲۳)	سنہ ۱۱۳۶
(۳۳)	سنہ ۱۷۳۰	منگلی گرائی دوم بن (۲۳)	سنہ ۱۱۴۲
	سنہ ۱۷۳۶	کپلان اول (تیسرے مرتبہ)	سنہ ۱۱۴۹
(۳۴)	سنہ ۱۷۳۷	فتح گرائی دوم بن (۲۸)	سنہ ۱۱۵۰
	سنہ ۱۷۳۹	منگلی دوم (دوبارہ)	سنہ ۱۱۵۲
(۳۵)	سنہ ۱۷۴۳	سلامت گرائی دوم بن (۲۴)	سنہ ۱۱۵۶
(۳۶)	سنہ ۱۷۴۸	سلیم گرائی دوم بن (۳۰)	سنہ ۱۱۶۱
(۳۷)	سنہ ۱۷۵۵	ارسلان گرائی بن (۲۸)	سنہ ۱۱۶۸

(۳۸)	۱۷۵۸ء	حاکم گرائی بن (۳۲)	۱۱۷۱ھ
(۳۹)	۱۷۶۴ء	قرم گرائی بن (۲۸)	۱۰۷۷ھ
(۴۰)	۱۷۶۴ء - ۱۷۶۷ء	سلیم گرائی سوم بن (۳۴)	۱۱۷۷ھ - ۱۱۸۰ھ
	۱۷۶۷ء	ارسلان گرائی (دوبارہ)	۱۱۸۱ھ
(۴۱)	۱۷۶۸ء	مقصود گرائی اول بن (۳۵)	۱۱۸۲ھ
	۱۷۷۰ء	قرم گرائی (دوبارہ)	۱۱۸۴ھ
(۴۲)	۱۷۷۱ء	دولت گرائی سوم بن (۳۷)	۱۱۸۴ھ
(۴۳)	۱۷۷۱ء	کپلان گرائی دوم بن (۲۶)	۱۱۸۴ھ
	۱۷۷۱ء	سلیم سوم (دوبارہ)	۱۱۸۵ھ
(۴۴)	۱۷۷۲ء	مقصود گرائی دوم	۱۱۸۵ھ
(۴۵)	۱۷۷۵ء	صاحب گرائی دوم بن احمد بن (۲۸)	۱۱۸۹ھ
	۱۷۷۷ء	دولت سوم (دوبارہ)	۱۱۹۱ھ
(۴۶)	۱۷۸۳ء	شاہین گرائی بن احمد بن (۲۸)	۱۱۹۷ھ

قرم روس کو دیدیا گیا

د ۔ شیبان کا سلسلہ

علاقہ، اوزبک کی سرزمین (یورل اور چوندیوں کے
بیچ میں) سنہری اردو کے ہنگامی خان۔ (Teumen)
(ٹیومن کے خان) یا زارق ۱۲۲۶ء ۔ ۱۴۵۹ء ۔ بخارا کے
خان ۱۵۰۰ء ۔ ۱۸۶۸ء اور خیوا کے خان ۱۵۱۵ء ۔ ۱۸۷۲ء ۔

جب باتو خاں نے ۱۲۴۰ء میں ہنگری پر چڑھائی کی اس کا بھائی شیبان اس کے ساتھ تھا اور جنگ میں ایسا اچھا کام کیا کہ باتو نے اس کو نہ صرف ہنگری کا بادشاہ بنایا (یہ خطاب کسقدر برائے نام تھا) بلکہ اس کو اوردا کی خانی کے بعض قبائل کا علاقہ بھی عطا کیا۔ شیبان موسم گرما میں یورل پہاڑوں سے ایلک (Ilek) اور ارغیز (Irghiz) ندیوں تک خیمے ڈال کر رہتا تھا۔ اور موسم سرما میں (Chu 'Sir) اور (Sarisu) ندیوں سے شاداب ہونے والی سرزمینوں میں۔ اسکی نسل کے چھٹے سلسلہ میں منگو تیمور سنہری اردو کے بلند مرتبت خان اوزبک کا ہمعصر تھا۔ اور شیبان کے علاقہ کے قبائل نے اس سے اپنا نام یا لقب اوزبک رکھا جو بعد کو بہت مشہور ہو گیا۔ باتو کا سلسلہ ختم ہونے پر شیبان کے خاندان نے سنہری اردو کو کئی ایک خان مہیا کئے اور رقیب خاندانوں کے

دوسرے دور میں تقتامش کے زوال کے بعد ظن اغلب ہے کہ درویش خان اور سید احمد نے شیبان ہی کے گھرانے سے نمایندگی کی۔

شیبان کا جو سلسلہ اپنے گھر ہی پر مقیم تھا اپنے ابتدائی خیمہ یا پڑاو کی زمینوں پر ٹھیرا رہا اور (ن ر ا نِ ٹیومن) لقب اختیار کیا اور اسی لقب سے وہ سائبریا کے بڑے وسیع حصہ پر حکومت کرتے تھے۔ وہ ۱۶۵۹ء تک قائم رہے بالآخر اسی سال کالموک قوم نے ان کے ملک پر قبضہ کیا۔ لیکن اس سے کچھ وقت پہلے ہی اِن کی حکومت صرف برائے نام ہی رہ گئی تھی۔

منگو تیمور کے بیٹے پولاد سے جو ایک زمانہ میں سنہری اردو کا حکمراں تھا جو شاخیں نکلی تھیں وہ اور بھی زیادہ اہمیت رکھتی تھیں۔ پولاد کے دو بیٹے ابراہیم اور عرب شاہ علی الترتیب خانان بخارا و خوارزم یا خیوا کے جدِ اعلیٰ تھے۔ اول الذکر خانی کی بنیاد محمد شیبانی ابو الخیر کے پوتے نے [illegible] میں ڈالی۔ ابو الخیر خود ابراہیم کا پوتا تھا یہ سلسلہ اب تک باقی ہے اگرچہ جنرل کافمان (Kaufmann) نے اس کو ۱۸۶۸ء میں روس کے تابع کر لیا۔ عرب شاہ بانی خانی خیوا اگر سنہری اردو کے خان کے نام سے مشہور نہیں ہے تو کم از کم تقتامش کی فوج کشی ہونے سے عین پہلے خفچاق میں اس کے نام کا سکہ جاری تھا۔ اس کی پانچویں پشت کا ایک شخص (Ilkarl) البرز خاں غالباً ۱۵۱۵ء کے قریب بجبر ماوراء النہر اور قرب و جوار کے صوبوں پر

شیبان کی وفات پر قبضہ کر لیا اور اس کی نسل اب بھی خانان خیوا کہلاتی ہے لیکن وہ ۱۸۷۲ء سے روس کے باجگزار چلے آرہے ہیں۔ ان خانیوں کی تاریخ (جو تیمور کی سلطنت یا شہنشاہی کے کھنڈروں پر قائم ہوئی) آگے چل کر بیان کی جائیگی۔ یہاں یہ مزید اطلاع ضروری معلوم ہوتی ہے کہ جوجی خاں کا ایک اور بیٹا تیوال (Pechenegs) قوم کا سردار تھا جو دریائے بوگ (Bug) کے ارد گرد جنوبی روس میں خیمہ زن تھی اور وہ (Nugay) نوگائے کا دادا تھا جو سنہری اردو کے کاروبار میں بڑا حصہ لیا کرتا تھا لیکن بعد کو توقتو (Toqtai) سے ناچاقی ہونے پر اپنے قبائل کے ساتھ والگا ندی کے پار نکال باہر کیا گیا۔ انھوں نے اپنا لقب نوگائی Nogaye رکھا اور یورل اور (Yemba) یمبا کے درمیان اپنے ٹھیرنے کے مقام اختیار کیئے۔ اس قوم کی تاریخ بالکل نامکمل حالت میں ملتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ خصوصیت کے ساتھ خانہ بدوش تھے۔

ذیل میں جوجی خاں کے گھرانہ کا شجرہ چار حصوں میں بتایا جاتا ہے۔ اس کے یوں تو چھ لڑکے تھے :-

اوردا (سفید اردو والا)

باتو (سنہری اردو والا)

Baraka جس کی اولاد کا کچھ حال درج نہیں ہے۔

نوکا تیمور (بلغاریہ کبیر کا)
شیبان (اوزبک کے سبزہ زاروں کا) اور
تیوال (Teval) (پشنیک Pechenag کا سردار)

(۸۵) چغتائی خانان

۱۲۲۷ء - ۱۳۵۸ء م ۶۲۴ھ - ۷۶۰ھ

(ماوراءالنہر)

ہم نے یکے بعد دیگرے چنگیز کے تین بیٹوں اوگوتائی۔ تولوئی۔ اور جوجی کی بنا کی ہوئی سلطنتوں کا ذکر کیا ہے۔ چغتائی باقی رہگیا تھا جس کو ماوراءالنہر کا علاقہ (یا بخاریہ) معہ کچھ حصہ کاشغر بدخشاں بلخ اور غزنیں دیا گیا تھا اور جس نے ان ممالک کی خانی قائم کی۔ اسکی اولاد کی تاریخ بہت تھوڑی لکھی گئی ہے اور سوائے ایران کی سرحد پر کبھی کبھی حملہ کرنے اور اندرونی جھگڑوں کے کوئی اور اہم امور قلمبند نہیں ہوئے ہیں۔ اوگوتائی کے خاندان کے دو رکن (علی اور دانشمندجہ) اس خاندان کے سلسلہ میں گھس پڑتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ چغتائی کے ممالک کے اندر اوگوتائی کے ذی مرتبت سردار بھی موجود تھے (جیسا کہ آگے چل کر بتایا جائے گا)۔ اس شاخ کا نسب نامہ اور سنہ واری واقعات دونوں مشتبہ ہیں اور جو مواد پیش کیا جارہا ہے موقتی تصور ہونا چاہیئے۔

(۱) ۱۲۲۷ء - ۱۲۴۲ء چغتائی ۶۲۴ھ - ۶۳۹ھ

(۲) قراہلاگو بن مُواتوخان

بن (۱) ۶۴۵ھ

(۳)		یوسومنگو بن (۱)	۶۵۰ھ
		قراہلاگو (دوبارہ)	۶۵۰ھ
(۴)		خاتون اورغانہ	۶۵۹ھ
(۵)		الغو بن بیدر	
		بن (۱)	۶۶۴ھ
(۶)		مبارک شاہ بن (۲)	۶۶۴ھ
(۷)		بُراق خاں بن یِسُون دُویوا بن مُواتوخاں	
		بن (۱)	۶۶۸ھ
(۸)	۱۲۷۰ء - ۱۲۷۲ء	نیک پلے بن ساربان	
		بن (۱)	۶۶۸ھ - ۶۷۰ھ
(۹)	ق ۱۲۷۴ء	توکاتیمور بن کدمی بن بوری (Bori برادر (۲)	ق ۶۷۲ھ
(۱۰)	۱۳۰۶ء	دووا (Duwa) خاں بن (۷)	۷۰۶ھ
(۱۱)	۱۳۰۸ء	کنجوک (Kunjuk) خاں بن (۱۰)	۷۰۸ھ
(۱۲)	۱۳۰۹ء	تالیکو (Talikku) برادر (۹)	۷۰۹ھ
(۱۳)	۱۳۰۹ء	کبیک (Kebek) خاں بن (۱۰)	۷۰۹ھ

(۱۴)	۱۳۱۸ء	یسون بوغا (Yisunbugha) بن (۱۰)	ق ۱۸ء
	۱۳۲۱ء	Kibak خان (دوبارہ)	۲۱ء
(۱۵)	۱۳۲۱ء	ایلچی کدائے بن (۱۰)	۲۱ء
(۱۶)	۱۳۲۲ء	دووا Duwa تیمور بن (۱۰)	۲۲ء
(۱۷)	۱۳۲۲ء - ۱۳۳۴ء	(ترما شیرین (?) بن (۱۰)	۳۰ء } ۳۴ء }
	۱۳۳۴ء	سنجر (؟) بن (۱۷)	۳۴ء
(۱۸)	۱۳۳۴ء - ق ۱۳۳۵ء	جنگی شائے (Jengishay) بن ابوقان بن (۱۰)	ق ۳۵ء
(۱۹)	ق ۱۳۳۵ء	بوزون بن (۱۶)	ق ۳۹ء
(۲۰)	ق ۱۳۴۰ء	یسون (Yisun) تیمور برادر (۱۸)	ق ۴۱ء
(۲۱)	ق ۱۳۴۲ء	علی (اوگوتائی کی نسل کا)	ق ۴۳ء
(۲۲)	۱۳۴۳ء	محمد بن پولاد بن (۱۱)	۴۴ء
(۲۳)	۱۳۴۶ء	کازان	۴۷ء
(۲۴)	۱۳۴۸ء	دانشمندجہ (اوگوتائی کی نسل کا)	۴۹ء

(۲۵) ۱۳۵۷ء بویان قلی (Buyan Kuli) ۱۳۶۰ء
بن سرغواوغول
بن (۱۰)

طوائف الملوکی اور رقیب سرداران
۱۳۷۰ء بالآخر تیمور کی پادشاہت ۱۳۷۱ء

XII ایران
(۱۶ سے ۱۹ صدی تک)

(۸۶) جلیر (العراق) (۸۸) سربداری (خراسان)
(۸۷) مظفری (فارس) (۸۹) قرت (ہیرات)

تیموری (دیکھو XIII)

(۹۰) قراقیونلی (آذربائجان) (۹۱) آق قیونلی (آذربائجان)
شاہانِ ایران { (۹۲) صفوی (۹۴) افشاری
(۹۳) افغان (۹۵) زند (Zand)
(۹۶) قاجار

ایران XII

ایران کے منگول فاتحوں کی قوت ٹوٹ جانے پر چند ایک سر برآوردہ یا ممتاز سرداروں اور صوبائی گورنروں نے اپنی پوری (خود مختاری) کا اعلان کیا۔ ان میں سے جلیر سب سے زیادہ طاقتور تھے۔ ان کی جگہ بعد کو کالے اور سفید بکروں کے نشان والے ترکمانوں نے حاصل کی۔ زیادہ مشرقی صوبوں پر مظفری حکمران تھے لیکن ان کو ابو اسحٰق اور دیگر ارکان خاندان محمود شاہ (Inju) سے سخت لڑائی لڑنی پڑی جس کا دار الحکومت اصفہان تھا۔ شمال مشرق میں کچھ مدت کے لیے خراسان سربداریوں اور ہرات کے قرت ملوک کے درمیان تقسیم ہو گیا تھا۔ تیمور ۱۳۸۴ء سے ۹۳ء تک ایران کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک غارتگری کرتا ہوا گزر گیا اور اسکی اولاد نے ایک صدی تک اس ملک کا کچھ حصہ اپنے قبضہ میں رکھا۔ سولھویں صدی عیسوی کے شروع میں شاہ اسمٰعیل صفوی نے ان تمام صوبوں پر اپنا اقتدار قائم کیا جنپر تیموری، ترکماں اور دوسرے ان سے چھوٹے خاندان حکومت کیا کرتے تھے۔ اور بعد کو چل کر خراسان بھی لے لیا۔

اسوقت سے انیسویں صدی کے شاہان ایران کے ملک کی سرحد تقریباً غیر متبدل رہی انھیں صرف ترکی کو مغرب میں کچھ علاقے دیدینے پڑے۔

(۸۶) جلیر

۱۳۳۶ء - ۱۴۱۱ء م ۷۳۶ھ - ۸۱۴ھ

(العراق وغیرہ)

جلیر کے قبیلہ کے سردار (جو ایلخانی بھی کہلاتے ہیں) منگول سلطان ابوسعید کے انتقال پر ایران کے تمام خاندانوں سے بڑھکر قوت والے ہو گئے۔ ان کے سردار شیخ حسن بزرگ نے منگول تخت پر تین کٹ پتلی حکمراں بٹھائے۔ اس کے بعد خود اسی نے اقتدار غصب کر لیا اور العراق پر قبضہ کر کے بغداد کو اپنا پایہ تخت بنایا۔ اس کا بیٹا اویس ۷۵۷ھ (۱۳۵۶ء) میں اس کا جانشین ہوا، سنہری اردو سے ۷۵۹ھ میں آذربائجان اور تبریز چھینا، اور اپنے مقبوضات میں موصل اور دیار بکر کا (۷۶۶ھ میں) اضافہ کیا۔ اس کا جانشین حسین اپنے پڑوسی مظفریوں سے مصروف جنگ تھا (جو مشرقی ایران میں تھے) نیز کالے بکرے والے ترکمانوں سے جنھوں نے ارمنستان اور جھیل وان (Van) کے جنوب میں اپنے آپ کو مقتدر بنا رکھا تھا۔ یہاں تک کہ موخرالذکر ۷۷۹ھ میں اس کے حلیف بننے کے لیے راضی ہو گئے۔ وہ ۱۳۸۲ء (۷۸۴ھ) میں مرگیا تو اسکی سلطنت یا بادشاہت اس کے دو بیٹوں میں

منقسم ہوئی۔ آذربائیجان اور العراق سلطان احمد کو ملے اور کردستان کا کچھ حصہ (ایک سال کے لیے) بایزید کو ملا۔ تیمور نے جب فوج کشی کی اور شمالی ایران اور ارمنستان ۱۳۸۷ء سے ۸ھ تک روندا پھر بغداد، عراق عرب، دیار بکر اور وان ۱۳۹۳ء (۷۹۶ھ) میں فتح کیا تو سلطان احمد مصر کو بھاگ کر مملوک سلطان برقوق کے پاس پناہ لی۔ برقوق نے اس کی مدد کی اور جب تیمور سمرقند واپس ہو گیا تو اسکو بغداد واپس دلایا۔ اس وقت سے تیمور کی وفات تک (۱۴۰۵ء م ۸۰۷ھ) سلطان احمد جنگوں میں مصروف رہا کبھی اپنا ملک کچھ کھو دیتا تھا اور پھر واپس لیتا تھا۔ بالآخر ۸۰۸ھ میں وہ بغداد کا حقیقی معنوں میں حکمراں ہوا تو قرا یوسف ترکماں سے جھگڑا کر کے آذربائیجان پر فوج کشی کی جو شکست و موت پر ختم ہوئی (۱۴۱۰ء م ۸۱۳ھ)۔ اس کا بھتیجا شاہ ولد بغداد پر کالے بکرے والے ترکمانوں کے آنے تک (۱۴۱۱ء) حکومت کرتا رہا۔ شاہ ولد کی بیوہ Tandu (جسنے قبل ازیں مملوک سلطان برقوق سے شادی کر لی تھی) ۸۱۹ھ تک واسط بصرہ اور شوستر پر حکومت کرتی تھی گو کہ تیموری شاہ رخ کی اطاعت قبول کر لی تھی۔ اُس سال اس کا سوتیلا بیٹا اس کی جگہ حکمراں ہوا اس کے بعد اس کے بھائیاں اویس ۸۲۳ھ ۸۲۹ھ) اور محمد اور پھر عموزاد بھائی حسین تخت نشیں ہوئے۔ آخر الذکر کو قراقیونلی ترکمانوں نے قتل کیا۔

(۱) ۱۳۳۶ء - ۱۳۵۶ء شیخ حسن بزرگ ۷۳۶ھ - ۷۵۷ھ

(۲) ۱۳۷۴ء شیخ اویس بن (۱) ۷۷۶ھ

(۳) ۱۳۷۴ء حسین بن (۲) ۷۷۶ھ

(۴) بائزید (کردستان میں) ۷۸۴ھ - ۵ھ
بن (۲)

(۵) ۱۳۸۲ء سلطان احمد بن (۲) ۷۸۴ھ
(۷۹۶ھ سے ۸۰۵ھ تک تیمور نے انکو متعدد
مرتبہ ملک سے نکال باہر کیا)

(۶) ۱۴۱۰ء - ۱۴۱۱ء (شاہ ولد = Tandu) ۸۱۳ھ - ۸۱۴ھ
بن علی بن (۲)

قراقوئلی ترکمانوں کی حکومت

(۸۷) مظفری خاندان

۱۳۱۳ء - ۱۳۹۳ء م ۷۱۳ھ - ۷۹۵ھ

(فارس، کرمان اور کردستان)

اس خاندان کا بانی امیر المظفر خراسان کے حاجی غیاث الدین کا ایک پوتا تھا جو ایران کے منگول حکمرانوں کے دربار میں مختلف خدمات پر مامور ہونے کے بعد اصفہان کے قریب میبذ کا گورنر مقرر ہوا۔ اس کا بیٹا مبارز الدین محمد اس خدمت پر ۱۳۱۳ء (۷۱۳ھ) میں اس کا جانشین ہوا اور ۱۳۱۹ء (۷۱۹ھ) میں منگول ابو سعید سے اور بھی زیادہ اہم خدمت یعنے فارس میں یزد کی حکومت حاصل کی۔

۱۳۴۰ء (۷۴۱ھ) میں کرمان اضافہ کر لیا گیا۔ اور ابو اسحٰق انجو سے دیر تک مقابلہ کر کے مبارز الدین محمد نے ۱۳۵۳ء (۷۵۴ھ) میں شیراز اور پورا فارس فتح کر لیا اور ۱۳۵۶ء (۷۵۸ھ) میں اصفہان اضافہ کیا جب کہ ابو اسحٰق قتل کیا گیا۔ شمال میں وہ تبریز تک فتحمندی کے ساتھ بڑھتا گیا بالآخر معزول اور اندھا کر دیا گیا (۱۳۵۷ء م ۷۵۹ھ میں) اور اگرچہ ایک خفیف مدت کے لیے دوبارہ اپنی حکومت پر فائز ہوا لیکن ۱۳۶۴ء (۷۶۵ھ) میں مکرر ملک بدری کی حالت میں

مر گیا۔ اس کے جانشین فارس، کرمان اور کردستان کی حکومت پر فائز رہے حتیٰ کہ ۱۳۸۷ء میں تیمور نے چڑھائی کی۔ خواجہ حافظ شاہ شجاع کے درباری شاعر تھے۔

(۱)	۱۳۱۳ء۔ ۱۳۵۷ء	مبارز الدین محمد بن المظفر	۷۱۳ھ۔ ۷۵۹ھ
(۲)	۱۳۵۷ء۔ ۱۳۸۴ء	جلال الدین شاہ شجاع بن (۱)	۷۸۶ھ
(۳)	۱۳۸۴ء۔ ۱۳۸۷ء	مجاہد الدین علی زین العابدین بن (۲) (تیمور نے اسکو ملک بدر کیا)	۷۸۹ھ
	۱۳۸۷ء۔ ۱۳۹۳ء ہمعصر حکمران	شاہ یحییٰ بن شرف الدین المظفر بن (۱) (یزد میں) سلطان احمد (کرمان میں) بن (۲) شاہ منصور برادر شاہ یحییٰ (اصفہان میں)	۷۸۹ھ۔ ۷۹۵ھ

(۸۸) سربداری خاندان

۱۳۳۷ء۔ ۱۳۸۱ء م ۷۳۷ھ۔ ۷۸۳ھ

(خراسان)

خراسان کے بشتین نامی قصبہ کا ایک باشندہ مسمی عبدالرزاق جو ایک وقت ایلخان ابوسعید کی ملازمت میں تھا۔ ۱۳۳۷ء (۷۳۷ھ) میں اپنے ملک والوں پر مقامی گورنر کے مظالم سے تنگ آکر بغاوت کا سرغنہ بنا۔ باغیوں نے اپنی انتہائی بے سروسامانی میں اپنا لقب سربداری رکھا۔ بریں ہم انھوں نے سبزوار اور اس کے قرب و جوار کے صوبوں پر قبضہ کر لیا اور تقریباً نصف صدی تک ان مقامات پر فائز رہے۔ اس عرصہ مدت میں یکے بعد دیگرے بارہ سرداروں نے حکومت کی لیکن ان میں سے نو سخت عذاب کی موت سے مرے۔

(۱)	۱۳۳۷ء۔ ۱۳۳۸ء	عبدالرزاق بن فضل اللہ	۷۳۷ھ۔ ۷۳۸ھ
(۲)	۱۳۴۴ء	وجیہہ الدین مسعود بن فضل اللہ	۷۴۴ھ
(۳)	۱۳۴۶ء	محمد (Ay-Timur)	۷۴۶ھ
(۴)	۱۳۴۶ء	اسفندیار	۷۴۷ھ

(۵)	۱۳۴۷ء	فضل اللہ	۷۴۸ھ
(۶)	۱۳۵۲ء	شمس الدین علی	۷۵۳ھ
(۷)	۱۳۵۵ء	یحییٰ	۷۵۶ھ
(۸)	۱۳۵۹ء	ظہیر الدین	۷۶۰ھ
(۹)	۱۳۵۹ء	حیدر القصاب	۷۶۰ھ
(۱۰)	۱۳۶۰ء	لطف اللہ	۷۶۱ھ
(۱۱)	۱۳۶۴ء	الحسن الدامغانی	۷۶۶ھ
(۱۲)	۱۳۸۱ء	علی المؤید	۷۸۳ھ

تیمور نے اس سلسلہ کو ختم کیا

(۸۹) ہیرات

(Karts)

۱۲۴۵ء - ۱۳۸۹ء م ۶۴۳ھ - ۷۹۱ھ

غور کے قرت (Kart) نژاد ملوک ہیرات منگولوں کے شروع زمانہ حکومت ایران سے اپنی مملکت پر فائز تھے۔ جوں جوں منگول کمزور ہوتے گئے Karts کی قوت خراسان میں بڑھتی گئی یہاں تک کہ ۱۳۸۱ء (۷۸۳ھ) میں تیمور نے ہیرات فتح کر لیا اور ایک عرصہ تک فرمانبردار رہ کر یہ خاندان ۱۳۸۹ء (۷۹۱ھ) میں ختم ہو گیا۔

(۱)	۱۲۴۵ء	شمس الدین اول بن رکن الدین ابوبکر بن عثمان	۶۴۳ھ
(۲)	۱۲۷۸ء - ۱۲۸۳ء	رکن الدین عمعصر تھا بن (۱)	۶۷۷ھ - ۶۸۲ھ
(۳)	۱۲۸۵ء - ۱۳۰۸ء	فخرالدین بن (۲)	۶۸۴ھ - ۷۰۸ھ
(۴)	۲۸ء	غیاث الدین بن (۲)	۷۲۹ھ
(۵)	۱۳۲۹ء	شمس الدین دوم بن (۴)	۷۳۰ھ
(۶)	۱۳۳۱ء	حافظ بن (۴)	۷۳۲ھ
(۷)	۱۳۷۰ء	معزالدین بن (۴)	۷۷۲ھ
(۸)	۱۳۸۹ء	غیاث الدین پیر علی بن (۷)	۷۹۱ھ

(تیموری خاندان)

(۹۰) قراقیونلی

۱۳۷۸ء - ۱۴۶۹ء م ۷۸۰ھ - ۸۷۴ھ

کالے بکرے کے پرچم یا نشان والے ترکمان

(آذربائجان وغیرہ)

چودھویں صدی کے آخری ربع حصہ میں ترکمانوں کا ایک جرگہ یا قبیلہ موسوم بہ قراقیون لی جھیل وان کے جنوب کی سرزمین پر مسلط ہو گیا اور جَلیر سلطان حسین کے ساتھ اتحاد کر کے ارمنستان اور آذربائجان میں ایک حکمران خاندان قائم کیا۔ اس سلسلہ کا دوسرا شخص قرا یوسف تیمور کے ہاتھوں کئی مرتبہ اپنے ملک کے باہر نکالا گیا مگر اتنے ہی مرتبہ واپس آیا۔ جب تیمور ۱۴۰۵ء (۸۰۷ھ) میں مر گیا تو اس نے اپنے سابقہ ممالک حاصل کر لئے اور ۱۴۱۱ء میں جَلیر کے بھی ممالک شامل کر لئے۔ (قراقیون لی کو ۱۴۶۹ء (۸۷۴ھ) میں اُزُن ([illegible]) حسَن آق قیون لی (مخالف جرگہ) کے سردار نے فرو کیا۔

(۱) ۱۳۷۸ء - ق ۱۳۸۸ء قرا محمد ۷۸۰ھ - ق ۷۹۰ھ

(۲) ۱۴۰۰ء قرا یوسف ق ۷۹۰ھ - ۸۰۲ھ

(تیمور کی فوج کشی)

۱۴۰۵ء - ۱۴۲۰ء قرا یوسف (دوبارہ) ۸۰۸ھ - ۸۲۳ھ

(۳) ۱۴۳۷ء اسکندر ۸۴۱ھ

(۴) ۱۴۶۷ء جہاں شاہ ۸۷۲ھ

(۵) ۱۴۶۹ء حسن علی ۸۷۴ھ

آق قیونلی

(۹۱) آق قیونلی

۱۳۷۸ء - ۱۵۰۲ء م ۷۸۰ھ - ۹۰۸ھ

سفید بکرے کے نشان والے ترکمان

(آذربائجان وغیرہ)

آق قیون لی ترکمان اپنے رقیب قراقیون لی ترکمانوں کی جگہ آذربائجان اور دیار بکر میں مسلط ہوئے مگر صرف تیس ہی سال کی خود مختار حکومت کے بعد شاہ اسمٰعیل صفوی نے ان کو شرور (Shurur) کی بڑی جنگ (۱۵۰۲ء م ۹۰۷ھ) میں شکست دی ۔ اس کے تھوڑی ہی مدت کے بعد یہ خاندان ختم ہوگیا۔

(۱)	۱۳۷۸ء - ۱۴۰۶ء	قرایولق عثمان	۷۸۰ھ - ۸۰۹ھ
(۲)	۱۴۴۴ء	حمزہ	۸۴۸ھ
	۱۴۶۶ء	جہانگیر	۸۷۱ھ
(۳)	۱۴۷۸ء	اُزُن حَسَن	۸۸۳ھ
(۴)	۱۴۷۹ء	خلیل	۸۸۴ھ
(۵)	۱۴۹۰ء	یعقوب	۸۹۶ھ

(۶)	۱۴۹۱ء	بائسنقر (علی اور مسیح ۸۹۶ھ میں رقیب عویدار تھے)	۸۹۶ھ ۔ ۸۹۷ھ
(۷)	۱۴۹۱ء ۔ ۱۴۹۶ء	رستم	۸۹۷ھ ۔ ۹۰۲ھ
(۸)	۱۴۹۷ء	احمد	۹۰۳ھ
(۹)		مراد	۹۰۵ھ
(۱۰)		الوند	۹۰۶ھ
(۱۱)		محمد	۹۰۷ھ
		مراد (دوبارہ)	۹۰۸ھ

خاندان صفوی نے اُن کی جگہ لی

(۹۲-۹۶) شاہان ایران یا فارس

۱۰۵۲ سنہ ۱۸۹۳ م ۹۰۷ سنہ ۱۳۱۱ سنہ

شاہان ایران کا سلسلہ پانچ جداگانہ مختلف اقوام کے خاندانوں پر مشتمل ہے۔ صفوی، افغان، افشاری، زند اور قاجار۔ ان میں سے پہلے خاندان کو عربی النسل ہونے کا دعویٰ تھا۔ کیونکہ صفوی اپنے آپ کو ساتویں امام موسیٰ کاظمؑ (تاریخ وفات ۱۸۳ سنہ) کی اولاد سے بتاتے ہیں۔ اس خاندان کے اکثر شیخ زہد و تقویٰ کی وجہ سے مشہور ہوئے ان میں سب سے زیادہ مشہور شیخ صفی الدین اردبیل سے تھے جن سے ان کی اولاد کا لقب صفوی قرار پایا۔ شیخ صوفی کے چار پشت بعد ان کی نسل کا ایک شخص حیدر نامی دینداری کے ساتھ سپہ گری کے پیشہ کو شامل کیا۔ اس نے اُزن حسن آق قیونلی ترکمان سے مخالفت کرنی شروع کی اور اس کا تیسرا بیٹا اسی کے نقش قدم پر چل کر شروان لے لیا ۱۵۰۲ سنہ (۹۰۸ سنہ) کے موسم بہار میں ترکمانوں کو جنگ شرور میں شکست فاش دی اور تبریز کو اپنا دارالسلطنۃ بنا کر تمام ایران فتح کرنے نکلا۔ تیموری گورنران اور دوسرے چھوٹے درجہ کے خاندانی حکمران اسکے

مطیع بن گئے اور تھوڑے ہی سال میں شاہ اسمٰعیل کی افواج خراسان سے گزر کر ہرات میں داخل ہو گئیں اور جنوبی صوبوں پر قبضہ کر لیا یہاں تک کہ اس کی سلطنت دریائے جیحوں (Oxus) سے خلیج ایران تک اور افغانستان سے دریائے فرات تک پھیل گئی۔ اب اس کے ملک کی سرحد عثمانی سلطنت کی سرحد سے جا ملی۔ صفویوں کی جانب سے ایشیائے کوچک میں جو شیعی پروپیگنڈا کیا جا رہا تھا اُس کی وجہ سے سُنّی عثمانی ترکوں اور شیعی صفویوں کی مذہبی مخالفت بڑھکر بالآخر جنگ کی صورت اختیار کی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سلطان سلیم نے چالیس ہزار شیعوں کو اپنے ممالک میں قید یا قتل کر کے شاہ اسمٰعیل پر فوج کشی کی۔ اسی ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادہ سپاہ لیکر سلیم نے ایران پر چڑھائی کی اور شاہ اسماعیل کو خالدران (Chaldiran) پر ۱۵۱۴ء میں لڑنے کیلئے مجبور کیا۔ سنان پاشا ترکی کی اعلیٰ افسری اور ینی چری فوج کا تہور ترکوں کو فتحیاب کیا۔ سلیم تبریز کے اندر فاتحانہ شان سے داخل ہوا اور دیار بکر اور بعض اطراف کے اضلاع کو عثمانی سلطنت میں شامل کر کے مشرق کی جانب آگے بڑھنے کا خیال ترک کر دیا اور مصر کا عزم کیا۔ اسوقت سے کئی جھڑپیں ترکی ایرانی سرحد پر ہوتی رہیں جن میں جارجیا اور ارمنستان کے صوبے کبھی اِدھر منتقل ہوئے کبھی اُدھر لیکن عام سرحد میں کچھ زیادہ تبدیلی نہوئی سوائے اس امر کے کہ مراد چہارم نے ۱۶۳۵ء میں بغداد فتح کر لیا اور عراق عرب کو سلطنت ترکی کا ایک جزو بنا لیا۔

اسی طرح شمالی سرحد پر بھی اوزبک قوم سے لڑائی ہوتی رہی۔ اور افغانستان کبھی ہندوستان کا جزو رہا کبھی ایران کا تا وقتیکہ احمد دُرّانی نے ۱۷۴۷ء میں ایک آزاد و خود مختار حکمراں خاندان کی بنا ڈالی۔ بابر جو ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کا بانی تھا شاہ اسمٰعیل کا حلیف تھا اور اس کا بیٹا ہمایوں ہندوستان پر دوبارہ تسلط شاہ طہماسپ کی مدد سے حاصل کر سکا۔ صفوی بادشاہوں میں سب سے بڑا شاہ عباس (۱۵۸۷ء۔ ۱۶۲۹ء) تھا۔ اس نے سرانتونی شرلی (Shirley) کی اعانت سے ایرانی فوج کو منظم کیا اور بعض مغربی صوبوں کو عثمانی عملداری سے واپس لیا۔ اس کے دورِ حکومت میں علم و ہنر کو بہت فروغ ہوا، تعمیرات عامہ کو ترقی ہوئی اور خارجی پالیسی بیرونی دول کے ساتھ خوشگوار تعلقات کی حامل ثابت ہوئی وہ حقیقی معنوں میں اس زمانہ کے سربرآوردہ بادشاہوں جیسے سلیمانِ اعظم، اکبر اور ملکہ ایلزبتھ کا ہمعصر تھا۔

صفوی خاندان عملی طور پر اس وقت ختم ہو گیا جبکہ افغانوں نے محمود کے زیر فرمان بغاوت کی اور ہرات و مشہد پر قبضہ کر کے شاہ حسین کو شکست دی اور سات ماہ کے محاصرہ کے بعد ۱۷۲۲ء (۱۱۳۵ھ) میں ملک کا پایہ تخت اصفہان لے لیا۔ صفوی خاندان کے بعض ارکان تب بھی مازندران وغیرہ مقامات میں کچھ اقتدار رکھتے تھے اور دس برس کے نراجی بغاوتوں اور روسی و ترکی فوج کشیوں

بکے بعد نادر قلی افشاری ترک نے کمزور صفویوں کی مدد کا بہانہ کر کے حکومت پر خود ہی قبضہ کر بیٹھا اور ۱۷۳۶ء (۱۱۴۸ھ) میں اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ نادر شاہ نے نہ صرف ایرانی سلطنت کو اس کے وسیع ترین درجہ تک پہنچایا بلکہ افغانستان بھی فتح کیا کابل و قندھار ۱۷۳۷ء میں چھینا اور لاہور تک ہندوستان میں گھس کر مغلیہ فوج کو کرنال کے قریب ایک کٹھن لڑائی میں شکست دی مارچ ۱۷۳۹ء (۱۱۵۱ھ) میں دہلی لوٹ لی اور قتل عام کا حکم جاری کیا۔ بالآخر صلح ہو گئی اور کچھ مدت کے لئے ایران کی شہنشاہی دریائے سندھ سے کوہ قاف تک پھیل گئی۔

افشاری خاندان چار شاہ گزرنے کے بعد تاراج پر ختم ہوا جس میں آزاد نامی افغان آذربائیجان پر قابض ہو گیا۔ بختیاری علی مردان اصفہان پر، محمد حسین قاجار قوم کا سردار استرآباد کا حاکم بن بیٹھا اور کریم خان زند نے شاہ رخ افشاری سے ایران کا تخت و تاج حاصل کرنے کے لیے جنگ کی۔ بالآخر زند جیت گئے اور ۱۷۵۰ء (۱۱۶۳ھ) سے ۱۷۷۹ء (۱۱۹۳ھ) تک تمام ایران پر باستثنائے خراسان حکمران رہے۔ خراسان پر ایک طرح سے شاہ رخ افشاری کی قیادت جاری تھی اگرچہ وہ بوڑھا اور اندھا ہو گیا تھا۔ کریم خاں کے مرنے پر بارہ برس تک اس کے زند جانشینوں اور آقا محمد قاجار میں لڑائی رہی بالآخر قاجار غالب آ گیا۔ اس کا بھتیجا چوتھی پشت میں (ناصر الدین قاجار) طہران کو پایہ تخت بنا کر ۱۸۹۳ء میں ایران پر بادشاہت کرتا تھا

(۹۲) صفوی خاندان

سنہ ۱۵۰۲ء - سنہ ۱۷۳۶ء م سنہ ۹۰۷ھ - سنہ ۱۱۴۸ھ

(۱)	سنہ ۱۵۰۲ء - سنہ ۱۵۲۴ء	اسمٰعیل اول	سنہ ۹۰۷ھ - سنہ ۹۳۰ھ
(۲)	سنہ ۱۵۷۶ء	طہماسپ اول بن (۱)	سنہ ۹۸۴ھ
(۳)	سنہ ۱۵۷۸ء	اسمٰعیل دوم بن (۲)	سنہ ۹۸۵ھ
(۴)	سنہ ۱۵۸۷ء	محمد خدابندہ بن (۲)	سنہ ۹۸۵ھ
(۵)	سنہ ۱۶۲۹ء	عباس اول بن (۴)	سنہ ۱۰۳۸ھ
(۶)	سنہ ۱۶۴۲ء	صفی اول بن صفی مرزا بن (۵)	سنہ ۱۰۵۲ھ
(۷)	سنہ ۱۶۶۷ء	عباس دوم بن (۶)	سنہ ۱۰۷۷ھ
(۸)	سنہ ۱۶۹۴ء	سلیمان اول بن (۷)	سنہ ۱۱۰۵ھ
(۹)	سنہ ۱۷۲۲ء	حسین اول بن (۸)	سنہ ۱۱۳۵ھ
(۱۰)	سنہ ۱۷۳۱ء	طہماسپ دوم بن (۹)	سنہ ۱۱۴۴ھ
(۱۱)	سنہ ۱۷۳۶ء	عباس سوم بن (۱۰)	سنہ ۱۱۴۸ھ

(۹۳) افغان خاندان

۱۷۲۲ء - ۱۷۲۹ء م ۱۱۳۵ھ - ۱۱۴۲ھ

(۱)	۱۷۲۲ء - ۱۷۲۵ء	محمود	۱۱۳۵ھ - ۱۱۳۷ھ
(۲)	۱۷۲۹ء	اشرف	۱۱۴۲ھ

(۹۴) افشاری خاندان

۱۷۳۶ء - ۱۷۹۶ء م ۱۱۴۸ھ - ۱۲۱۰ھ

(۱)	۱۷۳۶ء - ۱۷۴۷ء	نادر بن امام قلی	۱۱۴۸ھ - ۱۱۶۰ھ
(۲)	۱۷۴۸ء	عادل بن ابراہیم بن امام قلی	۱۱۶۱ھ
(۳)	۱۷۹۶ء	شاہ رخ بن رضا قلی بن (۱)	۱۲۱۰ھ

(۹۵) زند خاندان

سنہ ۱۷۵۰ - سنہ ۱۷۹۴م سنہ ۱۱۶۳ - سنہ ۱۲۰۹

(۱)	سنہ ۱۷۵۰ - سنہ ۱۷۷۹	کریم خاں	سنہ ۱۱۶۳ - سنہ ۱۱۹۳
(۲)	سنہ ۱۷۷۹	ابوالفتح بن (۱)	سنہ ۱۱۹۳
(۳)	سنہ ۱۷۷۹	علی مراد بن صادق خواہر (۹) (۱)	سنہ ۱۱۹۳
(۴)	سنہ ۱۷۷۹	محمد علی بن (۱)	سنہ ۱۱۹۳
(۵)	سنہ ۱۷۸۲	صادق خواہر (۹) (۱)	سنہ ۱۱۹۶
	سنہ ۱۷۸۵	علی مراد (دوبارہ)	سنہ ۱۱۹۹
(۶)	سنہ ۱۷۸۹	جعفر بن (۵)	سنہ ۱۲۰۳
(۷)	سنہ ۱۷۹۴	لطف علی بن (۷)	سنہ ۱۲۰۹

(۹۶) قاچار

سنہ ۱۷۷۹ - سنہ ۱۸۴۸م سنہ ۱۱۹۳ - سنہ ۱۲۶۴

(۱)	سنہ ۱۷۷۹ - سنہ ۱۷۹۷	آقا محمد بن محمد حسن	سنہ ۱۱۹۳ - سنہ ۱۲۱۱
(۲)	سنہ ۱۸۳۴	فتح علی بن (۱)	سنہ ۱۲۵۰
(۳)	سنہ ۱۸۴۸	محمد بن عباس بن (۲)	سنہ ۱۲۶۴
(۴)	سنہ ۱۸۴۸ -	ناصر الدین بن (۳)	سنہ ۱۲۶۴ -

ماوراء النہر

(۱۴ تا ۱۹ صدی عیسوی)

(۹۷) تیموری

(۹۸) شیبانی

(۹۹) جانی خاندان استرخان

(۱۰۰) منگت

(۱۰۱) خانانِ خوقند

(۱۰۲) خانانِ خیوا

XIII ماوریٰ النہر

(۹۷) تیموری خاندان

۱۳۶۹ء - ۱۵۰۰ء م ۷۷۱ھ - ۹۰۶ھ

تیمور لنگ چنگیز خاں کے خاندان سے رشتہ رکھتا تھا۔ اس کے آباواجداد میں سے ایک شخص چغتائی، چنگیز کے بیٹے والی ماوریٰ النہر کا وزیر تھا۔ تیمور ۱۳۳۵ء (۷۳۶ھ) میں پیدا ہوا۔ توغا تیمور نے اس کو کاش کا گورنر مقرر کیا۔ بعد کو وہ چغتائی خاں سیورغاتمش کا وزیر ہوا اور ۱۳۶۹ء (۷۷۱ھ) سے پہلے حکومت اس کے ہاتھ سے بالکلیہ چھین لی ۱۳۹۷ء (۸۰۰ھ) اگرچہ اس کو اور اس کے جانشیں محمود کو برائے نام حاکم رہنے دیا۔ ۱۳۸۰ء (۷۸۲ھ) میں تیمور نے ایران پر ایک طویل فوج کشی کی اور سات برس میں خراسان، جرجان، مازندران، سیستان، افغانستان، فارس، آذربائجان اور کردستان کا صفایا کر دیا۔ تقتامش، سنہری اردو کے خان نے جب حملہ آوری کی (۱۳۸۸ء میں) تو وہ اپنے گھر کی طرف متوجہ ہو کر خان مذکور کو قطعی شکست دی لیکن یہ کافی نہ ہوئی تو پھر ۱۳۹۵ء (۷۹۷ھ) میں ادر

ایک مرتبہ اس کو شکست دی۔ اس اثنار میں اس نے ۱۳۹۳ء میں جلیہ
خاندان سے بغداد لے لیا اور عراق عرب پر اپنا تسلط جمایا تھا۔
۱۳۹۷ء میں وہ شمالی ہندوستان کے اندر داخل ہوا اور اس کے
بعد کے سال ۸۰۱ھ ہجری میں کشمیر اور دہلی کو تاخت و تاراج کیا۔
پھر مغرب کا رخ کیا ۱۴۰۱ء میں اناطولیہ پر فوج کشی کی اور سیواس
اور ملاطیہ (Malatia) لے لیا۔ ۱۴۰۲ء (۸۰۴ھ) میں
اس نے عثمانی ترکوں کو عنقرہ پر قطعی شکست دی اور بایزید ایلدرم
کو گرفتار کر لیا۔ ایشیائے کوچک کے سابقہ چھوٹے حکمران شہزادوں
کو ان کی جگہ پر بحال کیا اور شام کو فتح کر کے حلب اور دمشق پر
۸۰۳ھ میں قبضہ کرنے کے بعد ان کے سابقہ فرمانروا مملوک سلطان
مصر سے اپنی اطاعت منوالی۔ چین کی طرف اس سے بھی بڑی مہم کے
ارادہ سے جا رہا تھا کہ موت نے اس کو اُترار (Otrar) کے
پاس ۱۴۰۵ء (۸۰۷ھ) میں پکڑ لیا۔ اس وقت اس کا سن ستر برس
کا تھا۔

تیمور کی فتوحات کی وجہ سے ماوریٰ النہر کی بادشاہت کو ایسی
شہرت و عظمت نصیب ہوئی کہ کبھی نہیں ہوئی تھی۔ سمرقند ایک
ایسی سلطنت کا پایہ تخت بنا جو کم از کم نام کی حد تک دہلی سے دمشق
تک پھیلی ہوئی تھی اور بحیرہ ایرل (Aral) سے خلیج فارس تک
اور اگرچہ تیمور کی بیشتر فتوحات لوٹ اور غارتگری تھی نہ کہ باضابطہ

ملک گیری تاہم سمرقند کچھ مدت کے لئے ایک بادشاہت کا مرکز بن رہا جس میں ایران اور افغانستان کا بیشتر حصہ شریک تھا علاوہ دریائے جیحوں پار صوبہ جات کے۔ لیکن تیمور کی سلطنت اتنی وسیع تھی کہ اسکا برقرار رکھنا نہایت مشکل تھا۔ جب ایران کے چھوٹے حکمران خاندان کرت، سربداری مظفری اور جلیر میٹ دئے گئے اور ترک اناطولیہ سے نکال دئے گئے اور مغربی ایشیا ہندوکش سے بحیرہ میڈیٹرینن تک اس کے نام سے لرزہ براندام تھا تو ظاہر ہے کہ جور و ستم کی بادشاہت متوالی جاری تھی نہ کہ منظم حکومت۔ جوں ہی تیمور مر گیا عثمانی جلیر اور ترکمان مغرب میں اپنے کھوئے ہوئے ملک واپس چھیننے لگے اگرچہ تیمور کی اولاد شمالی ایران پر ایک صدی تک فائز رہی، صفوی خاندان کی بڑھتی قوت کے مقابلہ میں وہ مضبوطی کے ساتھ ٹھیر نہ سکے اور جب سولھویں صدی میں (چنگیز کے گھرانے کا) شیبان کا سلسلہ تیمور کے پایہ تخت پر مسلط ہوا تو اس فاتح کی اولاد کے مقبوضات گھٹتے گھٹتے صرف اتنے ہی رہ گئے جتنے کہ بخارا کی خانی آخری زمانہ میں لپنے لئے بچا سکی۔ تیمور کی اولاد سلطنت کے منتشر حصوں کے لئے یک دوسرے سے لڑتی رہی یہی سبب اس کی کمزوری کا ثابت ہوا۔ رقیب حد سے زیادہ پیدا ہوئے۔ اگرچہ شاہ رخ کچھ مدت کے لئے اپنے رشتہ داروں کے حسد اور بغض کو فرو کر سکا اور ایک سلطنت یا شہنشاہی کی قوت و عظمت قائم رکھ سکا۔ ۱۴۴۷ء (۸۵۰ھ) میں

اس کے مرجانے پر اس کے ممالک متعدد چھوٹے حکمرانوں میں تقسیم ہو گئے جس کی وجہ سے صفوی ایران اور شیبانی ماوراء النہر پر مسلط ہو گئے۔ بریں ہم تیمور کے خاندان کا سلسلہ تیمور کے ممالک کے ہاتھ سے نکل جانے پر بھی منقطع نہیں ہوا۔ اس کی نسل سے بابر پیدا ہوا جس نے ہندوستان میں ایک بڑی مغلیہ سلطنت قائم کی۔ جو انیسویں صدی تک بھی جاری رہی۔

(۱)	۱۳۶۹ء - ۱۴۰۵ء	تیمور [۷۷۱ھ میں سیورغاتمش صرف برائے نام خان تھا ۷۹۰ھ سے ۸۰۵ھ تک محمود]	۷۷۱ھ - ۸۰۷ھ
(۲)	۱۴۰۴ء - ۹ء	خلیل سلطان بن جلال الدین میراں شاہ بن (۱)	۸۰۷ھ - ۱۲ھ
(۳)	۱۴۰۴ء - ۱۴۴۷ء	شاہ رخ بن (۱)	۸۰۷ھ - ۸۵۰ھ
(۴)	۱۴۴۹ء	الغ بیگ بن (۳)	۸۵۳ھ
(۵)	۱۴۵۰ء	عبداللطیف بن (۴)	۸۵۴ھ
(۶)	۱۴۵۲ء	عبداللہ بن ابراہیم سلطان بن (۳)	۸۵۵ھ
(۷)	۱۴۶۷ء	ابوسعید بن محمد بن جلال الدین میراں شاہ بن (۱)	۸۷۳ھ

(۸)	۱۴۹۳ء	سلطان احمد بن (۷)	۸۹۹ھ
(۹)	۱۴۹۴ء	سلطان محمود بن (۷)	۹۰۰ھ
	۱۵۰۰ء	تراج	۹۰۶ھ

شیبانی خاندان

(۹۸) شیبانی خاندان

سنہ ۱۵۰۰ - سنہ ۱۵۹۹ م سنہ ۹۰۶ - سنہ ۱۰۰۷

جس وقت ماوراء النہر کے آخری تیموری سلطان محمود کے تین بیٹے اپنے بزرگوں کی سلطنت کے کھنڈروں کے لیے لڑ رہے تھے ایک نئی طاقت رونما ہو رہی تھی جس نے ماوراء النہر کے تمام شہزادوں کا خاتمہ کر ڈالی اور فراج کی جگہ ایک مضبوط حکومت قائم کی۔ یہہ اوزبک کی قوم تھی جن کا سردار محمد شیبانی چنگیز کی نسل کے بڑے سورماؤں کا تقریباً آخری فرد تھا۔ قبل ازیں شیبان کے خاندان کی ابتدائی تاریخ کا ذکر ہو چکا ہے۔ ان کا وطنی سلسلہ (یعنے وہ جو وطن ہی میں رہے باہر نہیں نکلے) سائبریا میں Tuiman کے زاروں کے لقب کے ساتھ سکونت پذیر رہا۔ لیکن اس قبیلہ یا جرگہ کی کثیر جماعت شیبانی کے تحت ماوراء النہر میں منتقل ہوئی، تیمور کے خاندان کے باہمی رقابت پیشہ شہزادوں کو زیر کیا اور اوزبک بادشاہت کی بنا ڈالی جو بحیثیت خانان بخارا و خیوا انیسویں صدی کے آخری ربع حصہ تک تاوقتیکہ روس کی اطاعت قبول کرنے پر مجبور نہوئے برقرار رہی۔ اوزبکوں کی یہ سلطنت یکے بعد دیگرے متعدد

خاندانوں کے زیر فرماں رہی۔ پہلے شیبانی ماوراء النہر پر (خیوا یا خوارزم کو خود اس کے خانوں کے سلسلہ کے زیر حکومت چھوڑ کر اور خراسان کو صفویوں کے حوالہ کر کے) پوری سولھویں صدی بادشاہت کرتے تھے۔ خیوا کے یہ خان بھی شیبان ہی کی نسل سے تھے۔ پھر جانی یا استرخانی خاندان (جو نسوانی سلسلہ میں شیبانیوں سے ملتا تھا) اسی ماوراء النہر کی سرزمین کا جو بتدریج گھٹتی جا رہی تھی سترھویں اور اٹھارویں صدی میں حکمراں رہا۔ اس کے بعد ان کے سمندھاوے کے لوگ (جو شادی کے ذریعہ آپس میں ملے تھے) منگت (Mangit) نامی بخارا کی خانی پر باضابطہ حیثیت سے فائز ہوئے۔ اب بخارا کے حدود پڑوس کی خانی خوقند کے عروج کی وجہ سے اور نیز تاشقند۔۔ اوراٹیپہ (Uratiupa) اور دیگر مقامات پر خود مختار سرداریاں قائم ہونے اور درانیوں کے افغانستان میں ترقی کر جانے سے بہت گھٹ گئے تھے۔ آخر میں روس نے بڑھتے بڑھتے ۱۸۶۸ء سے ۱۸۷۲ء تک بخارا خیوا اور خوقند سبھوں کو میٹ دیا۔

(۱) سنہ ۱۵۰۰ء – ۱۵۱۰ء محمد شیبانی بن شاہ بداغ (Budagh) بن ابوالخیر بن دولت بن ابراہیم بالآخر بن شیبان بن جوجی۔ — سنہ ۹۰۶ – ۹۱۶

(۲)	۱۵۳۰ء	کوچ کونجی بن ابوالخیر	۹۳۷ھ
(۳)	۱۵۳۳ء	ابوسعید بن (۲)	۹۴۰ھ
(۴)	۱۵۳۹ء	عبیداللہ بن محمود برادر (۱)	۹۴۶ھ
(۵)	۱۵۴۰ء	عبداللہ اول بن (۲)	۹۴۷ھ
(۶)	۱۵۴۰ء - ۱۵۵۱ء	عبداللطیف بن (۲)	۹۴۷ھ - ۹۵۹ھ
(۷)	۱۵۵۵ء	نوروز احمد بن سیونج بن ابوالخیر	۹۶۳ھ
(۸)	۱۵۶۰ء	پیر محمد اول جانی بیگ بن خواجہ محمد بن ابوالخیر	۹۶۸ھ
(۹)	۱۵۸۳ء	اسکندر برادر (۸)	۹۹۱ھ
(۱۰)	۱۵۹۸ء	عبداللہ دوم بن (۹)	۹۹۱ھ - ۱۰۰۶ھ
(۱۱)	۱۵۹۹ء	عبدالمومن بن (۱۰)	۱۰۰۷ھ
(۱۲)	۱۵۹۹ء	پیر محمد دوم بن سلیمان برادر (۸)	۱۰۰۷ھ

(استرخانی سلسلہ)

شیبانیوں کا پایہ تخت سمرقند تھا لیکن عام طور پر ایک زبردست اور کبھی خود مختار حکومت بخارا میں بھی قائم تھی۔ ایک سے زائد مرتبہ بخارا کا گورنر سارے ماوراء النہر کا عملاً حکمراں تھا۔ اور شیبانی دور میں جو شخص بخارا کا حاکم ہوتا تھا وہ بعد کو سمرقند کا بھی مالک ہو جاتا تھا ایسا ہی جیسا کہ آگے چلکر استرخانی دور میں بلخ کے حاکم نے یہ مرتبہ اختیار کر لیا۔

بخارا کا شکمی خاندان

Sub-dynasty

(۱) سنہ ۱۵۴۰ء - سنہ ۱۵۴۹ء عبدالعزیز۔ سنہ ۹۴۷ھ - سنہ ۹۵۷ھ

(۲) سنہ ۱۵۵۳ء یار محمد۔ سنہ ۹۵۷ھ - سنہ ۹۶۱ھ

(۳) سنہ ۱۵۵۳ء - سنہ ۱۵۵۶ء برہان سلطان سنہ ۹۶۱ھ - سنہ ۹۶۴ھ

(۴) سنہ ۱۵۵۶ء - عبداللہ (جس نے سنہ ۹۸۶ھ میں سنہ ۹۶۴ھ -
سمرقند کو شامل کر لیا اور ۹۹۱ھ سے
صد سلسلہ میں عبداللہ دوم کا لقب اختیار کیا)

سمرقند کا شکمی خاندان

(۱) سنہ ۱۵۶۰ء - سنہ ۱۵۶۷ء خسرو سلطان سنہ ۹۶۸ھ - سنہ ۹۷۵ھ

(۲) سنہ ۱۵۶۲ء سلطان سعید سنہ ۹۸۰ھ

(۳) سنہ ۱۵۷۸ء جوانمرد علی سنہ ۹۸۶ھ

(۴) سنہ ۷۸ء - عبداللہ (بخارا والا) سنہ ۹۸۶ھ -

(۹۹) جانی یا استرخانی خاندان

۱۵۹۹ء ۔ ۱۷۸۵ء م ۱۰۰۷ھ ۔ ۱۲۰۰ھ

روسیوں نے جب سولہویں صدی کے وسط میں استرخاں یا حاجی ترخاں کو اپنی حکومت میں ضم کر لیا تو معزول سرداروں میں سے دو، یار محمد اور اس کا بیٹا جان بخارا امیر اسکندر شیبانی کے پاس بھاگ کر پناہ لی۔ اسکندر نے جان کو اپنی بیٹی دی۔ ان سے باقی محمد پیدا ہوا جو اپنے ماموں عبداللہ دوم کا (ایک سال کے وقفہ کے بعد) جانشیں ہوا اور وہ اور اس کی نسل کے لوگ سترھویں صدی کے بیشتر حصہ میں سمرقند بخارا فرغانہ بدخشاں اور بلخ پر حکمرانی کرتے رہے۔ آخر الذکر صوبہ کبھی کبھی خودمختار بھی رہتا تھا۔ ان کی طاقت رفتہ رفتہ گھٹتی گئی۔ ان کے دریائے جیحوں کے اس طرف کے تمام ممالک پر (   ) درانی قابض ہوگئے۔ خوقند (فرغانہ) میں ایک رقیب خانی ۱۷۰۰ء کے قریب اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور بالآخر منگت قبیلہ کے سرداروں نے جانیوں کو ۱۷۸۵ء میں بے دخل کر دیا۔ آخری جانی حاکم ابو الغازی کی معزولی سے پہلے چند سال تک ملک میں حقیقی اقتدار منگت سرداروں ہی کے ہاتھ میں آ گیا تھا۔

(۱) ۱۵۹۹ء ۔ ۱۶۰۵ء باقی محمد بن جان وزیر آخر شیبانی ۱۰۰۷ھ ۔ ۱۰۱۴ھ

(٢)	١٦٠٨ء	ولی محمد[1] برادر (١)	١٠١٧ھ
(٣)	١٦٤٠ء	امام قلی (تاریخ وفات ١٠٦٠ھ) بن دین محمد برادر (١)	١٠٥٠ھ
(٤)	١٦٤٧ء	ناظر محمد (Nadir) تاریخ وفات ١٠٦١ھ برادر (٣)	١٠٥٧ھ
(٥)	١٦٨٠ء	عبدالعزیز بن (٤)	١٠٩١ھ
(٦)	١٧٠٢ء	سلطان قلی[2] بن (٤)	١١١٤ھ
(٧)	١٧٠٥ء	عبداللہ[3] بن (٦)	١١١٧ھ
(٨)	١٧٤٧ء	ابوالفیض[4] بن (٦)	١١٦٠ھ
(٩)	١٧٥١ء	عبدالمومن بن (٨)	١١٦٤ھ
(١٠)	١٧٥٣ء	عبیداللہ دوم بن (٨)	١١٦٧ھ
	١٧٥٣ء - ١٧٥٨ء	محمد رحیم (منگیت)	١١٦٧ھ - ١١٧١ھ
	١٧٨٥ء	ابوالغازی از نسل (٣)	١٢٠٠ھ
(١١)		(منگیت خاندان)	

---

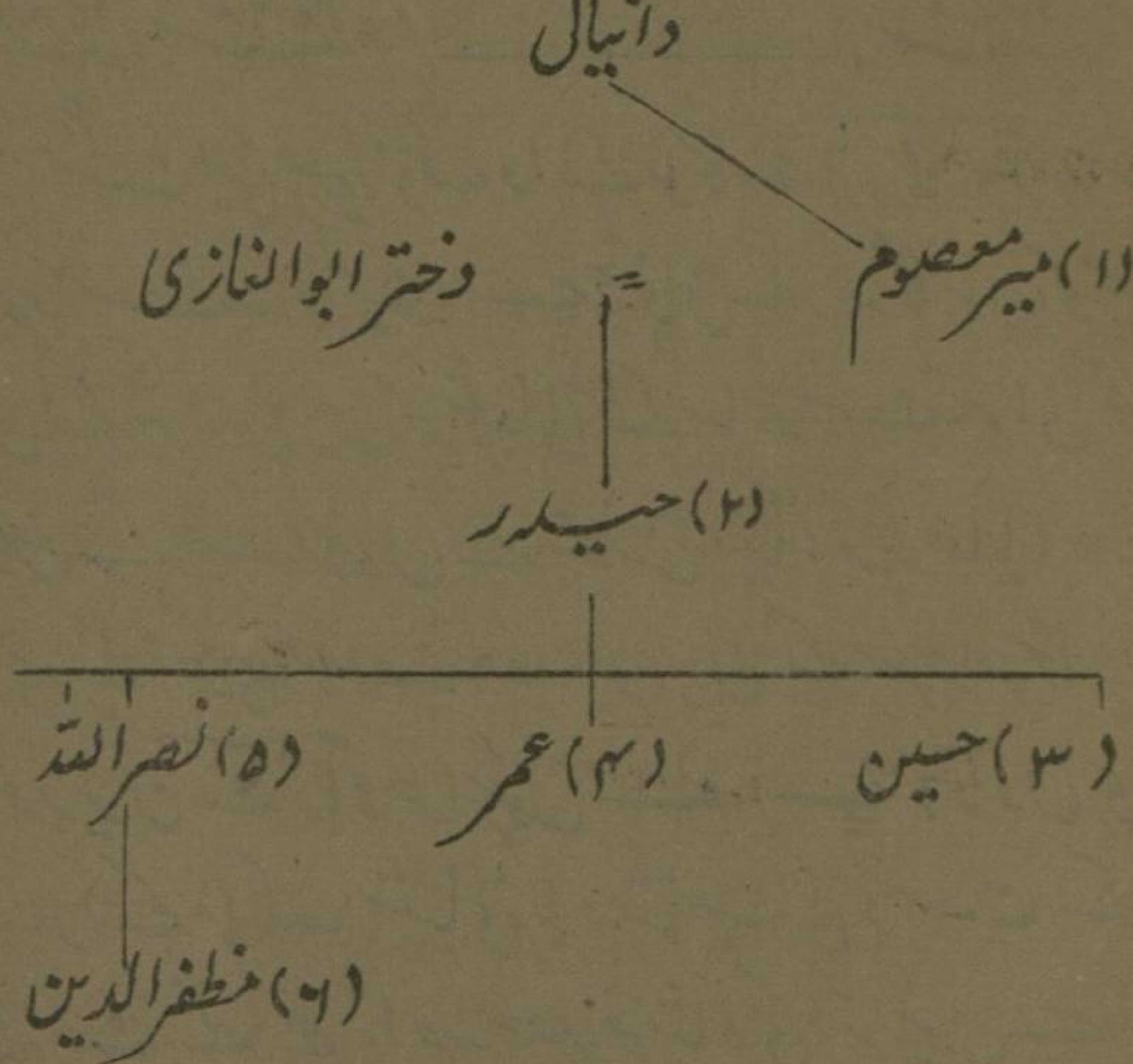
[1] ١٠٠٧ھ سے بلخ کا حکمران تھا

[2] اس سے پہلے بلخ پر ٢٢ سال حکومت کی

[3] (مقیم Makim) خاں ١١١٤ھ سے ١١١٩ھ تک بلخ پر مسلط تھا۔

[4] صرف جیحوں سے پرے (ماورالنہر) حکومت کرتا تھا۔

منگت خاندان کا شجرہ



(۱۰۰) منگت خاندان

سنہ ۱۷۸۵ء۔ سنہ ۱۸۶۸ء ________ سنہ ۱۲۰۰۔ سنہ ۱۲۸۴

منگت یعنی چپٹی ناک والے نوگائے (NOGAY) قبیلہ سے ہم رشتہ و ہمنوا اپنے خفچاق کے خیمہ گاہوں کو چھوڑ کر سولھویں صدی کے شروع میں محمد شیبانی کے ساتھ قسمت آزمائی کو نکلے استرخانی خاندان کے تحت انہوں نے بتدریج اپنا اثر بڑھایا اور اٹھارہویں صدی کے آخری نصف حصہ میں، ان کے سردار بخارا کے حاکموں کے وزیر بن گئے۔ بالآخر انہوں نے اپنے آقاؤں ہی کی جگہ چھین لی۔ ان کے ممالک شیبانی بادشاہت کی وسعت کے مقابلہ میں بہت گھٹ گئے تھے۔ اور معصوم شاہ کی درانیوں سے لڑائیاں جو جیحوں کے اس طرف کی سرزمین (Cisoxine) کے استرداد کے لئے لڑی گئیں صرف موقت کامیابی کا باعث ہوئیں۔ سوویٹ جمہوریت سے پہلے کا جو خاں تھا وہ سنہ ۱۸۶۸ء کی مہم کے بعد سے زار روس کا باج گزار تھا۔

(۱) سنہ ۱۷۸۵۔ سنہ ۱۸۰۰۔ میر معصوم شاہ مراد۔ سنہ ۱۲۰۰۔ سنہ ۱۲۱۵

(۲) سنہ ۱۸۲۶۔ حیدر تورا) ۔ سنہ ۱۲۴۲

(۳) سنہ ۱۸۲۶ حسین ۔ سنہ ۱۲۴۲

(۴) سنہ ۔ سنہ ۱۸۲۷ء ۔ عمر — سنہ ۔ سنہ ۱۲۴۲ھ

(۵) سنہ ۔ سنہ ۱۸۲۷ء ۔ نصر اللہ — سنہ ۱۲۷۷ھ

(۶) سنہ ۔ سنہ ۱۸۶۸ء ۔ مظفرالدین — سنہ ۱۲۸۴ھ

(روس کے باجگزار بن گئے)

(٭)

(۱۰۱) خاندان خیوا

ق سنہ ۱۵۱۵ء ۔ سنہ ۱۸۷۲ء ———— ق سنہ ۹۲۱ھ ۔ سنہ ۱۲۸۹ھ

خوارزم یا خیوا جو ایک زمانہ میں خود اپنے آپ کو اولوالعزم شاہ پیدا کر رکھا تھا بعد کو جوجی کے گھرانے کا علاقہ بن گیا اور کبھی بھی خانان ماورائے نہر سے حقیقی تعلق نہیں رکھتا تھا۔ تیمور کے آنے تک وہ سنہری اردو کے تحت تھا۔ تیموری دور کی تباہیوں اور شکست و ریخت کے بعد محمد شیبانی کے اوزبکوں نے خیوا اور ماوراء النہر دونوں کو فتح کرلیا اور قریب سنہ ۱۵۱۵ کے وہاں ایک خودمختار اوزبک خانی قائم کی گئی۔ جس کی ابتدائی تاریخ کا بہت کم پتہ چلتا ہے۔ بخارا کے خلاف مسلسل لڑائیاں ہوتی رہیں۔ جن میں طرفین کو فتح ہوا کی۔ ایران کے نادر شاہ نے سنہ ۱۷۴۰ میں خیوا فتح کیا اور وہاں ایک سال تک ایک ایرانی گورنر بھی حکمران رہا۔ بالآخر جنرل کاؤفمین نے سنہ ۱۸۷۲ میں اس کو روس کی حکومت میں شامل کرلیا۔

خانان خیوا

ق سنہ ۱۵۱۵ ۔ ق سنہ ۱۵۲۵ ایلبرز اول ق سنہ ۹۲۱ ۔ ق سنہ ۹۳۱

ق سنہ ۲۵	سلطان حاجی	ق سنہ ۹۳۱
	حسن قلی	
	صفیان	
	بوجوغا	
	اوانک	
	کال	
ق سنہ ۱۵۴۰ - سنہ ۱۵۴۶	اکاتائے	ق سنہ ۹۴۶ - سنہ ۹۵۳
سنہ ۱۵۴۶ - سنہ ۱۵۵۸	دوست	سنہ ۹۵۳ - سنہ ۹۶۵
سنہ ۱۶۰۲	حاجی محمد اول	سنہ ۹۶۵ - سنہ ۱۰۱۱
سنہ ۱۶۲۳	عرب محمد اول	سنہ ۱۰۳۲
سنہ ۱۶۴۳	اسفندیار	سنہ ۱۰۵۳
سنہ ۱۶۶۳	ابوالغازی اول	سنہ ۱۰۷۴
ق سنہ ۱۶۷۴	انوشا	ق سنہ ۱۰۸۵
سنہ ۱۶۸۷	محمد ارنگ	سنہ ۱۰۹۹
سنہ ۱۷۰۲	اسحٰق آقا شاہ نیاز	سنہ ۱۱۱۴
سنہ	عرب محمد دوم	سنہ ۱۱۱۴
سنہ ۱۷۱۴	حاجی محمد دوم	سنہ
سنہ ۱۷۱۴	یادی غار	سنہ ۱۱۲۶ - سنہ ۱۱۲۶
سنہ ۱۷۱۵	ارنگ	سنہ ۱۱۲۶ - سنہ ۱۱۲۷

سنہ ۱۷۳(لا) - شیر غازی — سنہ ۱۱۴(لا)

سنہ ۱۷۴۰ ایلبرز دوم — سنہ ۱۱۴۱(لا) - سنہ ۱۱۵۳

سنہ ۱۷۴۱ (نادر شاہ نے ضم کر لیا) — سنہ ۱۱۵۴

سنہ ۱۷۴۱ تگر (برائے نادر شاہ) — سنہ ۱۱۵۴

سنہ ۱۷۴(لا) - ابو محمد — سنہ ۱۱۵۴ - سنہ ۱۱۵(لا)

سنہ ۱۷۴۵ - ابوالغازی دوم — سنہ ۱۱۵(لا) ق سنہ ۱۱۵۸

ق سنہ ۱۷۷۰ - کیپ — سنہ ۱۱۵۸ - ق سنہ ۱۱۸۴

ق سنہ ۱۷۷۰ - سنہ ۱۸۰۴ ابوالغازی سوم — ق سنہ ۱۱۸۴ - سنہ ۱۲۱۹

سنہ ۱۸۰۶ ایلتنزر — سنہ ۱۲۲۱

سنہ ۱۸۲۵ - محمد رحیم — سنہ ۱۲۴۱

سنہ ۱۸۴۲ - اللہ قلی — سنہ ۱۲۵۸

سنہ ۱۸۴۵ رحیم قلی — سنہ ۱۲۶۱

سنہ ۱۸۵۵ محمد امین — سنہ ۱۲۶۱ - سنہ ۱۲۷۱

سنہ ۱۸۵۵ - عبداللہ — سنہ ۱۲۷۱ ج سنہ ۱۲۷۲

ج سنہ ۱۸۵۶ - قتلغ محمد - — سنہ - سنہ ۱۲۷۲

سنہ ۱۸۶۵ - سید محمد — سنہ - سنہ ۱۲۸۲

سنہ ۱۸۷۲ - سید محمد رحیم — سنہ - سنہ ۱۲۸۹

(روس میں ضم ہو گیا)

(۱۰۲) خانانِ خوقند

ق ۱۷۰۰ء - ۱۸۷۶ء ———— ق ۱۱۱۲ھ - ۱۲۹۳ھ

شاہ رُخ جس کو چنگیز خاں کی نسل سے ہونے کا دعویٰ تھا اپنے آپ کو فرغانہ میں خود مختار بنا لیا۔ اور قریب ۱۷۰۰ء کے خوقند کی خانی بنا کی۔ اس سے پہلے کے خانوں کا وقت نامہ مشتبہ ہے۔ ۱۸۰۰ء میں خوقند نے تاشقند کو ضم کر لیا اور روس نے اس پر ۱۸۷۶ء میں قبضہ کر لیا۔

(۱)	ق ۱۷۰۰ء - ـــ	شاہ رخ بیگ	ق ۱۱۱۲ھ - ـــ
(۲)	ـــ	رحیم	
(۳)	ـــ	عبدالکریم	
(۴)	ـــ	اردینی	
(۵)	۱۷۷۰ء -	سلیمان	۱۱۸۴ھ - ۱۱۸۴ھ
(۶)	۱۷۷۰ء - ۱۷۷۰ء -	شاہ رُخ دوم	۱۱۸۴ھ - ۱۱۸۴ھ
(۷)	د ۱۷۷۰ء - ۱۸۰۰ء	نربوتا	د ۱۱۸۴ھ - ۱۲۱۵ھ
(۸)	۱۸۰۹ء -	علیم	۱۲۲۴ھ
(۹)	۱۸۲۲ء	محمد عمر	۱۲۳۷ھ

(۱۰) سنہ ۱۸۴۰ محمد علی — ق سنہ ۱۲۵۶

(۱۱) سنہ ۱۸۴۱ شیر علی — سنہ ۱۲۶۱

(۱۲) سنہ ۱۸۴۵ مراد — ق سنہ ۱۲۶۱

(۱۳) سنہ ۱۸۵۷ خدایار — سنہ ۱۲۷۳

(۱۴) سنہ ۵۷ - سنہ ۱۸۵۹ ملا — سنہ ۱۲۷۵

(۱۵) سنہ ۵۹ - سنہ ۱۸۶۱ شاہ مراد — ق سنہ ۱۲۷۷

سنہ ۱۸۶۱ - سنہ ۱۸۶۴ خدایار (دوبارہ) — ق سنہ ۱۲۸۰

(۱۶) سنہ - سنہ ۱۸۷۱ - سید سلطان — سنہ ۱۲۸۸

سنہ سنہ ۱۸۷۵ خدایار (تیسری مرتبہ) — سنہ ۱۲۹۲

(۱۷) سنہ ۱۸۷۵ - سنہ ۱۸۷۶ ناصر الدین — سنہ ۱۲۹۲ - سنہ ۱۲۹۳

(روس میں ضم ہو گیا)

XIV) ہندوستان و افغانستان

(۱۰۳) غزنوی (۱۰۴) غوری (۱۰۵) سلاطین دہلی
(۱۰۶) شاہان بنگالہ (۱۰۷) شاہان جونپور (۱۰۸) شاہان مالوا
(۱۰۹) شاہان گجرات (۱۱۰) شاہان خاندیس (۱۱۱) بہمنی خاندان دکن
(۱۱۲) عماد شاہان برار (۱۱۳) نظام شاہان (احمد نگر) (۱۱۴) برید شاہان (بیدر)

(۱۱۵) عادل شاہان بیجاپور
(۱۱۶) قطب شاہان گولکنڈہ
(۱۱۷) مغل شاہنشاہان ہندوستان
(۱۱۸) امیران افغانستان۔

ہندوستان و افغانستان

ہندوستان کا کوئی معتد بہ حصہ کبھی بھی خلافت اسلامیہ کے تابع نہ تھا۔ عرب ہرات کو فتح کرتے ہی سنہ ۶۶۴ء (سنہ ۴۴ھ) میں کابل پہنچ گئے اور وہاں سے ملتان آئے۔ لیکن یہ ایک ابتدائی (دیکھ بھال کا) حملہ تھا جس سے مسلسل قبضہ نہ ہو سکا۔ جنوب کی طرف سے جو چڑھائی شروع کی گئی زیادہ دیرپا نتائج کی حامل ثابت ہوئی۔ اسلام کے ابتدائی دور میں سمندر سے قزاقانہ حملے دریائے سندھ کے دھانوں میں اکثر ہوا کرتے تھے اور سنہ ۷۱۱ء (سنہ ۹۲ھ) میں محمد بن قاسم حجاج ابن یوسف (بصرہ کے گورنر) کے ایک بھتیجے نے ساحل سے سندھ، ملتان تک فتح کر لیا اور اگرچہ اس خط کو بڑھانے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ یہ صوبہ کوئی دو صدیوں تک (تقریباً) عرب حاکموں کا محکوم رہا۔

مسلمانوں نے ہندوستان کو فتح افغانستان کی طرف سے کیا نہ کہ سندھ سے۔ کوہ ہندوکش کے جنوب کے پہاڑی حصہ پر عربوں کا قبضہ محض برائے نام اور موقت تھا۔ یعقوب بن لیث سجستان کے صفاری حکمران نے سب سے پہلے کابل میں ایک دیرپا (مستقل) اسلامی

حکومت قائم کی۔ یہاں اس کے خاندان کے بعد سامانی فرمانرواؤں کے مقرر کئے ہوئے گورنر جانشین ہوئے۔ الپتگین (سامانیوں کے ایک مقامی گورنر) نے غزنی میں پہلے خود مختار مسلمان خاندان کی حکومت کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس کے بعد دو صدیوں تک غزنی ایک بڑے خاندان کا پایہ تخت رہا جو تاریخ میں غزنوی کہلاتا ہے۔ غزنویوں ہی نے ہندوستان پر چڑھائی کی اور لاہور پر مستقل قبضہ کر کے صحیح معنوں میں اسلامی حکومت شروع کی۔ لاہور کی غزنوی بادشاہت ہی کی وجہ سے محمد بن سام غوری اور اس کے جانشین سلطانان دہلی سارے شمالی ہندوستان کو اسلامی اقتدار کے تابع بنا سکے بعد کو حکومت کی تقسیم ہو کر متعدد امارتیں قائم ہوئیں۔ جس سے دہلی کی بادشاہت کمزور ہوگئی۔ مغلوں نے بابر کی قیادت میں ملک پر چڑھائی کی اور اس کو فتح کر لیا اس کے پوتے اکبر نے شاہان مغلیہ کا ایک عالیشان سلسلہ قائم کیا جو صرف گزشتہ صدی کے وسط میں اختتام کو پہنچا۔

(۱۹۵۰)

غزنوی خاندان

سنہ ۹۶۲ - ۱۱۸۶ (۱۰۳۱) سنہ ۳۵۱ - ۵۸۲ھ

(افغانستان و پنجاب)

سامانی شہزادے جن غلاموں کو اپنے ممالک میں حکومت کی بڑی بڑی خدمتوں پر مامور کرتے تھے - انہیں - الپتگین - عبدالملک کی مہربانیوں کی بدولت خراسان کی افواج کا سپہ سالار رہا - لیکن عبدالملک کے وفات پر جب وہ اپنے عہدہ سے معزول کر دیا گیا تو سنہ ۹۶۲ (سنہ ۳۵۱ھ) میں ناراض ہو کر شہر غزنی کو چلا گیا (کوہ سلیمان کے بیچ میں) جہاں کہ اس کا باپ سامانیوں کے تحت حکمران تھا اور جہاں اس کا بیٹا بعد کو اس کا جانشیں ہوا - یہاں اس نے بلا مزاحمت ایک سال حکومت کی ۔ اس نے نہ اس کے بیٹے اسحٰق اور نہ اس کے غلام بلکاتگین نے غزنوی حکومت کو ترقی دی - خاندان کا حقیقی بانی اگر پوچھو تو سبکتگین تھا جو الپتگین کا ایک دوسرا غلام اور بعد کو داماد بھی ہو گیا تھا - سبکتگین نے دونوں جانب اپنے مقبوضات کو وسیع کئے - ہندوستان میں راجپوتوں کو شکست دے کر پشاور میں اپنی ایک حکومت قائم کی اور نوح سامانی کی طرف سے سنہ ۹۹۴ (سنہ ۳۸۴ھ) میں ماوراء النہر کی ایک بغاوت کو فرو کر کے

ایران میں خراسان کا گورنر مقرر ہوا۔ سبکتگین نے دور اندیشی یا وفا شعاری سے سامانی شہزادوں کی متابعت برقرار رکھی۔ لیکن یہ متابعت برائے نام تھی۔ وہ دراصل اپنے آقا سے قبل از مرگ (۳۸۷ھ ۹۹۷ء) بہت زیادہ ذی اقتدار ہو گیا تھا۔

محمود غزنوی سبکتگین کا بیٹا تاریخ اسلام کی نہایت سر برآوردہ اور بلند ترین شخصیتوں میں سے ہے۔ باپ کے مرنے پر وہ اپنے چھوٹے بھائی اسمٰعیل سے لڑنے پر مجبور ہوا اس کو شکست دے کر اس نے کمزور سامانی شہزادہ وقت کی نام نہاد سرپرستی سے منحرف ہو کر خلیفہ بغداد سے براہ راست خراسان وغزنی کی حکومتوں کا فرمان حاصل کیا۔ اس زمانہ میں اس قسم کے فرضی عطیئے دولت بغداد کی طرف سے فیاضی کے ساتھ عطا ہوتے تھے اگرچہ خود اس دولت کو ان حکومتوں پر کوئی دسترس حاصل نہ تھا گویا ایک اخلاقی عطیہ یا سرفرازی تھی [ے]۔ اپنے زبردست پڑوسی ایلک خانوں سے

ے عام طور پر مشہور ہے کہ محمود نے اس عطیہ کے بعد سلطان کا لقب اختیار کیا جو قبل ازیں کسی مسلمان حاکم نے نہیں کیا تھا۔ لیکن سکوں کی ترویج سے اس کا ثبوت نہیں ملتا ہے محمود کے اس عہد کے سکوں پر کبھی کبھی سید۔ امیر اور شاذ طور پر ملک کا لقب مسکوک پایا جاتا ہے سلطان نہیں۔ غزنوی خاندان کا سب سے پہلا حکمران جس نے یہ نیا لقب اپنے نام کے ساتھ شامل کیا ابراہیم تھا۔ اس نے یقیناً سلجوقیوں کی تقلید کی جو سب سے پہلے اپنے آپ کو سلطان کہلواتے

(جو اس وقت سامانی بادشاہت کو ختم کر رہے تھے) صلح قائم رکھ کر
محمود نے ہندوستان پر چڑھائیوں کا سلسلہ آغاز کیا۔ سنہ ۱۰۰۱ سے
(سنہ ۱۰۲۴) تک اس نے غزنی کی پہاڑیوں سے اتر کر ہندوستان کے
میدانوں پر بارہ مرتبہ بڑے حملے کئے اور بتدریج یورش کر کے دائرہ کو
کشمیر اور پنجاب سے پرے وسیع کر کے آخر کار اس نے سنہ ۱۰۱۷ میں قنوج
اور متھرا لے لیا اور سنہ ۱۰۲۴ (سنہ ۴۱۵ھ) میں سومنات اور گجرات
کے پایہ تخت انہلوارہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ یہ حملے زیادہ تر مال غنیمت اور
بت شکنی کی خاطر کئے جانا بیان کیا جاتا ہے۔ محمود نے غزنوی کو سومنات
اور متھرا کے بت خانوں کی دولت سے مالا مال کر دیا جس سے بعد کو
بہت دور رس نتائج مترتب ہوئے۔ ہندوستان میں مغرب سے خشکی
کی طرف سے گھسنے کا راستہ کھل گیا۔ پنجاب مستقل طور پر غزنوی سلطنت
میں شامل کر لیا گیا اور گجرات پر محمود کا مقرر کردہ راجہ حکومت کرنے لگا
ہندوستان کی جنگوں کے علاوہ محمود نے ایلک خاں کے حملہ کو رد کیا
سنہ ۱۰۱۰ء میں غور فتح کیا سنہ ۱۰۱۲ میں بالا مرغاب اور سنہ ۱۰۱۶ میں
ماوراء النہر کو بھی معہ سمرقند و بخارا کے بڑے شہروں کے اپنی

(بقیہ صفحہ ۳۰۱) جیساکہ سکوں کی شہادت سے پتہ چلتا ہے یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ابراہیم سب سے
پہلا ہندوستانی سلطان اپنی ریاضت و پارسائی کے لئے بھی ممتاز ہے چنانچہ اس کا
وجہ کفاف قرآن مجید لکھنے سے میسر آتا تھا اور اس کے ۶، بچے تھے [این پی]

بادشاہت کے آخری دور میں اس نے سلجوق سرداروں (طغرل اور چغر بیگ) کی بڑھتی ہوئی قوتوں کا خطرہ محسوس کیا۔ جنھیں اس نے نادانی سے ابتداءً بڑھنے دیا۔ اگرچہ سنہ ۱۰۲۷ء (سنہ ۴۱۸ھ) میں اس نے انھیں بظاہر مطیع و فرمانبردار بنایا لیکن اس کی وفات کے بعد وہ بہت سر اٹھائے۔ خلافت بنی عباس کے وسطی مقام کی ایک مہم سے واپس آنے کے بعد (جس میں اس نے بویہ سرداروں سے اصفہان چھین لیا) محمود (سنہ ۱۰۳۰ء (سنہ ۴۲۱ھ) کے موسم بہار میں بمقام غزنی انتقال کیا۔ اس کی شہرت نہ صرف میدان جنگ میں بہ حیثیت ایک فتحمند سپہ سالار اور مدبر کے قائم ہے۔ بلکہ علم و ہنر ادب و حکمت کی سرپرستی بھی ممتاز و قابل یادگار ہے۔ اس نے غزنی میں ایک جامعہ قائم کی اور اس کے لئے جائداد وقف کی اس کی فیاضی کا چرچا تمام ممالک میں پھیل گیا جس کی وجہ سے اس کا دربار بڑے بڑے علماء و ادباء (بشمول فردوسی) سے مزین تھا اور سارے ایشیا میں کسی دارالسلطنت کو کبھی غزنی پر سبقت حاصل نہ ہوسکی۔ غزنی میں بڑے عالیشان محل اور مساجد بنائے گئے۔ رفاہِ عام کے بہتیرے کام کئے گئے اور نہریں جاری کی گئیں ایسی کہ اس زمانہ کا کوئی شہر اس سے مقابلہ نہ کرسکتا تھا۔ محمود نے ہندوستان سے نہ صرف مال و دولت حاصل کیا بلکہ تعمیر و تنظیم کا بھی سبق سیکھا۔

اس کی سلطنت لاہور سے سمرقند و اصفہان تک پھیلی تھی۔ لیکن ہم

کے مرنے پر اس سلطنت کا مغربی حصہ ہاتھ سے نکل گیا۔ سلجوقیوں نے تھوڑے ہی دنوں میں اس کے بیٹے مسعود کو مرو پر شکست دے کر ایران اور ماوراء النہر کے تمام غزنوی ممالک پر بلخ اور خوارزم سے اصفہان اور رے تک قبضہ کر لیا۔ (سنہ ۱۰۳۷ء - سنہ ۱۰۴۵ء) جس کی وجہ سے غزنوی بادشاہوں کو مشرق کی طرف اپنا رُخ پھیرنا پڑا۔ جب غوریوں نے غزنی پر (سنہ ۱۱۶۱ء میں) تسلط قائم کیا تو لاہور غزنویوں کا پایہ تخت ٹھہرا۔ اس طرح مغرب میں شکست کھا کر وہ ہندوستان میں اپنا قدم جما گئے۔ اور جب (سنہ ۱۱۸۶ء) (سنہ ۵۸۲ھ) میں محمود کی نسل کے فرمانروا اپنے نامور بزرگ خاندان کی اولوالعزمی ترک کر کے اپنا ملک غوریوں کے حوالہ کر بیٹھے تو ہندوستان کے مسلم مقبوضات مغرب کے پہاڑی ممالک سے علحدہ ہو گئے اس طرح ہندوستان میں سے خود مختار مسلمان خاندان حکومت کرنا شروع کئے۔

(۱)	سنہ ۹۶۲ - سنہ ۹۶۳ الپتگین	سنہ ۳۵۱ - سنہ ۳۵۲
(۲)	سنہ ۹۶۶ اسحٰق بن (۱)	سنہ ۳۵۵
(۳)	سنہ ۹۷۲ بلکاتگین غلام (۱)	سنہ ۳۶۲
(۴)	سنہ ۹۷۶ پیری	سنہ ۳۶۶
(۵)	سنہ ۹۹۷ سبکتگین غلام (۱)	سنہ ۳۸۷
(۶)	سنہ ۹۹۸ اسمٰعیل بن (۵)	سنہ ۳۸۸

(۷)	۱۰۳۰ء	محمود یمین الدولہ بن (۵)	۴۲۱ھ
(۸)	۱۰۳۰ء	محمد جلال الدولہ بن (۷)	۴۲۱ھ
(۹)	۱۰۴۰ء	مسعود اول ناصر دین اللہ بن (۷)	۴۳۲ھ
(۱۰)	۱۰۴۸ء	مودود شہاب الدولہ بن (۹)	۴۴۰ھ
(۱۱)	۱۰۴۸ء	مسعود دوم بن (۱۰) شیرخوار	۴۴۰ھ
(۱۲)	۱۰۴۹ء	علی ابوالحسن بہاء الدولہ بن (۹)	۴۴۰ھ
(۱۳)	۱۰۵۲ء	عبدالرشید عز الدولہ بن (۷)	۴۴۴ھ
	۱۰۵۲ء	طغرل (غاصب)	۴۴۴ھ
(۱۴)	۱۰۵۹ء	فرخ زاد جمال الدولہ بن (۹)	۴۵۱ھ
(۱۵)	۱۰۹۹ء	ابراہیم ظہیر الدولہ بن (۹)	۴۹۲ھ
(۱۶)	۱۱۱۴ء	مسعود سوم علاء الدولہ بن (۱۵)	۵۰۸ھ

(۱۷)	۱۱۱۵ء	شیرزاد کمال الدولہ بن (۱۶)	۵۰۹ھ
(۱۸)	۱۱۱۸ء	ارسلان سلطان الدولہ بن (۱۶)	۵۱۲ھ
(۱۹)	۱۱۵۲ء	بہرام شاہ یمین الدولہ بن (۱۶)	۵۴۷ھ
(۲۰)	۱۱۶۰ء	خسرو شاہ معز الدولہ بن (۱۹)	۵۵۵ھ
(۲۱)	۱۱۶۸ء	خسرو ملک تاج الدولہ بن (۲۰)	۵۸۲ھ

غوری خاندان سلاطین

(۱۰۴) غوری خاندان

۱۱۴۸ء - ۱۲۱۵ء م ۵۴۳ھ - ۶۱۲ھ

(افغانستان، ہندوستان)

زمانہ قدیم سے غور کا پہاڑی صوبہ (ہرات اور غزنی کے مابین) ایک چھوٹے مگر تقریباً یا عملاً خود مختار خاندان کی رہایش و بود و باش کا مقام تھا جو فیروز کوہ کے جنگی قلعہ کو اپنا عمومی مستقر بنا رکھا تھا۔ محمود غزنی نے اس خطہ کو ۴۰۱ھ (۱۰۱۱ء) میں فتح کیا جب کہ غور کے افغان محمد بن (؟) سوری کے تابع تھے۔ اس سردار کی نسل غزنوی سلاطین کے زیر قیادت فیروز کوہ اور بامیان پر حکومت کرتی رہی۔ بعد کو دونوں خاندانوں میں شادی بیاہ کا رشتہ بھی قائم ہوا۔ بہرام شاہ غزنوی نے اپنے داماد قطب الدین محمد غوری کو قتل کیا تو اس کے بھائی سیف الدین سوری حاکم غور نے ۱۱۴۸ء (۵۴۳ھ) میں غزنی پر قبضہ کر لیا۔ اس کے دوسرے سال بہرام شاہ نے غزنی پر اپنا قبضہ دوبارہ قائم کیا اور سیف الدین کو سخت عذاب دیکر قتل کیا۔ اس وحشیانہ حرکت کے اعادہ سے ان مقتول بھائیوں کے نیسرے بھائی

علاء الدین حسین نے بطور انتقام غزنی کو نذر آتش کیا جس کی وجہ سے یہ پُر رونق شہر جس کو سلطان محمود نے آراستہ و پیراستہ کیا تھا راکھ کا ڈھیر بن گیا۔ اس لیے علاء الدین حسین بعد کو جہانسوز کے لقب سے مشہور ہوا۔ غزنی کو جلا کر علاء الدین غور واپس ہوا اور تھوڑے دن سلطان سنجر سلجوقی سلطان خراسان کے ہاتھوں قید رہ کر ۱۱۶۱ء (۵۵۶ھ) میں فوت ہوا جب کہ غزّ ترکمان افغانستان پر پھیل کر غزنوی اور غوری دونوں حکومتوں کو میٹ ڈالے تھے۔

غزّ خانہ بدوش قوم جلد ایران کی طرف راہی ہوئی۔ ان کے جانے پر جہانسوز کے دونوں بھتیجے غوری خاندان کے سرغنے بن گئے۔ غیاث الدین بن سام نے جو بڑا تھا ۱۱۷۳ء (۵۶۹ھ) میں غزّ ترکمانوں سے غزنی چھین لیا، دو سال بعد ہرات کو ضم کر لیا اور اپنے خاندان کے تمام وسیع مقبوضات و املاک کا سال وفات ۱۲۰۲ء (۵۹۹ھ) تک بادشاہ مانا گیا۔ چھوٹا بھائی شہاب الدین (جو بعد کو معزّ الدین کہلایا) اور تاریخ میں محمد غوری کے لقب سے مشہور ہے اس خاندان کا حقیقی حکمراں تھا اور اس نے سلطنت کو وسعت دی۔ اس نے خراساں کا کچھ حصہ سلجوقیوں سے واپس لیا اور پھر ہندوستان پر حملے شروع کیے۔ جن سے سندھ اور ملتان ۱۱۷۵ء میں فتح ہوئے۔ یہاں عرب گورنروں نے مسلم حکومت پہلے ہی قائم کر دی تھی۔ محمد غوری نے پھر ۱۱۸۶ء (۵۸۲ھ) میں غزنویوں کا آخری بچا بچایا شہر لاہور فتح کر لیا۔ اس کے بعد اس نے

چوہان راجپوتوں کے سرگروہ (یا سردار) اجمیر کے پرتھوی راج سے جنگ چھیڑ دی۔ اس کا پہلا حملہ بڑے سخت نقصان کے ساتھ مسترد کیا گیا (۵۸۷ھ) لیکن اس کے دوسرے سال ۱۱۹۲ء میں اسی تھانیسور کے میدان جنگ پر بڑی کٹھن لڑائی کے بعد راجپوتوں کو انتہائی شکست اٹھانی پڑی۔ ڈیڑھ سو راجاؤں اور راجکماروں میں سے جو مقابلہ کے لیے جمع ہوئے تھے ایک بڑی تعداد جس میں خود پرتھوی راج بھی شریک تھا مارے گئے۔ اس فتح سے سارا شمالی ہندوستان مسلمانوں کے ہاتھ آ گیا اس لیے کہ ۱۱۹۴ء میں قنوج پر قبضہ ہوا اور محمد غوری کے سپہ سالاروں نے یکے بعد دیگرے گوالیار، بندیلکھنڈ، بہار اور بنگال کو فتح کر لیا۔ گویا پہلی مرتبہ تقریباً سارا شمالی ہندوستان مسلمانوں کا مطیع ہو گیا۔

جب تک محمد غوری کا بھائی زندہ تھا وہ وفاداری کے ساتھ بادشاہی کی نیابت ہی انجام دیتا تھا۔ لیکن جب غیاث الدین ۱۲۰۲ء (۵۹۹ھ) میں مر گیا تو محمد غوری اس کی جگہ بادشاہت کرنے لگا۔ اس کو پہلے خوارزم شاہ سے اپنے ملک کی حفاظت کرنی پڑی جو ایران کو تاخت و تاراج کر کے افغانستان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس حملہ کی مدافعت اور پریشانی میں گھکروں کی ایک جماعت نے اسے ۱۲۰۶ء (۶۰۲ھ) میں قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد اس کا خاندان کچھ زیادہ مدت تک قائم نہ رہ سکا۔ اگرچہ اس کا بھتیجا محمود اپنے چچا کے وسیع مفتوحہ ممالک میں

سلطان تسلیم کیا گیا تاہم سلطنت کا اتحاد مؤسس کی زندگی تک ہی برقرار رہا۔ محمد غوری کے ترکی غلام جو اس کے تحت سپہ سالاروں کی خدمات بجا لاتے تھے اب خود مختار بن بیٹھے۔ قطب الدین ایبک سب سے پہلا شخص تھا جس نے سلسلہ غلامان سے دہلی کی بادشاہت کی۔ نورالدین قباچا سندھ کا حکمراں ہوا اور یلدیز غزنی کا۔ غوری سلطنت کا نام نہاد جانشین پایہ تخت غور سے مغربی افغانستان (غور اور ہرات) لیے کچھ آگے تک بشمول حصۂ خراسان بادشاہت کرتا تھا۔ ان تمام مقاموں سے خوارزم شاہ کی فوجوں نے غوریوں کو ۱۲۱۵ء (۶۱۲ھ) میں نکال باہر کیا۔ ایک مدت دراز کے بعد ان کی نسل کے ایک نمائندے کو قدیم آبائی سلطنت کا کچھ بچا بچایا ٹکڑا واپس ملا۔ چنانچہ ہرات کے قرت (Kart) نامی شہزادے محمد غوری سے اپنا نسب نامہ ملاتے ہیں۔

{ مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو: E. Thomas: Supplementary Contributions to the Series of Coins of the Kings of Ghazni (1859) }

ذیل کے نقشہ میں غوری خاندان کے سربرآوردہ ارکان اور ان کی حکومت کے مقام بتائے گئے ہیں:-

(۱) عزالدین حسن (غوریہ)

- قطب الدین محمد (فیروز کوہ بہرام شاہ نے قتل کیا)
- (۲) سیف الدین سوری (غور۔ غزنی ۵۴۳ھ - ۴۴ بہرام شاہ نے قتل کیا) ۵۴۴ھ
- (۳) علاء الدین حسین جہانسوز (غور ۵۴۴ھ - ۵۵۶ھ غزنی ۵۵۰ھ)
  - (۴) سیف الدین محمد غور ۵۵۶ھ - ۵۸
  - (۹) علاء الدین اتسوز غور ۶۰۷ھ - ۶۱۱ھ
- بہاء الدین سام فیروز کوہ ۵۴۴ھ
  - (۵) غیاث الدین محمد غور ۵۵۸ھ ہرات ۵۷۱ھ وفات ۵۹۹ھ
    - (۷) محمود (بست ۵۹۹ھ غور و فیروز کوہ ۶۰۲ھ وفات ۶۰۷ھ)
      - (۸) بہاء الدین سام غور وغیرہ ۶۰۷ھ
  - (۶) شہاب الدین معز الدین محمد غوری غزنی ۵۶۹ھ - ہرات ۵۸۱ھ لاہور ۵۸۲ھ ہندوستان ۵۸۸ھ (× ×) غور و غزنی ۵۹۹ھ وفات ۶۰۲ھ
- شہاب الدین محمد (مادین)
- شجاع الدین علی (جرماس)
  - (۱۰) علاء الدین محمد (غور و فیروز کوہ ۶۰۵ تا تخت ۶۰۶) ۵۹۹ھ - ۶۰۳ھ واپس ۶۱۱ھ خوارزم شاہ کی اطاعت قبول کرتا ہے

سلسلۂ بامیان (۶۱۲ھ)

(ا) فخر الدین مسعود ۵۵۰ھ
(ب) شمس الدین محمد بن (ا)
(ج) بہاء الدین سام دوات ۶۰۲ھ بن (ب)
(د) جلال الدین ۶۰۲ھ - ۶۱۲ھ بن (ج) خوارزم شاہ نے قتل کیا اس کا بھائی علاء الدین غزنی پر حکمراں رہا ۶۰۲ھ سے ۶۰۳ھ تک

(۱۰۵) سلاطینِ دہلی

۱۲۰۶ء - ۱۵۵۲ء م ۶۰۲ھ - ۹۶۲ھ

(ہندوستان)

محمد غوری نے شمالی ہند بذاتِ خود یا بذریعہ سردارانِ خود دریائے گنگا کے دہانہ تک فتح کرنے کے بعد اپنے ایک غلام قطب الدین ایبک کو دہلی میں اپنا نائب مقرر کیا۔ محمد غوری کی وفات پر (۱۲۰۶ء م ۶۰۲ھ) ایبک نے اپنے آپ کو ہندوستان کا بادشاہ قرار دیا اور ایک ایسے خاندان کی بنا ڈالی جو خالص ہندوستان پر حکومت کرنے لگا۔ اس سے قبل مسلم ہندوستان غزنی کا صرف ایک بیرونی صوبہ تھا۔ یہ خاندان ان پانچ خاندانوں میں سب سے پہلا تھا جو مغلوں کی فتح سے پہلے ہند پر مسلط ہوئے اور وہ عام طور پر خاندانِ غلامان کے نام سے موسوم ہے۔ اس سلسلہ کا سب سے سر برآوردہ فرد التمش تھا جس نے سندھ کے گورنر ناصر الدین قباچہ کو زیر کیا، بنگالہ کے نائب بادشاہ کو دہلی کی قیادت تسلیم کرنے پر مجبور کیا، یلدیز کو ہندوستان میں بادشاہت قائم کرنے سے محروم کیا جب کہ محمد خوارزم شاہ نے اس سے غزنی کی حکومت چھین لی۔ اور پھر محمد خوارزم شاہ کے بیٹے جلال الدین کو

ہندوستان میں حکومت قائم کرنے نہ دیا جب کہ چنگیز خاں نے اِسے کوہِ ہندوکش سے پرے بھگا دیا۔ خوش قسمتی سے چنگیز خاں کی مغل فوج دریائے انڈس پر رک گئی، اگرچہ کئی سال ان کی تاخت ملک ہند پر جاری رہی اور اہلِ ملک کو پریشان کرتی رہی۔

التمش بندھیاچل کے تمام شمالی خطہ پر قوت کے ساتھ اپنا اقتدار قائم رکھا اور خلیفہ بغداد نے ہندوستان میں سب سے پہلی ایک علیحدہ مسلمان بادشاہت کا اعتراف کر کے بحیثیت مذہبی پیشوائے دنیائے اسلام اس کی بادشاہت مصدقہ قرار دی۔ التمش کی بیٹی سلطانہ رضیہ واحد عورت تھی جس نے ملکہ وکٹوریہ انگلستان سے پہلے دہلی کے تخت پر جلوہ افروز ہو کر سلطنت کی۔ بعد کو آنے والے بادشاہان سلسلۂ غلامان کے تحت ہندوؤں کی ہمت' جو محمد غوری اور التمش کی فتوحات سے بالکل ٹوٹ گئی تھی بڑھنے لگی۔ غیاث الدین بلبن کو سختی کے ساتھ ملک کے اندرونی فسادات کا قلع قمع کرنا پڑا جو ایک حد تک طبقۂ غلاماں سے منتخب شدہ گورنروں کے برخاست کرنے کا نتیجہ تھے اس طرزِ عمل سے خود اس کا خاندان بعد کو سلطنت سے محروم ہو گیا۔

ہندوستان پر حکومت کرنے والا دوسرا مسلم خاندان خلجی ترکوں کا تھا۔ انھوں نے بندھیاچل عبور کر کے مسلم بادشاہت کو دکن میں وسعت دی۔ علاءالدین محمد نے ۱۲۹۷ء میں گجرات کو دوبارہ فتح کیا۔ ۱۳۰۳ء میں چتوڑ لیکر راجپوتوں کو کچھ مدت کے لئے فرمانبردار بنایا

اس کا خواجہ سرا ملک کافور بحیثیت سپہ سالار فوج دیوگڑھ اور ورنگل فتح کرکے دکن میں دہلی کی بادشاہت کا ایک صوبہ قائم کیا۔ لیکن وسعت سلطنت و بُعد مسافت کی وجہ اس پر زیادہ نگرانی نہ رہ سکی جب خلجیوں کی جگہ ایک ترکی غلام نے تغلق خاندان کو ہندوستان پر مسلط کیا تو محمد بن تغلق نے محسوس کیا کہ دکن جیسے دور و دراز خطہ پر دہلی سے حکومت کرنا ناممکن ہے۔ اس نے دہلی کے دربار اور اس کے باشندوں کو بجبر دہلی سے دیوگڑھ میں منتقل کرنے کی کوشش کی اور اس شہر کا نام دولت آباد رکھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ محمد بن تغلق ایک غیر معمولی فراست و ذہانت کا بادشاہ تھا لیکن تعجیل و ناتجربہ کاری کی وجہ سے اس کے کام تدبر کے نقطہ نظر سے ناقص ثابت ہوئے۔ سلطنت کا تجزیہ جو شروع ہو چکا تھا اس کے ہاتھوں رُک نہ سکا۔ بعض صوبے پورے باغی ہو گئے۔ اور اس کو اپنی سلطنت کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بار بار ان بغاوتوں کو فرو کرنے کے لئے لشکرکشی کرنی پڑتی تھی۔ اس کے جانشینوں کو مرکزی حکومت کے ہاتھ سے یکے بعد دیگرے بیشتر صوبوں کو نکلتے ہوئے دیکھنا پڑا۔ حتیٰ کہ بعض اوقات سلطان دہلی کے زیر حکومت صرف پایہ تخت کے گرد و نواح کا کچھ خطہ ہی باقی رہ گیا تھا۔ تیمور نے ۱۳۹۸ء میں شمالی ہند پر چڑھائی کرکے ملک کو لوٹ مار اور قتل عام سے انتہا درجہ تباہ و تاراج کردیا جس کی وجہ سے تغلق خاندان سُرعت

کے ساتھ ٹوٹنے کے قریب پہنچ گیا۔ بالآخر اس کی جگہ سیّد اور لودھی خاندان دہلی پر مسلط ہوئے لیکن ہندوستان متعدد صوبوں میں تقسیم ہو گیا اور دہلی کی قیادت نام کو بھی باقی نہ رہی۔ بنگال، جونپور، مالوا اور گجرات پر ایک ایک علیحدہ خود مختار مسلم خاندان حکومت کرنے لگا راجپوت اور دکن کے ہندو اپنے سابقہ ممالک کا بیشتر حصہ واپس حاصل کر لئے۔

اس حالت میں بابر نے تقریباً پورے شمالی ہندوستان میں باستثناء بنگال (سنہ ۱۵۲۶ء - سنہ ۹۳۲ھ) مغلیہ حکومت قائم کی لیکن اس تھوڑی سی مدت میں وہ علاء الدین خلجی کی متروک سلطنت کے منتشر پاروں کو ایک مرکزی حکومت کے تحت جوڑ نہ سکا۔ بابر کے مرنے کے بعد شیر شاہ اور بنگال کے افغانوں نے مغلوں کو ہندوستان سے نکال دیا (سنہ ۱۵۳۹ء - سنہ ۹۴۶ھ)۔ شیر شاہ کی ہمت اور اعلیٰ دماغی مسلمانوں کی گرتی ہوئی عظمت اور شان کو دوبارہ ہندوستان میں قائم کر دیتی لیکن صوبہ جات طوائف الملوکی کے عادی ہو چلے تھے۔ افغانی مرکزی حکومت کے تحت متحد ہونا نہیں چاہتے تھے۔ اس عدم تعاون کی وجہ سے بابر کا بیٹا ہمایوں پھر سنہ ۱۵۵۵ء (سنہ ۹۶۲ھ) میں ہندوستان واپس آ سکا اور بالآخر ہمایوں کے بیٹے اکبر نے یہاں مغلیہ سلطنت کو اس قدر مستحکم اور شاندار بنایا کہ وہ انیسویں صدی کے وسط تک برقرار رہی۔

الف - بادشاہان سلسلۂ غلاماں

(۱)	سنہ ۱۲۰۶ - سنہ ۱۲۱۰	قطب الدین ایبک غلام محمد غوری	سنہ ۶۰۲ - سنہ ۶۰۷
(۲)	سنہ ۱۲۱۰	آرام شاہ بن (۱)	سنہ ۶۰۷
(۳)	سنہ ۱۲۳۵	شمس الدین التمش داماد (۱)	سنہ ۶۳۳
(۴)	سنہ ۱۲۳۶	رکن الدین فیروز شاہ اول بن (۳)	سنہ ۶۳۴
(۵)	سنہ ۱۲۳۹	سلطانہ رضیہ بنت (۳)	سنہ ۶۳۷
(۶)	سنہ ۱۲۴۱	معز الدین بہرام شاہ بن (۳)	سنہ ۶۳۹
(۷)	سنہ ۱۲۴۶	علاؤالدین مسعود شاہ بن (۴)	سنہ ۶۴۴
(۸)	سنہ ۱۲۶۵	ناصر الدین محمود شاہ اول بن (۳)	سنہ ۶۶۴
(۹)	سنہ ۱۲۸۶	غیاث الدین بلبن داماد (۳)	سنہ ۶۸۶

(١٠)	١٢٨٧ء	معز الدین کیقباد بن بغرا خاں حاکم بنگال و داماد (٩)	٦٨٦ھ

ب- خلجی خاندان

(١١)	١٢٩٠ء - ١٢٩٥ء	جلال الدین فیروز شاہ دوم	٦٨٩ھ - ٦٩٥ھ
(١٢)	١٢٩٥ء	رکن الدین ابراہیم شاہ اول بن (١١)	٦٩٥ھ
(١٣)	١٣١٥ء	علاء الدین محمد شاہ اول	٧١٥ھ
(١٤)	١٣١٦ء	شہاب الدین عمر شاہ بن (١٣)	٧١٦ھ
(١٥)	١٣٢٠ء	قطب الدین مبارک شاہ اول بن (١٣)	٧٢٠ھ
(١٦)	١٣٢٠ء	ناصر الدین خسرو شاہ غلام (٩) (١٥)	٧٢٠ھ

ج- خاندان تغلق

(١٧)	١٣٢٠ء - ١٣٢٤ء	غیاث الدین تغلق شاہ اول	٧٢٠ھ - ٧٢٥ھ

(۱۸) ۱۳۵۱ء محمد جونا دوم بن (۱۷) ۷۵۲ھ

(۱۹) ۱۳۸۸ء فیروز شاہ سوم بن سپہ سالار رجب ۷۹۰ھ

(۲۰) ۱۳۸۸ء تغلق شاہ دوم بن فتح بن (۱۹) ۷۹۱ھ

(۲۱) ۱۳۸۹ء ابوبکر شاہ بن ظفر بن (۱۹) ۷۹۲ھ

(۲۲) ۱۳۹۲ء محمد شاہ سوم بن (۱۹) ۷۹۵ھ

(۲۳) ۱۳۹۲ء سکندر شاہ اول بن (۲۲) ۷۹۵ھ

(۲۴) ۱۳۹۴ء محمود شاہ دوم بن (۲۲) ۷۹۶ھ

(۲۵) ۱۳۹۹ء نصرت شاہ برادر (۲۰) ۸۰۲ھ

۱۴۱۲ء محمود شاہ دوم (واپس) ۸۱۵ھ

(۲۶) ۱۴۱۲ء ـ ء دولت خاں لودھی ۸۱۵ھ ـ ھ

د۔ خاندان سیّد

(۲۷) ۱۴۱۴ء ـ ۱۴۲۱ء خضر خاں ۸۱۷ھ ـ ۸۲۴ھ

(۲۸) ۱۴۳۳ء معز الدین مبارک شاہ دوم ۸۳۷ھ

(۲۹)		۱۴۴۳ء	محمد شاہ چہارم بن فرید بن (۲۷)	۸۴۷ھ
(۳۰)		۱۴۴۳ء -	عالم شاہ بن (۲۹)	۸۴۷ھ -

ھ۔ لودھی خاندان

(۳۱)	۱۴۵۱ء -	۱۴۸۸ء	بہلول لودھی	۸۵۵ھ -	۸۹۴ھ
(۳۲)		۱۵۱۷ء	سکندر دوم بن بہلول		۹۲۳ھ
(۳۳)		۱۵۲۶ء	ابراہیم دوم بن سکندر		۹۳۰ھ

[بابر کا حملہ]

و۔ افغان خاندان

(۳۴)	۱۵۳۹ء	۱۵۴۵ء	شیر شاہ	۹۴۶ھ -	۹۵۲ھ
(۳۵)		۱۵۵۳ء	اسلام شاہ بن (۳۴)		۹۶۰ھ
(۳۶)		۱۵۵۳ء	محمد پنجم عادل شاہ بن (-)		۹۶۱ھ
		۱۵۵۴ء	ابراہیم سوم سور بن غازی خان سور		۹۶۲ھ

( ) ۱۵۵۴ء سکندر شاہ سوم ۹۶۲ھ

سلاطین مغلیہ

متفرق صوبائی خاندان

محمد بن تغلق کی سلطنت سارے شمالی ہندوستان پر مشتمل تھی اس کے علاوہ تلنگانہ اور دکن کے دوسرے علاقے بھی اس میں شامل تھے۔ اسکی وفات سے پہلے پایہ تخت (دہلی) سے زیادہ دور کے صوبے خود مختار بنے لگے اور پندرھویں صدی کے شروع ہوتے ہی اس کے ممالک کا بیشتر حصہ سات مختلف صوبائی مسلمان خاندانوں میں تقسیم ہوگیا۔ ہندو راجہ ان کے علاوہ تھے۔

(۱)	۱۲۰۲ء	۱۵۷۶ء	گورنران و شاہان بنگال	۵۹۹ھ	۹۸۴ھ
(۲)	۱۳۹۴ء	۱۵۰۰ء	شرقی بادشاہان جونپور	۷۹۶ھ	۹۰۵ھ
(۳)	۱۴۰۱ء	۱۵۳۰ء	شاہان مالوا	۸۰۴ھ	۹۳۷ھ
(۴)	۱۳۹۶ء	۱۵۷۲ء	،، گجرات	۷۹۹ھ	۹۸۰ھ
(۵)	۱۳۳۴ء	۱۵۸۷ء	،، کشمیر	۷۳۵ھ	۹۹۵ھ
(۶)	۱۳۹۹ء	۱۵۹۹ء	فاروقی خاندان۔ شاہان خاندیس	۸۰۱ھ	۱۰۰۸ھ
(۷)	۱۳۴۷ء	۱۵۲۶ء	بہمنی خاندان۔ شاہان گلبرگہ	۷۴۸ھ	۹۳۳ھ

بہمنی خاندان کے زوال پران کے ممالک ذیل کے پانچ خاندانوں میں بانٹ لیے گئے :-

(۸)	۱۴۸۴ء - ۱۵۷۲ء	عماد شاہان برار	۸۹۰ھ - ۹۸۰ھ
(۹)	۱۴۹۰ء - ۱۵۹۵ء	نظام شاہان احمد نگر	۸۹۶ھ - ۱۰۰۴ھ
(۱۰)	۱۴۹۲ء - ۱۶۰۹ء	برید شاہان بیدر	۸۹۷ھ - ۱۰۱۸ھ
(۱۱)	۱۴۸۹ء - ۱۶۸۶ء	عادل شاہان بیجاپور	۸۹۵ھ - ۱۰۹۷ھ
(۱۲)	۱۵۱۲ء - ۱۶۸۷ء	قطب شاہان گولکنڈہ	۹۱۰ھ - ۱۰۹۸ھ

شمالی ہند کے خاندانوں کو اکبر نے سلطنت مغلیہ میں ضم کر لیا۔ دکن کے حکمراں خاندانوں کو اورنگ زیب نے میٹ دیا۔

(۱۰۶) گورنران وشاہان بنگال

۱۲۰۲ء ۔ ۱۵۷۶ء م ۵۹۹ھ ۔ ۹۸۴ھ

محمد بختیار فاتح اور پہلے گورنر بنگال نے موجودہ صوبہ کے صرف ایک تھوڑے سے رقبہ کو اور وہ بھی اپنے پایہ تخت لکھنوتی کے قرب وجوار میں فتح کیا تھا۔ تیرھویں صدی کے ابتدائی دور میں سونارگاؤں اور سات گاؤں مسلمان گورنروں کے قیام گاہ تھے اور بنگالہ کے نام میں لکھنوتی کے ساتھ ان کو بھی شریک کر لیا جاتا تھا۔ فیروزآباد (پانڈوہ) اس خطۂ صوبہ کا پایہ تخت تھا۔ لیکن ۱۴۴۶ء (۸۵۰ھ) میں دارالحکومت پھر لکھنوتی (یا لکھناوتی؟) کو منتقل کیا گیا اور اب پہلی مرتبہ غور (Gaur) کہلانے لگا۔ ۱۵۶۴ء (۹۷۲ھ) تک غور ہی پایہ تخت رہا اس کے بعد ٹانڈہ قرار دیا گیا۔ بنگالہ کے گورنر کبھی کبھی بہار پر بھی حکومت کرتے تھے اور گاہ گاہ چٹاگانگ اور اوڑیسہ پر بھی۔ جب دہلی کے بادشاہ کمزور ہو گئے تو بنگالہ کے گورنر خودمختار ہو چلے اور کئی ایک خاندانوں نے شاہی اقتدارات اختیار کر لئے۔ ہمایوں نے بنگالہ پر ۹۴۴ھ ۔ ۶ھ میں قبضہ کیا لیکن جب شیرشاہ نے مغلوں کو ۱۵۳۹ء (۹۴۶ھ) میں پوری طرح شکست دی تو پھر سے گورنر مامور کئے گئے۔ انھوں نے

دوبارہ (سنہ ۹۶۰ھ میں) خود مختار خاندان قائم کر لئے مگر ۹۸۲ھ میں اکبر کی فوج نے بہار فتح کر لیا اور ۱۵۷۶ء (۹۸۴ھ) تک مغلوں نے بنگال پر پوری طرح اپنا تسلط جما لیا۔

۱ گورنران بنگالہ

۱۲۰۲ء - ۱۲۰۵ء	محمد بختیار خلجی	۵۹۹ھ - ۶۰۲ھ
۱۲۰۶ء	عز الدین محمد شیران	۶۰۵ھ
۱۲۱۱ء	علاء الدین مردان	۶۰۸ھ
۱۲۲۶ء	غیاث الدین عواز	۶۲۴ھ
۱۲۲۹ء	ناصر الدین محمود	۶۲۷ھ
۱۲۲۹ء	علاء الدین جانی	۶۲۷ھ
۱۲۳۳ء	سیف الدین ایبک	۶۳۱ھ
۱۲۴۴ء	عز الدین طغرل طغان خاں	۶۴۲ھ
۱۲۴۴ء - ۱۲۴۶ء	قمر الدین تمر خاں قِران	۶۴۲ھ - ۶۴۴ھ
۱۲۵۸ء	اختیار الدین (مغیث الدین) یوسک	۶۵۶ھ
۱۲۵۸ء	جلال الدین مسعود ملک جانی	۶۵۶ھ
؟ ۱۲۶۰ء	عز الدین بلبن	۶۵۷ھ

۱۲۶۰ء ۔	محمد ارسلان تاتار خاں	؟ ۶۵۹ھ
	شیر خاں	
	امین خاں	
۱۲۷۸ء ۔ ۱۲۸۲ء	مغیث الدین طغرل	۶۷۷ھ ۔
۱۲۹۱ء *	ناصر الدین بغرا خاں	۶۸۱ھ
۱۳۰۲ء	رکن الدین کیکاؤس	۶۹۱ھ
۱۳۰۲ء ۔ ۱۳۱۸ء	شمس الدین فیروز شاہ	۷۰۲ھ
۱۳۱۸ء	شہاب الدین بغرا شاہ (مغربی بنگالہ)	۷۱۸ھ
۱۳۱۰ء	غیاث الدین بہادر شاہ (مشرقی بنگالہ)	۷۱۰ھ
۱۳۱۹ء	غیاث الدین بہادر شاہ (پورا بنگالہ)	۷۱۹ھ
۱۳۲۳ء ۔ ۲۵ء	ناصر الدین (لکھنوتی)	۷۲۳ھ ۔ ۶ھ
۱۳۲۴ء ۔ ۳۰ء	بہادر شاہ (واپس) بمعیت (مشرقی بنگالہ)	۷۲۵ھ ۔ ۳۱ھ
۱۳۳۰ء ۔ ۸ء	بہرام	
۱۳۲۵ء ۔ ۳۹ء	بہرام شاہ (تنہا)	۷۳۱ھ ۔ ۹ھ
۱۳۲۵ء ۔ ۳۹ء	قدر خاں (لکھنوتی)	۷۲۶ھ ۔ ۴۰ھ

* ذیل کے چھ گورنر بلبن کے خاندان سے تھے جو دہلی کا سلطان تھا۔ شجرہ آگے آ چکا ہے۔

۱۳۲۳ء ۳۹ء عزّ الدین اعظم الملک ۷۲۴ھ - ۴۰ھ
(سات گاؤں)

ب۔ بادشاہان بنگالہ

۱۳۳۸ء - ۱۵۷۶ء ب ۷۳۹ھ - ۹۸۴ھ

۱۳۳۸ء - ۱۳۴۹ء فخر الدین مبارک شاہ ۷۳۹ھ - ۷۵۰ھ
(مشرقی بنگالہ)

۱۳۴۹ء - ۵۲ء اختیار الدین غازی شاہ ۷۵۰ھ - ۷۵۳ھ
(مشرقی بنگالہ)

۱۳۳۹ء - ۴۵ء علاء الدین علی شاہ ۷۴۰ھ - ۶ھ
(مغربی بنگالہ)

الیاس کا گھرانا

۱۳۳۹ء - ۱۳۴۵ء شمس الدین الیاس شاہ ۷۴۰ھ - ۶ھ
(مغربی بنگالہ میں مصروف جنگ)

۱۳۴۵ء شمس الدین الیاس شاہ ۷۴۶ھ -
(مغربی بنگالہ)

۱۳۵۲ء ۔ ۸ء	شمس الدین الیاس شاہ (تمام بنگالہ)	۷۵۳ھ ۔ ۹ھ
۱۳۵۸ء ۔ ۸۹ء	سکندر شاہ اول بن الیاس	۷۵۹ھ ۔ ۹۲ھ
۱۳۸۹ء	غیاث الدین اعظم شاہ بن سکندر، بغاوت کرتا ہے (۱۳۷۰ء) حکومت کرتا ہے ۔	۷۹۲ھ
۱۳۹۶ء	سیف الدین حمزہ شاہ بن اعظم	۷۹۹ھ
۱۴۰۶ء	شمس الدین بن حمزہ	۸۰۹ھ

راجہ کانس کا گھرانا (Kāns)

۱۴۰۹ء	شہاب الدین بایزید شاہ (بمعیت راجہ کانس	۸۱۲ھ ۔
۱۴۱۴ء	جلال الدین محمد شاہ بن راجہ کانس	۸۱۷ھ
۱۴۳۱ء	شمس الدین احمد شاہ بن محمد	۸۳۵ھ

الیاس کا گھرانہ (واپس برسرِ حکومت)

۱۴۴۲؁	ناصر الدین محمود شاہ اول	۸۴۶؁
۱۴۵۹؁	رکن الدین باربک شاہ	۸۶۴؁
۱۴۷۴؁	شمس الدین یوسف شاہ بن باربک	۸۷۹؁
۱۴۸۱؁	سکندر شاہ دوم بن یوسف	۸۸۶؁
۱۴۸۱؁	جلال الدین فتح شاہ بن محمود اول	۸۸۶؁

حبشی بادشاہان

۱۴۸۶؁	سلطان شاہزادہ باربک	۸۹۲؁
۱۴۸۶؁	سیف الدین فیروز شاہ اول	۸۹۲؁
۱۴۸۹؁	ناصر الدین محمود شاہ دوم بن فتح شاہ (الیاس کے گھرانے کا)	۸۹۵؁
۱۴۹۰؁	شمس الدین ابو النصر مظفر شاہ	۸۹۶؁

حسین شاہ کا گھرانا

۱۴۹۳ء	علاء الدین حسین شاہ	۸۹۹ھ
۱۵۱۸ء	ناصر الدین نصرت شاہ بن حسین	۹۲۵ھ
۱۵۳۲ء	علاء الدین فیروز شاہ بن نصرت	۹۳۹ھ
۱۵۳۲ء – ۱۵۳۷ء	غیاث الدین محمود شاہ سوم بن حسین ۱۵۲۶ء جزوی حکومت	۹۳۹ھ
۱۵۳۷ء	(ہمایوں فتح کر لیتا ہے)	۹۴۴ھ

محمد سور کا گھرانا

۱۵۵۲ء –	شمس الدین محمد سور غازی شاہ	۹۶۰ھ
۱۵۵۴ء	بہادر شاہ (خضر) بن محمد سور	۹۶۲ھ

۱۵۶۰ء	غیاث الدین جلال شاہ بن محمد سور	۹۶۸ھ
۱۵۶۳ء	فرزند غیاث الدین جلال شاہ	۹۷۱ھ

سلیمان قرارانی کا گھرانا

۱۵۶۳ء	سلیمان خاں قرارانی (بہار و بنگالہ)	۹۷۱ھ
۱۵۷۲ء	بایزید شاہ بن سلیمان	۹۵ھ
۱۵۷۲ء - ۱۵۷۶ء	داؤد شاہ بن سلیمان	۹۸۰ھ - ۹۸۴ھ

مغل شہنشاہان

شرقی شاہان جونپور

۱۳۹۴ء - ۱۵۰۰ء م ۷۹۶ھ - ۹۰۵ھ

محمود (تغلق کے گھرانے کا) وزیر خواجہ جہاں نے اپنے کمسن بادشاہ سے منحرف ہو کر جونپور میں ایک خودمختار حکومت بنا کی جہاں سے وہ اور اس کے جانشین ایک عرصہ تک بہار، اودھ، قنوج اور برائچ Baraich پر بڑی شوکت سے حکومت کیے جیسا کہ ان کی عالیشان یادگار عمارات سے پتہ چلتا ہے۔ انھوں نے اپنے سابق دہلی کے آقاؤں سے جنگ بھی کی چنانچہ دو مرتبہ دہلی کا محاصرہ کیا۔ اس کے علاوہ وہ اپنے پڑوسی شاہان مالوا سے بھی برسر پیکار رہے۔ ۱۴۷۶ء (۸۸۱ھ یا بحوالہ بعض مورخین ۸۷۹ھ) میں سکندر بن بہلول نے جونپور کو فتح کر کے دہلی کا تابع بنا دیا۔ لیکن ملک بدر حسین شاہ کے طرف دار چند سال تک شکست خوردہ خاندان کو دوبارہ حکومت کرنے کے لئے کوشاں رہے۔

۱۳۹۴ء -	خواجہ جہاں	۷۹۶ھ -
۱۳۹۹ء -	مبارک شاہ	۸۰۲ھ

١٤٠٠ء	شمس الدین ابراہیم شاہ شرقی بن مبارک	٨٠٣ھ
١٤٤٠ء	محمود شاہ بن ابراہیم	٨٤٤ھ
١٤٥٦ء	محمد شاہ (اپنے باپ محمود کے ساتھ بالاشتراک)	٨٦١ھ
١٤٥٨ء۔ ١٥٠٠ء	حسین شاہ بن محمود ٨٨١ھ میں بنگالہ بھاگ گیا اور ٩٠٥ھ میں مر گیا۔	٨٦٣ھ۔ ٩٠٥ھ

سلاطین دہلی

(۱۰۸) شاہان مالوا

سنہ ۸۰۴ھ سے ۹۳۷ھ م سنہ ۱۴۰۱ء سے ۱۵۳۰ء

مالوا کی سب سے قدیم راجپوت ریاستوں میں سے ایک ریاست یا بادشاہت تھی جس نے مسلمانوں کے حملوں کی سب سے زیادہ مدت تک مقاومت کی۔ اس کو ایک انتہائی بلند مرتبت قدیم ہندو خاندانوں میں سے ہونے کا فخر و اعزاز حاصل تھا جس نے اپنے پایہ تخت اُجین کو علم و حکمت کا مسکن بنا رکھا۔ اس کو تین صدیوں کی کشمکش کے بعد بلبن سلطان دہلی کے زمانہ میں مسلمانوں نے فتح کیا۔ اس کے طبیعی حدود جنوب میں نربدا شمال میں چنبل مغرب میں گجرات اور مشرق میں بندیلکھنڈ تھے۔ مگر خلجی بادشاہوں کے عہد میں اس کے اندر ہوشنگ آباد اجمیر، رنتھمبھور اور ایلچپور شامل تھے بلکہ کبھی کبھی چتوڑ بھی اس کا باجگزار تھا۔ اس کا مسلمان پایہ تخت مانڈو جس کو ہوشنگ غوری نے قائم کیا تھا .... ایک وسیع و مرتفع خطہ زمین پر واقع تھا اس کے اطراف بلند عمود وار چٹانیں تھیں۔ اس کے محل اور مساجد مشہور تھے۔

مالوا میں یکے بعد دیگرے دو مسلمان خاندان حکومت کئے۔ پہلے خاندان کا بانی دلاور خاں غوری تھا جو بادشاہ دہلی کی طرف سے گورنر مقرر ہوا تھا وہ اس کا بیٹا اور اس کا پوتا اپنے اپنے وقت پر حکمراں ہوئے۔ دوسرا حکمراں خاندان محمود خلجی نے قائم کیا تھا جو دلاور خاں کے پوتے کا وزیر تھا اور اس وقت ختم ہوا جبکہ پڑوس کے بادشاہ گجرات نے اس کو ۱۵۳۰ء (۹۳۷ھ) میں جذب کرلیا۔ اس ریاست کے ساتھ مالوا کے حکمراں ہمیشہ برسرِ پیکار رہتے تھے۔ خلجیوں کی قوم ایک جنگجو قوم تھی۔ انھوں نے مالوا کی فوج کو شمال میں دہلی کے دروازوں تک پہنچائی تھی اور جنوب میں بیدر تک۔ چتوڑ اور چاندیری کے راجپوتوں کے ساتھ یہ مسلسل جنگ کرتے رہے۔[1]

---

[1] یہاں کشمیر کے بادشاہوں کی فہرست آنی چاہیے تھی۔ لیکن انکی تاریخوں (یا ان کے سنوں) میں اسقدر شکوک ہیں کہ صحیح جدول تیار نہیں کی جاسکتی۔ ملاحظہ ہو لین پول کی تصنیف

Catalogue of the Coins of the Muhammadan States of India XLVII 68.

I غوری خاندان کے بادشاہان مالوا

۱۴۰۱ء -	دلاور خاں غوری	۸۰۴ھ - ۸۰۸ھ
۱۴۰۵ء	ہوشنگ الپ خاں بن دلاور	۸۰۸ھ -
۱۴۳۴ء	محمد غزنی خاں بن ہوشنگ	۸۳۸ھ -

II خلجی خاندان کے شاہان مالوا

۱۴۳۵ء - ۱۴۷۵ء	محمود شاہ اول خلجی	۸۳۹ھ - ۸۸۰ھ
۱۵۰۰ء	غیاث شاہ بن محمود	۸۸۰ھ
۱۵۱۰ء	ناصر شاہ بن غیاث	۹۰۶ھ
۱۵۳۰ء	محمود دوم بن ناصر	۹۱۶ھ - ۹۳۷ھ

شاہان گجرات

(۱۰۹) شاہان گجرات

۱۳۹۶ء ۔ ۱۵۷۲ء م ۷۹۹ھ ۔ ۹۸۰ھ

مسلمان گجرات کو ایک زمانہ تک فتح نہ کر سکے کیونکہ اس کا محلِ وقوع ایسا تھا کہ صحرائے عظیم اور بندھیاچل کو اربلی پہاڑوں سے ملانیوالی پہاڑیاں خشکی سے فوج کشی کرنے کے مزاحم تھیں صرف سمندر ہی کی طرف سے حملہ ہو سکتا تھا۔ اس کو فتح کرنے کے لیے مسلمانوں کو سلطان علاء الدین کے عہد تک تیرھویں صدی کے اختتام تک ٹھہرنا پڑا۔ چودھویں صدی کے ختم پر وہ پھر خود مختار ہو گیا۔ لیکن اسکے حکمراں اب ہندو نہیں بلکہ مسلمان تھے۔ ظفر خاں ایک راجپوت نو مسلم کا بیٹا سلطنت دہلی کی طرف سے ۷۹۴ھ میں گجرات کا گورنر مقرر ہوا تھا وہ ۱۳۹۶ء (۷۹۹ھ) میں خود مختار بن بیٹھا۔ اس کے اطراف سب دشمن ہی دشمن تھے مثلاً راجپوت راجگان اور بھیلوں کی جنگلی قومیں۔ صرف پہاڑوں اور سمندر کا درمیانی تنگ خطہ اس کے تصرف میں تھا۔ البتہ ساحل وسیع تھا اور کم از کم سورت تک پھیلا ہوا تھا۔ اسنے جلد اپنے مقبوضات کو وسعت دی ایدر (Idar) اور ڈایو

(Dina) فتح کیا۔ جھالور (Jhalor) کو لوٹ لیا بلکہ مالوا پر بھی ۱۴۰۷ء میں کچھ دنوں قبضہ کر لیا۔ اسکے جانشین احمد شاہ اول نے شہر احمد آباد کی بنا ڈالی جو اس خاندان کا اور پھر مغل صوبہ کا پایہ تخت رہا۔ اب بھی اس کو اہمیت حاصل ہے۔ محمود شاہ اول نے نہ صرف اپنے خاندان کی روایاتی لڑائیاں مالوا اور خاندیش کے ساتھ جاری رکھیں بلکہ کاٹھیاواڑ کے مضبوط قلعہ جوناگڑھ اور چمپانیر کو اپنے ممالک میں شامل کر لیا۔ اس نے ایک بڑا بیڑا جہازوں کا بھی تیار رکھا تا کہ قریب کے جزائر کے قزاقوں کو فرو کرے اور پرتگالی قوم (جو اب بحری راستے سے چوطرف چھاپے مارتی پھرتی تھی) پر جارحانہ کارروائی کی جائے۔ اس قوم کو بہادر شاہ فاتح مالوا نے ڈایو میں ایک فیکٹری (تجارتی گودام یا تجارت گاہ) بنانے کی اجازت دے رکھی تھی انھیں کے ہاتھوں اس کی موت بھی واقع ہوئی۔ شاہان گجرات کا آخری دور امرائے دربار کے فرقہ واری سازشوں اور خود بادشاہوں کی نالائقی اور تعطل کی وجہ سے تاریک ہوتا گیا۔ بالآخر ۱۵۷۲ء (۹۸۰ھ) میں اکبر نے اس مصیبت زدہ صوبہ پر قبضہ کر کے اس کو پھر سے خوش حال بنایا۔

(۱) ۱۳۹۶ء ۱۴۱۱ء مظفر شاہ اول ظفر خاں ۷۹۹ھ ۸۱۴ھ

(۲) ۱۴۱۱ء احمد شاہ اول بن تتار خاں ۸۱۴ھ

بن (۱)

(۳)	سنہ ۱۴۴۳	محمد قریم شاہ اول بن (۲)	سنہ ۸۱۶
(۴)	سنہ ۱۴۵۱	قطب الدین بن (۳)	سنہ ۸۵۵
(۵)	سنہ ۱۴۵۹	داؤد شاہ بن (۲)	سنہ ۸۶۳
(۶)	سنہ ۱۴۵۹	محمود شاہ بیکراہ (Bay Kara) اول بن (۳)	سنہ ۸۶۳
(۷)	سنہ ۱۵۱۱	مظفر شاہ دوم بن (۶)	سنہ ۹۱۷
(۸)	سنہ ۱۵۲۵	سکندر شاہ بن (۷)	سنہ ۹۳۲
(۹)	سنہ ۱۵۲۵	ناصر خاں محمود دوم بن (۷)	سنہ ۹۳۲
(۱۰)	سنہ ۱۵۲۶	بہادر شاہ بن (۷)	سنہ ۹۳۲
(۱۱)	سنہ ۱۵۳۶	میراں محمد شاہ فاروقی فرزند عادل شاہ خاندیش (خاندیش کا) نواسا (۷) کا	سنہ ۹۴۳
(۱۲)	سنہ ۱۵۳۷	محمود شاہ سوم بن لطیف خاں بن (۷)	سنہ ۹۴۴
(۱۳)	سنہ ۱۵۵۳	احمد شاہ دوم ؟ بن ( )	سنہ ۹۶۱
(۱۴)	سنہ ۱۵۶۱ – سنہ ۱۵۷۲	مظفر شاہ سوم حبیب بن (۱۲)	سنہ ۹۶۹ – سنہ ۹۸۰

(مغل شہنشاہان)

(۱۰) شاہان خاندیش

۱۳۹۹ء ۔ ۱۵۹۹ء م ۸۰۱ھ ۔ ۱۰۰۸ھ

ناصر خاں جس نے خاندیش کو سلطنت دہلی سے علیحدہ کر کے سب سے پہلی مرتبہ خود مختار مسلم حکومت قائم کی اپنے آپ کو خلیفہ عمرؓ کی اولاد سے بتاتا تھا۔ وہ شادی بیاہ کے توسط سے شاہان گجرات کا رشتہ دار تھا۔ اس ملک اور خاندیش (جو دریائے تاپتی کی زرخیز وادی پر مشتمل تھا) کے درمیان صرف ایک جنگل کی پیٹی حائل تھی۔ پایہ تخت برہان پور قلعہ اسیر گڑھ کے قریب قائم کیا گیا تھا۔ اکبر نے ۱۵۶۲ء میں برہان پور فتح کیا اور وہاں کے بادشاہ وقت نے اکبر کی اطاعت اختیار کی۔ لیکن خاندیش مغلیہ سلطنت کے اندر بالکلیہ ۱۵۹۹ء (۱۰۰۸ھ) ہی میں جذب ہوا جب کہ اسیر گڑھ پر چھ مہینے کے محاصرہ کے بعد قبضہ ہوگیا۔

(۱) ۱۳۷۰ء ۔ ۱۳۹۹ء ملک راجہ ۷۷۲ھ ۔ ۸۰۱ھ

(۲) ۱۳۹۹ء ۔ ۱۴۳۷ء ناصر خاں ۸۴۱ھ

(۳) ۱۴۴۱ء میراں عادل خاں اول ۸۴۴ھ

(۴)	۱۴۵۷	میراں مبارک اول	۸۶۱
(۵)	۱۵۰۳	عادل خاں دوم	۹۰۹
(۶)	۱۵۱۰	داؤد خاں	۹۱۶
(۷)	۱۵۲۰	عادل خاں سوم	۹۲۶
(۸)	۱۵۳۹	میراں محمد شاہ اول	۹۴۲
(۹)	۱۵۶۶	میراں مبارک دوم	۹۷۴
(۱۰)	۱۵۷۶	میراں محمد دوم	۹۸۴
(۱۱)	۱۵۹۶	علی خاں	۱۰۰۵
(۱۲)	۱۵۹۹	بہادر شاہ	۱۰۰۸

مغلیہ سلاطین

دکن یا جنوبی ہندوستان

(III) بہمنی خاندان

۱۳۴۷ء - ۱۵۲۶ء م ۷۴۸ھ - ۹۳۳ھ

(گلبرگہ وغیرہ کے پادشاہ)

سب سے پہلے دہلی کے علاء الدین محمد نے ۱۲۹۴ء میں دیوگری (Deogiri) اور ایلچپور پر قبضہ کر کے ستپورہ پہاڑوں کے جنوب میں ایک نئی مسلم ریاست قائم کی اور اس طرح دکن پر مسلمانوں کا جزوی تسلط ہوا۔ محمد بن تغلق نے اس صوبہ کو ۱۳۲۲ء میں تلنگانہ پر

چڑھائی کر کے وسعت دی اور کچھ عرصہ کے لیے دیوگری کو دولت آباد کے جدید نام سے مسلم ہندوستانی سلطنت کا پایۂ تخت بنایا۔ اس کے دور حکومت میں متعدد بغاوتیں ہوئیں جن کی وجہ سے سب سے پہلے دکن کا نیا حاصل شدہ صوبہ خود مختار ہو گیا۔ ۱۳۴۷ء سے تقریباً دو صدیوں تک گلبرگہ، ورنگل اور بیدر کے بہمنی بادشاہ دکن کے شمالی نصف حصہ پر دریائے کرشنا تک حکمرانی کرتے رہے۔ اس خاندان کا بانی حسن گنگو ایک افغان تھا جو کہا جاتا ہے کہ دہلی کے ایک برہمن کی ملازمت میں تھا۔ تغلق سلاطین کے دور میں وہ بڑے درجہ تک ترقی کر گیا اور ظفر خاں کا خطاب حاصل کیا۔ جب دکن میں محمد بن تغلق کے خلاف بغاوت پھیلی حسن نے اپنے آپ کو باغیوں کا سرغنہ بنا کر شاہی افواج کو ملک سے باہر نکال دیا اور بمقام گلبرگہ تخت شاہی پر بہ لقب علاءالدین حسن گانگو بہمنی بیٹھ گیا۔[1] اس کے ممالک شمال میں برار کے ساتھ ہم سرحد تھے۔ مشرق میں تلنگانہ کے ساتھ جنوب میں دریائے کرشنا اور مغرب میں سمندر سرحدیں تھیں۔ حالیہ بمبئی پریزیڈنسی کا بیشتر حصہ

١؎ James Gibbs کا ایک آرٹیکل مضمون ۹۱ - ۱۱۵ Numismatic Chronicle اور لین پول کا Catalogue of The coins of Mu-hammadan States of India in The British Museum LXII - LXVI ملاحظہ ہوں۔

جنوب سورت اور سرکار نظام کے ممالک کا اکثر رقبہ اس میں شامل تھا
اس کے علاوہ تلنگانہ اور وجیا نگر کے راجہ میدان جنگ میں شکست
کھا کر اطاعت قبول کرنے اور خراج دینے پر مجبور کیے گئے تھے۔ علاء الدین
احمد دوم کے عہد میں کونکن فتح کر لیا گیا اور پڑوسی شاہان خاندیس و
گجرات کو شکست دی گئی۔ سنہ ۱۴۷۱ء میں محمد شاہ دوم نے اوڑیسہ میں
فوج کشی کی کنجیوارم پر قبضہ کر لیا اور جنوب میں بلگاوں کے راجہ سے جنگ
کی۔ اس طرح بہمنیوں کی حکومت سمندر سے سمندر تک پھیلی تھی اور میسور کے
شمال کا سارا دکنی خطہ اس میں شامل تھا۔ اس وسیع رقبہ کو نئے طریقہ پر
صوبجات میں تقسیم کیا گیا جس سے سلطنت کے بالآخر ٹکڑے ٹکڑے
ہو گئے۔ محمد شاہ دوم کا ایک فتحمند سپہ سالار یوسف عادل شاہ بیجاپور کے
نئے صوبہ کو خود مختار گردانا۔ نظام الملک نے جُنیر (Junnar)
کی علٰحدگی کی تیاری کی۔ عماد الملک برار میں بادشاہ قرار دیا گیا۔ ان
صوبجات کے نکل جانے کے بعد ہی بقیہ حصہ آزاد ہو کر اصل خاندان کو
نیست و نابود کر دیا۔ برار کے عماد شاہی، احمد نگر کے نظام شاہی، بیدر کے
برید شاہی، بیجاپور کے عادل شاہی اور گولکنڈہ کے قطب شاہی ساری
بہمنی سلطنت کے آپس میں حصے بخرے کر لئے۔

(۱) سنہ ۱۳۴۷ء سے سنہ ۱۳۵۸ء حسن گانگو علاء الدین ظفر خاں سنہ ۷۴۸ھ سے سنہ ۷۵۹ھ

(۲)	۱۳۵۸ء	محمد شاہ اول بن (۱)	۷۵۹ھ
(۳)	۱۳۷۵ء	مجاہد شاہ بن (۲)	۷۷۶ھ
(۴)	۱۳۷۸ء	داؤد شاہ بن (۱)	۷۸۰ھ
(۵)	۱۳۷۸ء	محمود شاہ اول بن (۱)	۷۸۰ھ
(۶)	۱۳۹۷ء	غیاث الدین بن (۵)	۷۹۹ھ
(۷)	۱۳۹۷ء	شمس الدین بن (۵)	۷۹۹ھ
(۸)	۱۳۹۷ء	تاج الدین فیروز شاہ بن (۴)	۸۰۰ھ
(۹)	۱۴۲۱ء	احمد شاہ اول بن (۴)	۸۲۵ھ
(۱۰)	۱۴۳۵ء	علاء الدین احمد شاہ دوم بن (۹)	۸۳۸ھ
(۱۱)	۱۴۵۷ء	علاء الدین ہمایوں شاہ بن (۱۰)	۸۶۲ھ
(۱۲)	۱۴۶۱ء	نظام شاہ بن (۱۱)	۸۶۵ھ
(۱۳)	۱۴۶۳ء - ۱۴۸۲ء	محمد شاہ دوم بن (۱۱)	۸۶۷ھ - ۸۸۷ھ
(۱۴)	۱۴۸۲ء	محمود شاہ دوم بن (۱۳)	۸۸۷ھ
(۱۵)	۱۵۱۸ء	احمد شاہ سوم بن (۱۴)	۹۲۴ھ

(۱۶) ۱۵۲۰ء علاء الدین شاہ ۹۲۶ھ

بن (۱۴)

(۱۷) ۱۵۲۲ء ولی اللہ شاہ ۹۲۹ھ

بن (۱۴)

(۱۸) ۱۵۲۵ء - ۱۵۲۶ء کلیم اللہ شاہ ۹۳۲ھ - ۹۳۳ھ

بن (۱۵)

پانچ مختلف دکنی خاندان

(۱۱۲) عماد شاہان برار

سنہ ۱۴۸۴ - سنہ ۱۵۷۲ م سنہ ۸۹۰ - سنہ ۹۸۰

(۱) سنہ ۱۴۸۴	فتح اللہ		سنہ ۸۹۰
(۲) سنہ ۱۵۰۴	علاءالدین		سنہ ۹۱۰
(۳) ق سنہ ۱۵۲۹	دریا	(؟)	ق سنہ ۹۳۶
(۴) ق سنہ ۱۵۶۰	برہان		ق سنہ ۹۶۸
(۵) سنہ ۱۵۶۸ - سنہ ۱۵۷۲	تفال (Tufāl) (غاصب)		سنہ ۹۷۶ - سنہ ۹۸۰

نظام شاہی خاندان

(۱۱۳) نظام شاہان احمد نگر

سنہ ۱۴۹۰ء - سنہ ۱۵۹۵ء م سنہ ۸۹۶ھ - سنہ ۱۰۰۴ھ

(۱)	سنہ ۱۴۹۰ء	احمد اول بن نظام شاہ	سنہ ۸۹۶ھ
(۲)	سنہ ۱۵۰۸ء	برہان اول	سنہ ۹۱۴ھ
(۳)	سنہ ۱۵۵۳ء	حسین	سنہ ۹۶۱ھ
(۴)	سنہ ۱۵۶۵ء	مرتضیٰ	سنہ ۹۷۲ھ
(۵)	سنہ ۱۵۸۸ء	میراں حسینی	سنہ ۹۹۶ھ
(۶)	سنہ ۱۵۸۹ء	اسمٰعیل	سنہ ۹۹۷ھ
(۷)	سنہ ۱۵۹۰ء - سنہ ۱۵۹۴ء	برہان دوم	سنہ ۹۹۹ھ -
(۸)	سنہ ۱۵۹۴ء -	ابراہیم	سنہ ۱۰۰۳ھ
(۹)	سنہ ۱۵۹۴ء	احمد دوم	سنہ ۱۰۰۴ھ
(۱۰)	سنہ ۱۵۹۵ء	بہادر	سنہ ۱۰۰۴ھ

مغلیہ سلاطین

(۱۱۴) بریدشاہان بیدر

۱۴۹۲ء ۔ ق ۱۶۰۹ء م ۸۹۷ھ ۔ ق ۱۰۱۸ھ

(۱) ۱۴۹۳ء ۔	قاسم اول	۸۹۷ھ
(۲) ۱۵۰۴ء	امیر اول	۹۱۰ھ
(۳) ۱۵۴۹ء	علی	۹۴۵ھ
(۴) ۱۵۶۲ء	ابراہیم	۹۹۰ھ
(۵) ۱۵۶۹ء	قاسم دوم	۹۹۷ھ
(۶) ۱۵۷۲ء	مرزا علی	۱۰۰۰ھ
(۷) ق ۱۶۰۹ء ۔	امیر دوم	ق ۱۰۱۸ھ

(۱۱۵) عادل شاہان بیجاپور

سنہ ۱۴۸۹ ـ سنہ ۱۶۸۶ م سنہ ۸۹۵ ـ سنہ ۱۰۹۷

(۱) سنہ ۱۴۸۹	یوسف عادل شاہ	سنہ ۸۹۵
(۲) سنہ ۱۵۱۱	اسمٰعیل	سنہ ۹۱۶
(۳) سنہ ۱۵۳۴	ملّو (؟)	سنہ ۹۴۱
(۴) سنہ ۱۵۳۵	ابراہیم اول	سنہ ۹۴۱
(۵) سنہ ۱۵۵۷	علی اول	سنہ ۹۶۵
(۶) سنہ ۱۵۶۹	ابراہیم دوم	سنہ ۹۸۷
(۷) سنہ ۱۶۲۶	محمد	سنہ ۱۰۳۵
(۸) سنہ ۱۶۶۰ ـ سنہ ۱۶۸۶	علی دوم	سنہ ۱۰۷۰ ـ سنہ ۱۰۹۷

مغلیہ سلاطین

(۱۱۶) قطب شاہانِ گولکنڈہ

۱۵۱۲ء - ۱۶۸۷ء م ۹۱۸ھ - ۱۰۹۸ھ

(۱)	۱۵۱۱ء	سلطان قلی	۹۱۸ھ
(۲)	۱۵۲۳ء	جمشید	۹۴۰ھ
(۳)	۱۵۵۰ء	سبحان قلی	۹۵۷ھ
(۴)	۱۵۵۰ء	ابراہیم	۹۵۷ھ
(۵)	۱۵۸۱ء	محمد قلی	۹۸۹ھ
(۶)	۱۶۱۱ء	عبداللہ	۱۰۲۰ھ
(۷)	۱۶۷۲ء - ۱۶۸۷ء	ابوالحسن	۱۰۸۳ھ - ۱۰۹۸ھ

مغلیہ سلاطین

(۱۱۷) مغلیہ شہنشاہانِ ہندوستان

۱۵۲۵ء - ۱۸۵۷ء م ۹۳۲ھ - ۱۲۷۵ھ

بابر مغل فاتح ہندوستان کا سلسلہ پانچویں نسل میں تیمور سے ملتا ہے
[(ملاحظہ ہو نسب نامہ منسلکہ) ظہیر الدین محمد بابر حاکم فرغانہ (۸۹۹ھ) کابل
(۹۱۱ھ) وفات (۹۳۷ھ) - بن عمر شیخ حاکم فرغانہ (ق ۸۷۰ھ وفات ۸۹۹ھ)
بن سلطان ابوسعید ساتواں حکمراں سلسلہ تیموریہ مندرجہ فہرست (۹۷) حاکم
ماوراء النہر (۸۵۵ھ - ۸۷۲ھ) ہرات، بلخ، خراسان وغیرہ (۸۶۳ھ) وفات
۸۷۳ھ بن محمد بن جلال الدین میراں شاہ حاکم آذربائیجان و عراق
(۸۰۷ھ - ۸۱۰ھ، وفات ۸۱۰ھ) بن تیمور (وفات ۸۰۷ھ)] وہ فرغانہ میں
۱۴۸۲ء میں پیدا ہوا جہاں اس کا باپ گورنر تھا۔ ۱۵۰۴ء کے قریب میں
شیبانی اوزبکوں نے اسے وطن سے نکال دیا تو اس نے افغانستان پر
اپنا قبضہ جمایا۔ ۱۵۰۳ء (۹۰۹ھ) میں بدخشاں لے لیا اور بعد کے
سال کابل کو فتح کر کے ۱۵۰۷ء میں قندھار ضم کر لیا۔ کئی سال ہندوستان پر
چڑھائی کرنے کی فکر کرتا رہا بالآخر ۱۵۲۵ء (۹۳۲ھ) میں اپنے آپ کو

اپنی ترکی سپاہ کے ساتھ فوج کشی کرنے کے قابل محسوس کیا (اِس کو
نامِ مغل سے نفرت تھی اس لیے اپنے آپ کو ترکی کہلواتا تھا) اور پنجاب پر
چڑھائی کرکے لاہور پر قبضہ جمایا۔ ۲۰/اپریل ۱۵۲۶ء کو اُس نے
دہلی کے بادشاہ سلطان ابراہیم لودھی کو پانی پت کے تاریخی میدان پر
کامل شکست دی اور اُس کے ساتھ ہی دہلی اور آگرہ میں داخل ہوکر
شمالی ہندوستان کو دریائے سندھ سے بنگالہ کی سرحد تک فتح کرلیا۔
بابر ۱۵۳۰ء (۹۳۷ھ) میں مرگیا۔ قبل اس کے کہ بنگالہ گجرات اور
مالوا کی ریاستوں کو مغلوب کرسکے یا دکن میں داخل ہوسکے۔ اُس کے
بیٹے ہمایوں نے اگرچہ صرف ۱۹ برس کا تھا اپنے باپ کے باقی ماندہ
کام کو پورا کرنے کی کوشش کی۔ گجرات اور مالوا کی متحدہ ریاست
(یا بادشاہت) پر غالب آنا اس کے لئے قبل از وقت تھا۔ بنگالہ کے
افغان شیر شاہ سور غاصب شاہ بہار کی قیادت میں بڑی سخت کشمکش
کے بعد ہمایوں کو بتدریج مغرب کی طرف ہٹا دینے میں کامیاب
ہوگئے۔ چونسا (Chonsa) میں ۱۵۳۹ء (۹۴۶ھ) مغلوں کی
فوج پر اچانک (پُرحیلہ) حملہ کرکے ان کو بنگالہ سے نکال باہر کیا۔
دوسرے سال قنوج کی لڑائی میں ان کو پوری شکست دیکر شیر شاہ
سارے شمالی ہندوستان (باستثنائے گجرات) کا مالک بن گیا۔ اور
ہمایوں کو پہلے سندھ میں اور پھر ایران میں بھاگ کر پناہ لینا پڑا۔
ہمایوں پندرہ سال بھٹکتا پھرا اور بالآخر ایران کی کمک سے

ہندوستان کا تخت وتاج لینے کے لیے واپس آیا۔ اس اثناء میں شیر شاہ ملک کی نہایت عمدہ تنظیم وحکومت کی بنیاد قائم کر کے (جسکو اکبر نے بعد میں تکمیل کو پہنچایا) مرگیا۔ اس کے جانشینوں کا عدم اتحاد ہمایوں کے پھر سے مسلط ہونے کے لیئے راستہ صاف کردیا۔ اس نے ۱۵۵۵ء میں دہلی پر دوبارہ قبضہ کر لیا اور جنوری ۱۵۵۶ء (۹۶۳ھ) میں مرگیا۔

ہمایوں نے ہندوستان کے دوبارہ فتح کرنے کا کام محض شروع کیا۔ اس کی تکمیل اس کے بیٹے اکبر کے نصیب میں تھی جو باپ کے مرنے وقت صرف چودہ (۱۴) برس کا تھا۔ اس کے سرپرست یا محافظ بیرام خاں ترکمان نے ہیمو کی ہندوستانی افواج کو اسی پانی پت کے میدان میں جہاں بابر نے فتح پائی تھی ۵ نومبر ۱۵۵۶ء کو شکست فاش دی۔ اس ایک ضرب سے اکبر ہندوستان کے بیشتر اور بہتر حصہ کا مالک بن گیا اور اگرچہ کمسن اور ناتجربہ کار تھا تمام سلطنت اپنے ہی ہاتھ میں لے لی۔ پانی پت کی فتح سے دہلی اور آگرہ تو اسکو مل ہی چکے تھے۔ گوالیار ۱۵۵۸ء (۹۶۶ھ) میں ہاتھ آگیا، اور جونپور ۱۵۵۹ء میں۔ ۱۵۶۱ - ۲ء میں مالوا اور خاندیش پر موقت تصرف حاصل ہوا۔ ۱۵۶۷ء (۹۷۵ھ) میں چتور فتح کرنے کے بعد راجپوتانہ مطیع ہو گیا۔ اور ۱۵۷۲ء (۹۸۰ھ) میں گجرات کی قوت توڑ دی گئی۔ بنگالہ جو برائے نام مغلوں کی اطاعت قبول کیا تھا

بغاوت کر بیٹھا لیکن ۱۵۷۵ء ـ ۱۵۷۶ء (۹۸۳ھ ـ ۹۸۴ھ) میں دوبارہ فتح کیا گیا۔ ۱۵۸۶ء میں کشمیر اور چھ سال بعد قندھار ضم کر لیے گئے۔

اکبر کی دانشمندی اُس کو اجازت نہ دی کہ دکن کی سیاسیات میں بہت زیادہ مداخلت کرے۔ اس کا نصب العین پہلے یہی تھا کہ جنوب کی طرف سے حملہ کا راستہ بند رہے۔ اُس غرض سے اس نے خاندیش کی سرحدی پہاڑی سرزمین کو اپنی سلطنت میں ضم کر لیا اور اس کے پایہ تخت برہان پور کو بھی قلعہ اسیر گڑھ کے ساتھ جنوبی سرحد کے استحکام کے لیے کارآمد بنایا۔ یہ وہی اسیر گڑھ ہے جو انگریز توپچیوں کی چھ مہینہ کی سخت گولہ باری کے باوجود بھی مقابلہ کرتا رہا۔ بالآخر ۱۶۰۱ء (۱۰۱۰ھ) میں فتح ہوا۔ اکبر نے برار کو بھی زیر کیا اور ۱۶۰۰ء میں احمد نگر کا قلعہ لے لیا۔ بیجاپور اور گولکنڈہ کے بادشاہ اس کے مطیع و باجگزار بن گئے۔ لیکن اکبر نے دکن کو اپنی سرحد سے پرے مغلیہ سلطنت میں ضم کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اس کے مرتے وقت (۱۶۰۵ء م ۱۰۱۴ھ) صوبہ دکن کی (اس محدود مفہوم میں بھی) ایسی مکمل تنظیم عمل میں نہیں آئی تھی جیسے کہ بقیہ حصص سلطنت کی ہو چکی تھی۔

دکن کو فتح کرنے کے عزم میں اورنگ زیب چھٹا مغل شہنشاہ محمد بن تغلق کا حقیقی جانشین ثابت ہوا۔ شاہ جہاں کے عہد حکومت میں ۱۶۳۶ء (۱۰۴۶ھ) بحیثیت صوبہ دار دکن اورنگ زیب نے

اس صوبہ کی چار حصوں میں تقسیم کی :- دولت آباد (بشمول احمد نگر)، خاندیش، تلنگانہ اور برار۔ اور گولکنڈہ کے بادشاہ کو ۱۶۵۶ء میں اپنا مطیع و فرماں بردار بنایا۔ دہلی کے تخت پر ۱۶۵۹ء (م ۱۰۶۹ھ) بیٹھنے سے پہلے اس کو اپنے بھائیوں سے جو لڑائیاں لڑنی پڑیں اور ملک کے نظم و نسق کے لیے جو کام انجام دینے پڑے کئی سال تک اس کو دکن کی طرف متوجہ ہونے سے باز رکھے۔ آخرالامر ۱۶۸۱ء میں اس نے جنوبی ہند کی فتح کے لیے فوج کشی کا وہ طویل سلسلہ آغاز کیا جو ۲۶ سال کے بعد اس کی وفات پر ہی ختم ہوا۔ اس نے ۱۶۸۶ء میں بیجاپور کا محاصرہ کرکے اس کو لے لیا اور گولکنڈہ کو ۱۶۸۷ء میں۔ اس طرح اس نے عادل شاہی اور قطب شاہی حکمراں خاندانوں کو بالکلیہ ختم کر دیا۔ لیکن مرہٹوں کی نئی اور بڑھتی ہوئی طاقت کو جو سترھویں صدی کے وسط میں دکن میں خروج کی وہ روک نہ سکا۔ اگرچہ اس کی فوجیں دکن میں چاروں طرف پھیل گئیں اور بہت سے قلعے فتح کیے مرہٹوں کو ان کے پہاڑی ملک میں پوری طرح شکست نہ دی جا سکی۔ بریں ہم اورنگ زیب کی وفات (۱۷۰۷ء) کے وقت اس کی سلطنت کابل سے دریائے ہوگلی تک پھیلی ہوئی تھی اور سورت سے حیدرآباد عبور کرتے ہوئے مچھلی بندر بلکہ مدراس تک۔ پورا ہندستان سوائے دکن کے انتہائی جنوبی سرے کے اس کے زیر قلم تھا مگر جنوب میں قلعوں اور شہروں کو چھوڑ کر باقی مقبوضات زیادہ تر برائے نام ہی تھے۔

اورنگ زیب کی وفات کے بعد مغلیہ بادشاہوں کی عالیشان سلطنت کے حصے بخرے ہونے لگے۔ اس کے جانشیں زیادہ تر کمزور اور عیش پسند تھے۔ اس کے برعکس سکھوں، جاٹوں اور مرہٹوں کی بڑھتی ہوئی طاقت جوان اور قوی تھی۔ ۱۷۳۹ء میں نادر شاہ کا حملہ ۱۷۶۱ء میں احمد شاہ ابدالی کا اور اسی طرح کے دیگر واقعات مغلیہ سلطنت کی بے کسی اور بے سروسامانی کی بیّن علامتیں تھیں۔ اورنگ زیب کے مرنے کے پچاس سال بعد مرہٹے جنوب ہند میں سب جگہ حاوی ہو چلے تھے الّا ان مقامات کے جہاں کہ نیا قائم شدہ خاندان نظام ان کو روک رکھا تھا۔ جنوب سے نکل کر مرہٹے گجرات کے راستہ سے دہلی تک پہنچ گئے۔ راجپوتوں نے مغلیہ اقتدار اعلیٰ کو ماننے سے یک لخت انکار کر دیا۔ سکھ قوم آہستہ آہستہ پنجاب میں افغانوں سے قیادت چھینتی گئی۔ جاٹ لوگ آگرہ کے قرب و جوار میں علاً خود مختار ہو گئے اور دھوکی عملی حیثیت سے ایک علٰحدہ ریاست بن گئی۔ یہی حال بنگالہ کا بھی ہوا۔ اگرچہ کلکتہ، بمبئی اور مدراس کے اطراف واکناف کے مختصر و محدود علاقے ایسٹ انڈیا کمپنی کے شاندار مستقبل کی نشان دہی کر رہے تھے۔ یہاں اس کمپنی کے مقبوضات کی ترقی کا ذکر بے موقع و غیر ضروری ہے۔ پلاسی کی ۱۷۵۷ء کی جنگ اور بکسار کی ۱۷۶۴ء کی لڑائی سے مغلیہ سلطنت کا موہوم عزو وقار بھی جاتا رہا اگرچہ مغل بادشاہت کا افسانہ ۱۸۵۷ء تک جاری رہا۔ اس کے آخری تین شہنشاہ برطانوی تخت و تاج کے محض وظیفہ خوار رہ گئے۔ اور بہادر شاہ دوم نے

ہندوستان کی غدر کے لپیٹ میں آکر اپنے نام نہاد تخت کو بھی کھو دیا اور بمقام رنگون ۱۸۶۲ء میں ملک بدر ہو کر مر گیا۔

(۱)	۱۵۲۶ء تا ۳۰ء	ظہیر الدین محمد بابر	۹۳۲ھ تا ۹۳۷ھ
(۲)	۱۵۳۰ء	نصیر الدین ہمایوں بن (۱)	۹۳۷ھ تا ۹۶۳ھ
(۳)	۱۵۵۶ء	جلال الدین اکبر بن (۲)	۹۶۳ھ
(۴)	۱۶۰۵ء	نور الدین جہانگیر بن (۳)	۱۰۱۴ھ
	۱۶۲۶ء	داور بخش بن خسرو بن (۴)	۱۰۳۷ھ
(۵)	۱۶۲۸ء	شہاب الدین شاہ جہاں بن (۴)	۱۰۳۷ھ
	۱۶۵۸ء	مراد بخش (گجرات میں) بن (۵)	۱۰۶۸ھ
	۱۶۵۹ء تا ۶۰ء	شجاع (بنگالہ میں) بن (۵)	۱۰۶۹ھ تا ۷۰ھ

(۶) ۱۶۵۹ء ـ ۱۷۰۷ء	محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بن (۵)	۱۰۶۹ھ
۱۷۰۷ء	اعظم شاہ بن (۶)	۱۱۱۸ھ
۱۷۰۸ء	کام بخش بن (۶)	۱۱۱۹ھ ـ ۲۰ھ
(۷) ۱۷۰۷ء ـ	قطب الدین شاہ عالم بہادر شاہ اول بن (۶)	۱۱۱۹ھ ـ
(۸) ۱۷۱۲ء ـ	معز الدین جہاندار شاہ بن (۷)	۱۱۲۴ھ ۔
(۹) ۱۷۱۳ء ـ	فرخ سیر بن عظیم الشان بن (۷)	۱۱۲۴ھ
(۱۰) ۱۷۱۹ء	شمس الدین رفیع الدرجات بن رفیع الشان بن (۷)	۱۱۳۱ھ
(۱۱) ۱۷۱۹ء	رفیع الدولہ شاہ عالم دوم برادر (۱۰)	۱۱۳۱ھ
۱۷۱۹ء	نیکو سیر	۱۱۳۱ھ
۱۷۲۰ء	ابراہیم	۱۱۳۲ھ

(۱۲) ۱۷۱۹ء ـ ناصرالدین محمد بن خجستہ اختر ۱۱۳۱ھ ـ ۱۱۶۱ھ
بن (۷)
(۱۳) ۱۷۴۸ء احمد بن (۱۲) ۱۱۶۱ھ ـ ۱۱۶۷ھ
(۱۴) ۱۷۵۴ء ـ عزیز الدین عالمگیر دوم ۱۱۶۷ھ
بن (۸)
۱۷۵۹ء ـ ۶۰ء شاہ جہاں سوم ۱۱۷۳ھ ـ ۷۴ھ

(۱۵) ۱۷۵۹ء جلال الدین شاہ عالم ۱۱۷۳ھ ـ
بن (۱۴)
۱۷۸۸ء بیدار بخت بن (۱۳) ۱۲۰۲ھ ـ ۳ھ

(۱۶) ۱۸۰۶ء ـ ۱۸۳۷ء محمد اکبر دوم بن (۱۵) ۱۲۲۱ھ ـ ۱۲۵۳ھ
(۱۷) ۱۸۳۷ء ـ ۱۸۵۷ء بہادر شاہ دوم بن (۱۶) ۱۲۵۳ھ ـ ۱۲۷۵ھ

برطانیۂ عظمیٰ

نوٹ ـ غاصبوں اور حیلہ گروں چھوٹے مدعیوں کے ناموں کے نیچے خط کھینچا گیا ہے۔

(۱۱۸) امیرانِ افغانستان

۱۷۴۷ء ـ ۱۸۹۳ء م ۱۱۶۰ھ ـ ۱۳۱۱ھ

افغانستان کی جدید تاریخ بہ حیثیت ایک خودمختار دولت کے ۱۷۴۷ء سے شروع ہوتی ہے۔ غوریوں کے معزول ہونے کے بعد اس ملک کا اپنا کوئی خاص حکمران خاندان نہیں رہا۔ ملوک کرت کا جو ہرات پر حکمراں تھے ایک استثنائی امر ہے)۔ اور وہ صرف ایک وسیع تر بادشاہت کا جزو بنا رہا۔ پہلے وہ ایلخانانِ ایران کا ایک صوبہ بنا۔ پھر تیموری سلطنت کا۔ مغلوں کے ہندوستان میں مسلّط ہونے کے بعد کبھی افغانستان مغلوں کے ممالک میں شامل ہوتا تھا کبھی شاہانِ ایران کے۔ اس سے زیادہ مرتبہ وہ ان دونوں حکومتوں میں تقسیم ہوا کرتا تھا۔ اورنگ زیب کی وفات تک کابل اور قندھار عموماً سلطنت مغلیہ کے مقبوضات تھے اور ہرات ایرانی سلطنت میں شامل تھا۔ ۱۷۳۸ء میں نادر شاہ افشاری حکمران ایران نے کابل و قندھار لے لیا اور ہندوستان پر چڑھائی کی۔ جب وہ ۱۷۴۷ء میں قتل ہوگیا تو افغانوں نے اپنے آپ کو ایران کے بارِ اطاعت سے

سبکدوش کرنے کا عزم کیا اور احمد خاں ابدالی یا درّانی قبیلہ کے سردار کو اپنا شاہ منتخب کیا۔ وزارت کی خدمت (جو ریاست میں شاہی کے بعد سب سے بڑی اہمیت رکھتی تھی) رقیب قبیلۂ بارق زائی کے موروثی سردار جمال خاں کے سپردکی گئی۔ اس کے بعد سے تقریباً ایک سو سال تک یہی طریقۂ عمل جاری رہا۔ شاہ درّانی ہوتا تھا اور وزیر بارق زائی۔

احمد شاہ نے سارے افغانستان کو اپنا مطیع بنایا۔ ہرات اور خراسان فتح کرلیا اور کئی بار ہندوستان پر چڑھائی کی۔ کچھ مدت کے لیے دہلی پر قبضہ جمایا اور کشمیر سندھ اور پنجاب کے کچھ حصہ کو اپنے ممالک میں ضم کرلیا۔ لیکن اس کی ہندوستانی مقبوضات بتدریج سکھوں کے ہاتھوں میں چلی گئی اور وہ اٹھارویں صدی کے ختم ہونے سے پہلے ہی پنجاب کے مالک ہو گئے۔ احمد شاہ کے پوتے زماں شاہ نے بارق زائیوں کا قتل عام کروانے سے موروثی وزراء کا زور بجائے گھٹنے کے اور بڑھ گیا اور وہ محمد شاہ کی نام نہاد بادشاہت اور شاہ شجاع کے ابتدائی عہد میں سب پر حاوی ہو گئے۔ بارق زائی وزیروں کو ان کے اس مقتدر مقام سے ہٹانے کی کئی مرتبہ کوشش کی گئی لیکن سب بے سود ثابت ہوئی۔ آخر جب ۱۸۱۸ء میں فتح خاں بارق زائی کو اندھا کرکے قتل کردیا گیا تو درّانی خاندان کو بادشاہت سے معزول کردیا گیا اور چند سال کے تاراج کے بعد دوست محمد برادر وزیر مقتول کابل (۱۸۳۶ء) میں تخت نشیں ہوا۔ وہ بارق زائی قبیلہ کا پہلا امیرِ افغانستان تھا۔

آخری درّانیوں کے عہد میں ایران نے قبضہ ہرات کے لیے اپنا دعوےٰ بزور شمشیر کرنا چاہا۔ جب سے کہ احمد شاہ اُس کو فتح کیا تھا یہ شہر متعدد افغان شہزادوں کے قبضہ میں رہا جو مرکزی حکومت کے برائے نام تابع تھے۔ ۱۸۱۶ء میں ایرانیوں نے ہرات پر بڑی چڑھائی کی لیکن فتح خاں بارق زائی نے ان کو شکست دے کر بھگا دیا۔ ۱۸۳۷ء میں روس کی اشتعالک پر شاہ ایران نے دوبارہ ہرات پر (جو کلید افغانستان کہلاتا تھا) فوج کشی کی اور اَب کی مرتبہ بھی دس ماہ کے محاصرہ کے بعد (جس میں ایلڈریڈ پاٹنجر Eldred Pottinger نے شہر کی محافظت میں بڑی خدمت کی) ۱۸۳۸ء میں اس کو پسپا ہونا پڑا۔ جب دوست محمد خاں کی نسبت برطانوی گورنمنٹ ہندوستان کو شبہ ہوا کہ وہ روس سے دوستی بڑھا رہا ہے تو ہرات کے خطرناک واقعہ سے متاثر ہو کر اور نیز امیر کی دوستی کے فقدان سے گھبرا کر اس نے افغانستان کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا جس کی پاداش میں اس کو ۱۸۳۹ء۔ ۴۲ء کی لڑائیاں اور مصیبتیں برداشت کرنی پڑیں۔ معزول درّانی شاہی خاندان کا نمائندہ شاہ شجاع بدقسمتی سے امیر مقرر کیا گیا اور سر ولیم میک ناٹن (Mc naghten) برطانوی رزیڈنٹ بنا کر کابل بھیجا گیا۔ دوست محمد خاں اگرچہ اپنے آپ کو حالت تعطل میں انگریزوں کے حوالہ کر دیا تھا، اس کے بیٹے اکبر خاں نے بارق زائیوں کی طرف سے مقاومت جاری رکھی۔ نومبر

۱۸۴۱ء میں میک ناٹن اور برنز (Burnes) فریب سے قتل کر دیے گئے اور سولہ ہزار برطانوی فوج اور اس کے تابعین (camp followers) میں سے جو کابل سے ہندوستان کو واپس ہو رہے تھے صرف ایک شخص زندہ بچ کر نکلا اور اس تباہی کی اطلاع دے سکا۔ پولوک (Pollock) کی فوج نے ۱۸۴۲ء میں اس قتل عام کا انتقام لیا۔ لیکن اس کے بعد سے افغانوں کے اندرونی معاملات میں انگریزوں کی طرف سے کوئی مداخلت نہیں کی گئی۔ دوست محمد خاں ۱۸۶۳ء میں انتقال کر گیا وہ انگلستان کا حلیف تھا اور اس کو انگریزی حکومت سے کافی مالی امداد دی جاتی تھی۔ اس کے بعد افغانستان کی تاریخ کا زیادہ حصہ اس کے بیٹوں اور پوتوں کی تخت نشینی کے جھگڑوں سے بھرا ہوا ہے۔ انگریزوں نے امیر کو کابل میں ایک برطانوی رزیڈنٹ قبول کرنے کے لیے دوبارہ مجبور کیا اس خیال کے مدنظر کہ روس کی سلسلہ جنبانیوں کی روک تھام ہو لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شیر علی کو شکست ہوئی سر لوئی کیوانیاری (Cavagnari) قتل ہوا اور اسٹیوارٹ اور رابرٹس کے ہمراہ ۱۸۷۹ء۔ ۱۸۸۰ء میں فوجیں بھیجنی پڑیں بعد کو برطانوی گورنمنٹ نے امیر عبد الرحمن خاں کو خلیف بنایا اور اس کو تخت کابل کی حکمرانی میں مدد دی انھوں اپنے آپ کو

ماتحت جنگجو قبائل اور جھگڑالو رعایا پر پورا دسترس رکھنے والا امیر ثابت کیا۔

تمت بالخیر

ادارہ ادبیات اردو دنیائے اردو کی نظر میں

"حیدرآباد میں زبان اردو کی توسیع و ترقی کے لئے جو کوششیں جاری ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ منجملہ ان اداروں کے جو وہاں اردو کی خدمت میں مصروف ہیں ایک ادارۂ ادبیات اردو ہے جو عرصہ بارہ سال سے اردو ادب کی نشر و اشاعت کا کام کر رہا ہے۔ ۱۹۳۱ء میں یہ ادارہ ڈاکٹر سید محی الدین زورؔ اور ان کے رفقاء کی تحریک سے قائم کیا گیا۔ اس قلیل عرصہ میں نوّے کے قریب اردو کی کتابیں کارکنان ادارہ کی کوشش سے شائع ہو چکی ہیں۔

منجملہ دیگر خدمات کے جو ادارہ انجام دے رہا ہے سب سے زیادہ مفید اور نمایاں کام یہ ہے کہ وہ اس وقت اردو انسائیکلو پیڈیا کی ترتیب و تکمیل میں مصروف ہے ہمیں سب سے بڑی خوشی اس بات کی ہے کہ کارکنانِ ادارہ میں ہر مذہب و ملت کے لوگ شریک ہیں اور اپنے ملک کی زبان کو ترقی دینے میں یکساں سرگرم ہیں۔

ادارہ کے صدر نواب مہدی یار جنگ بہادر اور معتمد ڈاکٹر سید محی الدین زورؔ ہیں۔ ان علم نواز بزرگوں کے نام ہمیں یقین دلاتے ہیں کہ ادارہ کا مستقبل شاندار ہوگا۔"

(اورینٹل کالج میگزین لاہور بابتہ مئی ۱۹۴۳ء)

"اردو ادب کی اشاعت و ترقی میں دلچسپی رکھنے والے اصحاب کو

اس رپورٹ کا مطالعہ کرنا چاہیے:"

(البیان امرتسر بابتہ مئی ۱۹۴۳ء)

"ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد دکن نے حال میں اپنی سالانہ روداد شائع کی ہے جس میں اپنی مختلف مجلسوں، شعبوں اور شاخوں کی ان خدمات کا مجمل خاکہ پیش کیا ہے جو ۱۹۴۳ء میں اس ادارے کے ذریعہ انجام پائیں یہ روداد اس ادارے کے بارھویں سال کی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ادارے نے اپنی زندگی کا ایک جگ گزار لیا۔

اس ادارے نے زبان اردو کی چند نہایت ہی بنیادی خدمات انجام دی ہیں۔ اس وقت اس ادارہ کو حیدرآباد کے چوٹی کے عمائدین کی حمایت حاصل ہے اور ایک حد تک حکومت کی سرپرستی بھی پھر قدرت نے بھی ادارے کے اس معاملے میں بڑی فیاضی سے مدد کی ہے یعنی جامعہ عثمانیہ نے جو ہر فن کے یگانہ روزگار لوگوں کو جمع کر رکھا ہے وہ سب کے سب ادارہ ادبیات کو مفت مل گئے ہیں۔ اور جناب زور ان سبھوں سے بیگاری لیتے رہتے ہیں۔ ہمارے خیال میں کام کرنے سے زیادہ مشکل دوسروں سے کام لینا ہے اور یہ سلیقہ بہت کم لوگوں میں ہوتا ہے۔ لیکن ڈاکٹر سید محی الدین صاحب زور کام کرنا اور کام لینا دونوں ہی فنون سے آگاہ ہیں۔

ادارہ ادبیات اردو نے اپنا کام بارہ مختلف شعبوں پر تقسیم کیا ہے (۱) زبان (۲) تنقید (۳) تالیف و ترجمہ (۴) تاریخ (۵) شعرا

ومصنفین (۶) سائنس (۷) نسواں (۸) ادبیات اطفال (۹) طلبہ
(۱۰) اردو امتحانات (۱۱) کتب خانہ (۱۲) انسائیکلوپیڈیا ان میں سے ہر
ایک شعبہ کسی نہ کسی ماہر فن کے زیر نگرانی ہے اور اپنے فرائض انجام
دے رہا ہے

ادارہ اس سال کاغذ کی دقتوں کے باوجود آٹھ مفید کتابیں
شائع کر سکا ہے (۱) گارسان دتاسی (۲) بلاغت (۳) نظام علیخاں
آصف جاہ ثانی (۴) سکندر جاہ آصف جاہ ثالث (۵) کشمکش ناتی
(۶) عرب اور عربستان (۷) آریائی زبانیں (۸) شاہ اقبال۔

رسالہ سب رس اور بچوں کا سب رس بھی برابر نکلتا رہا اور
ان میں بدستور مفید مضامین شائع ہوتے رہے

زبان کی ترقی کے لئے جو انجمن بھی قائم ہو اس کے لئے کتابیں چھاپنے
سے زیادہ ضروری ان کتابوں کے پڑھنے جانے کے لئے مناسب
فضا پیدا کرنا ہے۔ ہمیں مسرت ہے کہ ادارہ ادبیات انجمن ترقی
اردو (ہند) کے برخلاف نہ صرف کتابیں چھاپتا ہے بلکہ اس کے لئے
مناسب فضا پیدا کرتا ہے۔ شعبہ امتحانات نے ایک کورس مقرر
کر دیا ہے اور اس کورس پر وہ اپنے قاعدہ قانون کے مطابق اردو
دانی زبان دانی وغیرہ کے امتحانات لیتا ہے اور لوگوں کو سندیں
دیتا ہے۔ رپورٹ مذکور سے معلوم ہوتا ہے کہ ادارے نے اس قسم کے
امتحانات میں شامل ہونے والے ایک ہزار طلبہ کو سندیں تقسیم کیں

جو بجائے خود ایک بہت بڑا کام ہے۔

ہمارے خیال میں ادارہ ادبیات اردو کا سب سے بڑا کارنامہ اردو انسائیکلوپیڈیا کی تدوین و تکمیل ہوگی بشرطیکہ یہ کام پورا ہوگیا۔

سب سے آخر میں مجھے ادبیات اردو کی جس امر میں تعریف کرنی ہے وہ یہ ہے کہ حیدرآباد کی روایات کے برخلاف اس نے اپنی تحریروں کی زبان نسبتاً کم سخت اور عام فہم رکھی ہے۔ حیدرآباد اس معاملے میں اب کافی بدنام ہوچکا ہے اور وہ دن دور نہیں جب ہندوستان کی زبانوں کی فہرست میں حیدرآبادی اردو بھی شامل کردی جائے گی اور یہ فہرست کچھ اس طرح مرتب کی جائے گی۔ مرہٹی۔ گجراتی۔ بنگلہ۔ تامل۔ تلگو۔ ملیالم۔ کنڑی۔ ہندی، اردو حیدرآبادی اردو وغیرہ

(نئی زندگی بابتہ اگست ۱۹۴۳ء)

"یہ مراسلت نہ صرف دو مشاہیر ہند کے ذاتی تعلقات کی آئینہ دار ہے بلکہ ان کے ادبی میلانات اور رجحانات کو بھی منعکس کرتی ہے۔

ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور جنہوں نے ان قابل قدر تاریخی خطوط کو ترتیب دیا ہے ہمارے شکریے کے مستحق ہیں۔"

ہمایوں لاہور جون ۱۹۴۳ء